افاداتِ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی

سلطنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(آئینۂ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوتِ کُل الوریٰ)

تحقیق نگار
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

افاداتِ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی

آئینۂ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سلطنت المصطفیٰ

فی

ملکوتِ کُل الوریٰ

تحقیق نگار: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی

دین کی اشاعت اور ابلاغ علم کے لیے
بلاترمیم و اضافہ اشاعت کی عام اجازت ہے

نام	....	آئینۂ سلطنت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ملکوت کل الوریٰ
افادات	....	امام احمد رضا خاں محدث بریلوی
تحقیق نگار	....	پرفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
سنہ اشاعت	....	۱۴۴۶ھ / ۲۰۲۴ء
اشاعت	....	اول
طباعت	....	ہزار
حروف ساز	....	شیخ وامق انصاری، کراچی (+92-300-2393848)
ناشر	....	ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی
ہدیہ	....	-/600 روپیہ

ملنے کا پتا

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی
۲۵۔ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔ ۷۴۴۰۰
فون: 021-32725150، واٹس ایپ: +92-303-9205511
imamahmadraza@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مشمولات

شمار	عنوان	صفحہ
☆	جہاں نے لیے تمہارے دیے (امام احمد رضا محدث بریلوی)	۸
☆	پیش لفظ (ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری)	۱۰
۱	تقریظ (علامہ عبدالہادی قادری نوری)	۱۱
۲	ایمان وایقان کے مہکتے پھول (ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری)	۱۴
۳	تقریظ (علامہ مفتی محمد حنیف قادری بریلوی)	۱۹
۴	اظہارِ خیال (علامہ مفتی محمد شاہد رضا قادری رضوی)	۲۳
۵	تدوین مجیدی (علامہ محمد طارق آزاد)	۲۶
۶	ابتدائیہ (پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری)	۲۹
☆	”آئینۂ سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الوریٰ“	۴۷
۷	حضور کے پاس اللہ کی عطا سے کائنات کے کیا کیا اختیارات ہیں	۴۸
۸	عقیدۂ رسالت (محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)	۵۱
۹	سلطنت مصطفٰی کا دولہا	۵۸
۱۰	نبی التوبہ اقول (قولِ رضا)	۸۱
۱۱	کتاب سلطنت مصطفٰی مرتب کرنے کے اسباب	۸۸
۱۲	جامع الاحادیث سے استفادہ	۹۲

۱۳	مولانا حسنین رضا کی تصنیف "سیرت اعلیٰ حضرت"	۹۸
۱۴	تصرفات واختیارات مصطفیٰ	۱۰۱
۱۵	حکم دوں تو کرو، ورنہ باز رہو	۱۰۱
۱۶	نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے	۱۰۴
۱۷	اقولِ رضا	۱۰۶
۱۸	اونٹ کی فریادرسی اور اُس کا ادب	۱۰۷
۱۹	مانگ کیا مانگتا ہے! حضور کا مطلق سوال	۱۱۰
۲۰	اقولِ رضا	۱۱۱
۲۱	حضور حافظ ونگہبان ہیں	۱۱۳
۲۲	اقولِ رضا	۱۱۴
۲۳	حضور کو تمام خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں	۱۱۷
۲۴	ساری دنیا اور زمین وآسمان کی کنجیاں حضور کی مٹھی میں	۱۲۰
۲۵	حضور مالکِ ارض ہیں	۱۲۲
۲۶	ہر شے بشمول چاند سورج رسول کے زیرفرمان ہیں	۱۲۳
۲۷	اقولِ رضا	۱۲۶
۲۸	اللہ نے مجھے سب کچھ عطا کردیا	۱۲۷
۲۹	لوائُ الحمد کے نیچے سب موجود ہوں	۱۳۰
۳۰	سلطنت کے والی نے نابیانا کی دہائی پر اُسے بینا کردیا	۱۳۲
۳۱	اقولِ رضا	۱۳۴
۳۲	مالک سلطنت کا بارش برسوانا	۱۳۶

۳۳	جنت و دوزخ کی کنجیاں حضور کے دستِ اقدس میں	۱۴۰
۳۴	حضور کی دعا سے قحط جاتا رہا	۱۴۱
۳۵	مالکِ سلطنت، مؤمنین کے دنیا و آخرت میں مالک ہیں	۱۴۳
۳۶	اللہ و رسول کی طرف توبہ کرنا	۱۴۶
۳۷	اقولِ رضا	۱۴۹
۳۸	مالک سلطنت جس کو جو چاہیں بخش دیں	۱۴۹
۳۹	اقولِ رضا	۱۵۱
۴۰	مدینہ منورہ کو حضور نے مکہ مکرمہ کی طرح حرم کر دیا	۱۵۲
۴۱	اقولِ رضا	۱۵۲
۴۲	مکہ مکرمہ ایک ساعت کے لیے حلال ہوا	۱۵۵
۴۳	مالکِ سلطنت ہی کے احکام نافذ العمل ہوتے ہیں	۱۶۱
۴۴	کون سے اعمال مباح ہیں	۱۶۳
۴۵	امام احمد رضا کا علمی کارنامہ	۱۶۴
۴۶	مالکِ سلطنت کے خصوصی اختیارات	۱۶۵
۴۷	ششماہی بکری کی قربانی	۱۶۵
۴۸	حضرت اسماء کی عدتِ وفات اور سوگ فقط تین دن	۱۶۶
۴۹	ایک صحابی کے لیے تعلیم قرآن کو بیوی کا مہر قرار دیا	۱۶۷
۵۰	روزہ کا کفارہ ایک صحابی کے لیے اس کا خود کھالینا حلال کر دیا	۱۶۷
۵۱	چند صحابہ کے لیے ریشم کا لباس اور سونا جائز فرما دیا	۱۷۰
۵۲	حضرت معاذ کے لیے قاضی ہوتے ہوئے ہدیہ حلال فرما دیا	۱۷۸

۵۳	دووقت کی نماز پڑھنے کی شرط	۱۷۹
۵۴	مسواک اور اختیارِ رسول	۱۷۹
۵۵	اختیاراتِ رسول سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف !	۱۸۱
۵۶	رسول کا حرام کردہ اللہ کا حرام کردہ ہے	۱۸۱
۵۷	اقولِ رضا	۱۸۳
۵۸	مالکِ سلطنت کے سلطنت میں اختیارات	۱۸۳
۵۹	شارعِ اسلام کی احادیث پر احمد رضا کی تصریحات	۱۸۸
۶۰	حضور کے اختیار سے ابو طالب کی سزا میں تخفیف	۱۸۸
۶۱	حضور حاشر، ماحی اور خاتم ہیں	۱۹۱
۶۲	حضور کے اختیاراتِ آخرت	۱۹۳
۶۳	حضور ہر اُمتی کو بخشوائیں گے	۱۹۶
۶۴	حضور اول و آخر، ظاہر و باطن ہیں	۱۹۷
۶۵	ذخیرۂ پانی پر اختیار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۹۹
۶۶	نبیِ مختار کے ملائکہ وانبیاء ومرسلین بھی مقتدی ہیں	۲۰۳
۶۷	جانوروں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکمرانی	۲۰۵
۶۸	مالک کائنات کی چپہ چپہ اور ہر مخلوق پر حکومت	۲۰۶
۶۹	پوری اُمت کی خبر گیری رکھتے ہیں	۲۰۸
۷۰	مختارِ سلطنت کائنات اُمتیوں کے زبردست نگہبان	۲۱۰
۷۱	نبی التوبہ کے تمام عالم کے انسانوں کے لیے معافی کی سہولت	۲۱۲
۷۲	اختتامیہ (تم ہی تم ہو، تم ہی تم ہو، یہاں تم ہو، وہاں تم ہو)	۲۲۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انتساب

والدین کے نام

☆ شیخ حمید اللہ قادری حشمتی کانپوری

☆ شاہجہاں بیگم بنت محمد عبد الوکیل قادری رضوی

(جن کی دعاؤں اور تربیت نے کام آسان کر دیے)

اساتذہ کرام کے نام

☆ شیخ الحدیث مفتی نصر اللہ خاں قادری افغانی

☆ علامہ شمس الحسن شمس بریلوی

☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

(جن کے حسنِ تربیت کے سبب راقم قلم پکڑنے کے لائق ہوا،

پیش نظر کتاب بھی اسی فیضان کا ثمر ہے)

احقر

مجید اللہ قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جہاں نے لیے تمہارے دیے یہ اکرمیاں تمہارے لیے

کلام: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے
دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اُٹھیں بھی وہاں تمہارے لیے
اصالت کل امامت کل، سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے لیے
تمہاری چمک تمہاری دمک، تمہاری جھلک تمہاری مہک
زمین و فلک سماک و سمک، میں سکہ نشاں تمہارے لیے
یہ طور کجا سپہر تو کیا، کہ عرش علا بھی دور رہا
جہت سے ورا وصال ملا، یہ رفعت شاں تمہارے لیے

اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب و تواں تمہارے لیے

کلیم و نجی مسیح و صفی، خلیل و رضی رسول نبی
عتیق و وصی غنی و علی، ثنا کی زباں تمہارے لیے

یہ شمس و قمر یہ شام و سحر، یہ برگ و شجر یہ باغ و ثمر
یہ تیغ و سپر یہ تاج و کمر، یہ حکم رواں تمہارے لیے

نہ روح امیں نہ عرش بریں، نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمز کھلیں، ازل کی نہاں تمہارے لیے

جناں میں چمن چمن میں سمن، سمن میں پھبن پھبن میں دلہن
سزائے محن پہ ایسے منن، یہ امن و اماں تمہارے لیے

یہ فیض دیے وہ جود کیے، کہ نام لیے زمانہ جیے
جہاں نے لیے تمہارے دیے، یہ اکرمیاں تمہارے لیے

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے، وہ پھول کھلے کہ دن ہوں بھلے
لوا کے تلے ثنا میں کھلے رضاؔ کی زباں تمہارے لیے

(حدائق بخشش، حصہ دوم، مطبوعہ ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی ۱۹۹۹ء، ص: ۲۳۳)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

پیش نظر کتاب ”آئینہ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ“ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ کی کتاب ”سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ“ کا ایک حسین ”عکس جمیل“ اور بقول علامہ مفتی محمد حنیف خان بریلوی ”آئینہ“ ہے جو اُن کی وہ پسندیدہ کتاب ہے جس کا انہوں نے اپنی تصانیف اور فتاویٰ میں جا بجا ذکر فرمایا ہے، مگر حالات کی ستم ظریفی کہیں یا کچھ اور سبب! بہر حال اس کا نہ مبیضہ محفوظ رہا نہ مسودہ......ہاں ذکر و اذکار سو سال سے برابر جاری ہیں جنہیں سن سن کر اسکی دید و طلب کا اشتیاق بڑھتا رہا......خدا بھلا کرے ہمارے محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کا کہ انہوں نے دن رات ایک کر کے یہ محبت بھری کتاب تیار کی جسے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (رجسٹرڈ) کراچی محترم شیخ رشد اللہ قادری حشمتی اور شیخ وحید اللہ قادری حشمتی کے تعاون سے شائع کرتے ہوئے خوشی و فخر محسوس کر رہا ہے......کتاب کیسے مرتب ہوئی، کہاں کہاں سے مضامین ملے، کیا کیا مراحل گزرے، فاضل تحقیق نگار نے ابتدائیہ میں سب کچھ تفصیل سے لکھ دیا ہے......مولیٰ تعالیٰ ان کی اس تحقیق اور ہماری کاوش کو عالم اسلام میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو پھیلانے کا مؤثر ذریعہ بنائے۔آمین

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

(معتمد ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

علامہ عبدالہادی قادری نوری

(سربراہ امام احمد رضا اکیڈمی، ساؤتھ افریقہ)

اعلیٰ حضرت سیدی امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ نے صرف پچپن سال میں ایک ہزار سے زیادہ کتب عربی، فارسی اور اردو زبان میں تصنیف فرمائیں۔ آپ نے تمام ہی علوم وفنون پر تصنیفات قلمبند فرمائی ہیں اور جس موضوع پر بھی لکھا، حق ادا کردیا۔ آپ کے کئی رسائل میں یہ عبارت پڑھنے کو ملی کہ "فقیر نے جو تحقیق پیش کی ہے یہ کہیں اور نہیں ملے گی"۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کسی بھی مسئلے اور موضوع پر جب قلم اُٹھاتے تو ان سے قبل بارہ سو سال میں جو بھی تحریر ہوا، اس کو نظم کے ساتھ بیان کردیتے، جہاں اختلاف کرتے، اس کی بھی نشاندہی کر کے تصیح فرمادیتے ہیں۔

فقیر نے پہلے بھی لکھا تھا کہ سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی کتب کا مطالعہ مزید کئی کتب کی نشاندہی کردیتا ہے کہ مثلاً اگر اس موضوع پر امام نے وہ خود نہیں لکھا مگر ان کی تحریر میں سے اس مواد کو اکٹھا کرلیا جائے تو ایک تصنیف بن سکتی ہے، اس نوعیت کی محنت ہمیں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی تصانیف میں

اکثر نظر آتی ہے، چند تصنیفات کی نشاندہی کرتا چلوں ۔ سیدی اعلیٰ حضرت نے اپنی کتب ورسائل میں جگہ جگہ درود شریف کے فضائل، درود پڑھنے کی ضرورت اور اہمیت وافادیت سے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اگرچہ فضائل درود کے عنوان پر آپ کی کوئی علیحدہ تصنیف نہیں مگر پروفیسر صاحب نے اعلیٰ حضرت کی کتب کا عمیق مطالعہ کرکے ایک الگ کتاب ترتیب دی جس کا عنوان ہے۔"درود وسلام کی حقیقت واہمیت" یہ ۱۶۰ صفحات پر مشتمل کتاب امام احمد رضا کی کتب سے استفادہ ہے جو عام قاری کے لیے نہایت مفید ہے۔تاریخ تصوف میں سلسلہء طریقت کے شجروں کے لکھے جانے کی تاریخ بہت کم دستیاب ہے، پروفیسر صاحب نے نہ صرف سلسلہء قادریہ میں لکھے جانے والے شجروں کا تذکرہ جمع کیا ہے بلکہ سیدی اعلیٰ حضرت کے مختلف کتب و رسائل میں پھیلے ہوئے آٹھ شجرہ ہائے طریقت کو اپنی تالیف "تاریخ وشرح' شجرۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ" میں جمع کرکے سیدی اعلیٰ حضرت کے چار عربی شجروں، تین منظوم اردو شجروں اور ایک فارسی منظوم شجرہ کو یکجا کرکے محبانِ رضا کے لیے انمول قلمی شاہکار پیش کرکے ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔درود شریف کے متعدد مجموعے لکھے جا چکے ہیں اور شائع بھی ہوچکے ہیں مگر سیدی اعلیٰ حضرت اپنی قلمی مصروفیات کے باعث اپنے لکھے گئے درودوں کے صیغوں کا کوئی مجموعہ علیحدہ کتابی صورت میں قلمبند نہیں کرسکے، پروفیسر صاحب نے سیدی اعلیٰ حضرت کے تمام درودوں کو اکٹھا کرکے "مجموعہء درودِ رضویہ" کے نام سے ایک کتاب مرتب کردی جس میں سیدی اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے ۳۵۰ سے زیادہ درود شریف شامل ہیں ۔ یقیناً یہ بھی پروفیسر صاحب کا ایک بڑا علمی کارنامہ ہے جس کے لیے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ایک کتاب

"برکاتُ الخیرات" ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے "مجموعہ درودِ رضویہ" کو اس نوع پر ترتیب دیا جس طرح "دلائل الخیرات" میں امام سلیمان جزولی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہزار سے زیادہ درود جو مختلف علماء و مشائخ کے تصنیف کردہ تھے، کو اکٹھا کر کے سات ابواب میں تقسیم کر کے وظیفہ کی کتاب ترتیب دی ہے۔ اُن کی وہ کتاب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی بارگاہ میں اتنی زیادہ پسند کی گئی کہ اُمت کے تمام ہی مشائخ نے اس کا ورد شروع کر دیا۔

پیش نظر کتاب بھی پروفیسر صاحب کی دینی و علمی کاوشوں کا حسین نظارہ ہے۔ فقیر نے جب سے ہوش سنبھالہ سیدی اعلیٰ حضرت کی کتب میں کئی جگہ یہ عبارت پڑھنے کو ملی کہ "فقیر کے رسالہ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت الوریٰ کا مطالعہ کریں"۔ مگر بسیار کوشش کے باوجود یہ کتاب کہیں سے دستیاب نہ ہوسکی۔ اللہ جل جلالہ محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کو سلامت رکھے کہ موصوف نے دن رات ایک کر کے سیدی اعلیٰ حضرت کی جمیع کتب و رسائل اور فتاویٰ سے اختیارات رسول سے متعلق احادیث کو منتخب کر کے یہ کتاب مدون کر دی اور اس کا نام "آئینۂ سلطنتِ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" رکھ دیا۔ جسے پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے موصوف کو سیدی اعلیٰ حضرت نے خود سے بتایا ہو کہ فلاں فلاں کتاب سے یہ یہ احادیث اور مضامین جمع کر لو تو ہماری کتاب کا آئینہ بن جائے گی۔ سبحان اللہ۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

دعا گو ہوں کہ ان کی اس کتاب کی برکات سے ہم سب کو فیض حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور مقبول عام فرمائے۔ آمین ❁ ❁ ❁ ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایمان وایقان کے مہکتے پھول

(ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری)

جو چاہیں گے، جسے چاہیں گے، یہ اُسے دیں گے
کریم ہیں یہ خزانے لٹانے آئے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطائے خاص سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ اختیارِ خاص حاصل ہے کہ آپ اپنی اُمت کے بھلے کی خاطر جس چیز کو چاہیں ''فرض و واجب'' فرمادیں......جس چیز کو چاہیں ''ناجائز وحرام'' فرمادیں اور کسی عام حکم میں سے جس کو چاہیں مستثنٰی فرمادیں......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جمیع خصوصیات میں سے یہ ایک خاص خصوصیت ہے جسے بڑے بڑے اکابر علماء واسلاف نے بیان فرمایا ہے...... چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ائمۂ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکامِ شریعت حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سپرد ہیں۔ جو بات چاہیں واجب کردیں، جو چاہیں ناجائز فرمادیں،

جس چیز یا جس شخص کو جس حکم وغیرہ سے چاہیں مُستثنیٰ فرما دیں"۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد:۳۰، ص:۵۱۸، مطبوعہ لاہور)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس خاص صفت کو قرآن کریم میں یوں بیان فرمایا:

يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

"وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع کرے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اُتارے گا، تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے"۔

(سورہ الاعراف:۱۵۷)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیگر اختیارات کے ساتھ ساتھ یہ اختیارِ خاص بھی عطا فرمایا ہے کہ آپ کسی عام حکم میں سے جس کو چاہیں الگ کر دیں......احادیث مبارکہ میں ایسی کثیر مثالیں موجود ہیں، یہاں نا تفصیل کا موقع ہے نا تفصیل مقصود کہ تفصیل پیش نظر کتاب میں آگے موجود ہی ہے۔

اس مضمون کی کثیر احادیث مبارکہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک رسالہ "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" میں جمع و تحقیق فرمایا تھا مگر اسے حالات کی ستم ظریفی کہیں یا اخلاف کی غفلت ولا پرواہی!...... جو بھی کہیے کہ یہ رسالہ محفوظ نا رہ سکا...... امام احمد رضا کو اپنے اس رسالہ سے اس قدر پیار تھا کہ اپنی دیگر تصانیف اور فتاویٰ میں جا بجا اس کا ذکر فرماتے نہیں تھکتے...... دیکھیے ایک جگہ کس محبت سے اس کا ذکر فرما رہے ہیں:

"حضور پر نور معطی البہاء والسرور دافع البلاء والشرور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے، مخالف متعسف کو یوں توفیق تصدیق نہ ہو تو فقیر کا رسالہ "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" مطالعہ کرے کہ بعونہٖ تعالیٰ تحقیق و توثیق کے باغ لہکتے نظر آئیں اور ایمان و یقان کے پھول مہکتے"۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، ج:۳۰، ص:۳۷۵)

قارئینِ رضا عرصہ سے اس رسالے کے اس طرح بار بار کے ذکر سے تجسس اور اشتیاق میں مبتلا تھے کہ محقق رضویات' مشفق من پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید مجدہ نے اس کی جانب توجہ فرما کر بحر علومِ رضا میں غوطہ لگایا اور حسبِ سابق وہ مفقود و مخفی جواہر نکالے جن کے سب ایک مدت سے مشتاق تھے، اہل محبت نے دیکھا تو ان کی آنکھیں خیرہ و روشن ہو گئیں، اب ان جواہر سے تیار کردہ مالا اس کتاب کی صورت میں آپ کے ہاتھ میں ہے...... علامہ عبدالہادی قادری نوری زید مجدہ (ساؤتھ افریقہ) نے پروفیسر موصوف کی کتاب "برکات الخیرات" پر تقدیم لکھتے ہوئے اُس میں لکھا تھا کہ:

"امام احمد رضا قدس سرہ کی کتب کا مطالعہ مزید کئی کتب کی نشاندہی کر دیتا ہے کہ مثلاً اگر اس موضوع پر امام نے وہ خود نہیں لکھا مگر ان کی تحریر میں سے اس مواد کو اکھٹا کرلیا جائے تو ایک تصنیف بن سکتی ہے۔اس نوعیت کی محنت ہمیں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کی تصانیف میں اکثر نظر آتی ہے"۔

علامہ عبدالہادی صاحب نے درست فرمایا تھا' فاضل موصوف اسی نہج پر کئی کتب مدون کر چکے ہیں جیسے" مجموعہ درود رضویہ"۔" تاریخ وشرح' شجرہ قادریہ برکاتیہ رضویہ"۔"برکات الخیرات"۔وغیرہ

پیش نظر کتاب"سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الورٰی" بھی اس سلسلے کی محبت بھری روشن مثال ہے...... یہ کتاب کہاں سے ملی!......کیسے دریافت ہوئی!...... کیسے وجود میں آئی!......فقیر اس کی تفصیل میں جانے سے اس لیے گریز کر رہا ہے کہ فاضل پروفیسر صاحب نے اپنے ابتدائیہ میں سب کچھ تفصیل سے بیان فرمادیا ہے...... ماشاء اللہ آپ خود بھی لکھی لکھائی باتوں کو بار بار نہیں دہراتے بلکہ ہمیشہ رضویات کے ایسے جدید گوشوں کے سراغ میں لگے رہتے ہیں جن کی طرف عموماً کسی کی نظر و توجہ نہیں گئی ہوتی......پیش نظر کتاب بھی اس کا منہ بولتا ثبوت ہے......الحمدللہ فقیر کو قبل از اشاعت ہی اس کتاب کو پورا پڑھنے کا موقع ملا جسے فقیر سعادت کہے تو بجا ہوگا......جیسا کہ امام احمد رضا نے لکھا تھا کہ:

" فقیر کا رسالہ" سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الورٰی" مطالعہ کرے کہ بعونہٖ تعالیٰ تحقیق وتوثیق کے باغ لہکتے نظر آئیں اور ایمان و یقان کے

پھول مہکتے"۔

اس کتاب میں ہو بہو اسی کا عکس اور اسی کا آئینہ نظر آیا...... یہ جذبات کے کلمات نہیں، احساسات کی ترجمانی ہے، جب آپ اسے پڑھیں گے تو خود دل میں "ایمان و یقان کے پھول مہکتے" محسوس کریں گے۔

مولیٰ تعالیٰ حضرت پروفیسر صاحب موصوف کو بخیر و عافیت رکھے...... تندرست و توانا رکھے......عمر خیزری عطا فرمائے......آپ یونہی بحرِ رضا سے علم و فن اور دین کے موتی چن چن کر اہلِ محبت میں تقسیم فرماتے رہیں۔آمین

از

دانش جوئے رضویات

اقبال احمد اختر القادری غفرلہ
L-317/5-B-2، نارتھ کراچی
mothereilmi@gmail.com

۱۱ ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ
۱۵ اکتوبر ۲۰۲۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

علامہ مفتی محمد حنیف خان رضوی بریلوی

(امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، بھارت)

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا اپنی تصانیف میں ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جب کسی ضمنی مسئلہ کو بیان کرتے ہوتے ہیں تو بسا اوقات یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کی تفصیل ہماری فلاں تصنیف میں دیکھو! اس طرح آپ نے اپنی سیکڑوں کتابوں کی نشاندہی کی ہے، انہی کتابوں میں ایک کتاب "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" کے نام سے بھی ہے جس کا ذکر آپ نے اپنی تصانیف میں متعدد جگہ فرمایا ہے، مثلاً:

(۱)۔ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"فقیر غفر اللہ لہ نے کتاب مستطاب "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" (۱۲۹۷ھ) میں ارشادات جلیلہ ونصوص جزیلہ جمع کیے جن کو دیکھنے سے بحمد اللہ ایمان تازہ ہو اور روئے ایقان پر احسان کا غازہ"۔

(فتاویٰ رضویہ جدید/ج ۳۰/ص ۹۵)

(۲)۔ نیز دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"حضور پرنور معطی البہاء والسرور دافع البلاء والشرور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دافع البلاء کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے، مخالف متعسف کو یوں توفیق تصدیق نہ ہو تو فقیر کا رسالہ "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" مطالعہ کرے کہ بعونہٖ تعالیٰ تحقیق وتوثیق کے باغ لہکتے نظر آئیں اور ایمان و یقان کے پھول مہکتے"۔ (فتاویٰ رضویہ جدید، ج ۳۰/ص ۳۷۵)

(۳)۔ نیز فرماتے ہیں:

"جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔ کما بیناہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی رسالتنا "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ"

(فتاویٰ رضویہ جدید، ج ۳۰/ص ۲۳)

(۴)۔ پھر ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

میں بانٹتا ہوں اور اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔

تو وہی خیرات و برکات اور ساری نعمتیں، آسمان و زمین، ملک و ملکوت، اول وآخر اور باطن و ظاہر میں بانٹتے ہیں، اس پر فضلائے عظام اور مشہور اولیائے کرام کے جمہور کا یقین ہے جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" میں تحقیق کی، اس میں کچھ ایسے مباحث فاضلہ اور پسندیدہ دلائل ہیں کہ ان سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور کان لطف اندوز ہوتے ہیں

اور سینے کھلتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جدید،ج ۲۸/ص۱۰۶)

ناظرین ملاحظہ کریں کہ کس اہمیت اور خصوصیت کے ساتھ آپ نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے،لیکن افسوس یہ کتاب آج تک دستیاب نہیں ہوسکی، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کہ یہ کتاب صفحۂ ہستی پر کہیں موجود ہے؟ یا پھر سیدنا اعلیٰ حضرت کی بے شمار تصانیف کی طرح یہ بھی ضائع ہوگئی۔

واضح رہے کہ یہ کتاب آپ نے اس وقت تحریر فرمائی تھی جب آپ کی عمر شریف صرف ۲۵/سال تھی اور آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والے اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کی تصانیف میں یہ بات خاص طور پر نظر آئے گی کہ موضوع سے متعلق دلائل و براہین کی جو فراوانی و کثرت درمیانی اور آخری عمر میں نظر آتی ہے وہی عین جوانی کے عالم میں بھی دکھائی دیتی ہے،جس کو ہمارے دعوے کی تصدیق کرنا ہو وہ "مطلع القمرین" اور "الزلال الانقی" جیسی کتابوں کا مطالعہ کرے۔

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے اپنے خاص فضل وانعام سے کائنات عالم میں بے شمار اختیارات وتصرفات سے نوازا ہے، مذکورہ بالا کتاب میں اسی کا بیان ہے اور اس طرح کے بہت سے مضامین سیدنا اعلیٰ حضرت کی دوسری تصانیف میں بھی آب دار موتیوں کی طرح متعدد مقامات پر بکھرے ہوئے ہیں۔

اصل کتاب گم ہونے کے سبب محب گرامی قدر محقق رضویات حضرت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ صاحب قادری مدظلہ العالی نے خیال کیا کہ اس موضوع کے بکھرے ہوئے مضامین کو ایک لڑی میں پرو دیا جائے اور یہ مجموعہ اس اصل کتاب کا

عکس اور آئینہ قرار دیا جائے تاکہ شائقین کو وہ مضامین ایک جگہ مل جائیں، لہٰذا رضویات کے نہایت تفصیلی اور وسیع مطالعہ کے بعد آپ نے اس کتاب کو مرتب فرمایا ہے جو آپ کی عظیم کاوش ہے۔

رضویات کے ضمن میں آپ کا یہ پہلا کام نہیں بلکہ برسوں پہلے آپ نے ”ترجمۂ قرآن کنز الایمان“ پر ریسرچ و تحقیق کرتے ہوئے علوم قرآن میں امام احمد رضا کی عبقریت ومہارت سے متعلق سیکڑوں صفحات تحریر کیے ہیں۔

زیر نظر مجموعہ راقم الحروف نے متعدد مقامات سے پڑھا اور ان تمام مقامات کو موضوع کے مطابق پایا۔ ”سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ“ کی بازیابی تو نہیں ہو سکی ہے لیکن اس کتاب کو پڑھ کر قارئین کی اس موضوع سے متعلق تشنگی کافی حد تک دور ہو جائے گی۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ اس مجموعہ کو مقبول انام بنائے اور اپنی بارگاہ میں شریف قبولیت سے مشرف فرمائے اور حضرت مؤلف مدظلہ العالی کو اس عظیم کام پر اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العٰلمین

۞۞۞

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اظہارِ خیال

علامہ مفتی محمد شاہد رضا قادری رضوی

(مفتی رضوی دارالافتاء، واقع روبروئے مزار اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، الہند)

جہان قلم وقرطاس اور دنیائے تصنیف و تالیف میں مجدد مأة ماضیہ، مؤید ملت طاہرہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہ القوی کی ذات ستودہ صفات کسی تعریف معرّف یا تعارف متعارِف کی محتاج نہیں، ان کی خدمات دینیہ علمیہ کتب ورسائل وفتاویٰ ودیوان آج دنیا کے ہر مذہبی وفکری حلقے کی زینت ہیں۔ بروایت خلیفہ اعلیٰ حضرت شیر پیشۂ اہل سنت حضرت علامہ مفتی حشمت علی خان پیلی بھیتی علیہ الرحمہ مختلف علوم وفنون پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ القوی کے کتب ورسائل کا عدد ہزار سے متجاوز ہے۔ مگر ایک سوال لوگوں کے ذہنوں میں ہمیشہ گردش کرتا رہتا ہے اور اپنوں و بیگانوں سبھی کو یہ خلجان رہتا ہے، اپنوں کو بوجہ اشتیاق اور بیگانوں کو برسبیل اعتراض، کہ آخر وہ ہزار کتب ورسائل کہاں ہیں؟ مطبوعات ومتداولات تو بمشکل پانچ سو بھی نہیں ہیں! اس کا جواب "سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" کی حالت سے سمجھا جاسکتا ہے، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے یہ کتاب ۱۲۹۷ھ میں تصنیف

فرمائی تھی مگر برسوں سے اس کتاب کا کچھ پتہ نہیں، کتب اعلیٰ حضرت کی فہرست میں تو اس کتاب کا نام لکھا ملتا ہے مگر اصل کتاب آج تک دستیاب نہ ہوسکی، نہ بشکل مسودہ ومبیضہ، نہ بصورت مطبوعہ اور یہ صرف اسی ایک تصنیف ہی کی بات نہیں، مطلع القمرین کا بھی یہی حال ہے کہ وہ مکمل دستیاب نہیں "منتهى التفصيل فی مبحث التفضيل"، "رفع العروش الخاويه فی مدح الامير معاويه" وغیرہ کا تو صرف نام ہی مذکور ومسموع ہے۔ یہی حال دیوانِ رَضا "حدائق بخشش" کا ہے اور علم جفر وغیرہ دیگر نادر علوم سے متعلق سیکڑوں رسائل وتصنیفات کا بھی یہی حال ہے اور ان کے علاوہ بھی بہت سے رسائل کے اسما صرف فہرستِ کتب کی زینت ہیں مگر نفس الامر وخارج میں معدوم ومفقود ہیں، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کتنی کتابیں گردش ایام اور احباب کی بے توجہی کی نظر ہوچکی ہیں۔

بھلا ہو مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب کا جنھوں نے اختیارات وتصرفات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آبشار اور مسئلہ دائرہ میں دلائل ساطعہ وحجج قاطعہ کا جامع گلستان "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" جیسی معدوم ومفقود تصنیف اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو کسی حد تک وجود کی شکل دینے کی کوشش کی ہے، "من لم يدرك الكل لم يترك الكل" موصوف حفظہ اللہ تعالیٰ ہند وپاک کے حلقہ اہل سنت بالخصوص حلقہ رضویہ میں کسی پہچان کے محتاج نہیں، تصنیفات وتعلیمات اعلیٰ حضرت کے حوالہ سے ہمیشہ حساس ومتحرک نظر آتے ہیں، پاکستان کے موجودہ حلقہ رضویہ میں موصوف ان چند معتمد ومستند محققین وناشرین مسلک اعلیٰ حضرت سے ہیں، جن کی فکری نبض ہمیشہ فکر رَضا عام کرنے پر حرکت میں رہتی ہے اور آئے دن گلستانِ

رَضا کے مشکبار پھولوں سے سنیانِ ہند و پاک کے مشام جاں کو معطر کرتے رہتے ہیں۔قبلہ موصوف اس سے قبل بھی اعلیٰ حضرت کی کئی کتب ورسائل پرکام کر چکے ہیں۔

زیرنظر کتاب "عکس سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" باقاعدہ تصنیف اعلیٰ حضرت تونہیں مگر اعلیٰ حضرت کی "سلطنت المصطفیٰ" کے مقاصد ومواقف سے ہم آہنگ اوراس کے بنیادی واساسی مباحث ومشمولات پر ہی مشتمل ہے کیوں کہ اس میں جو کچھ ہے وہ اعلیٰ حضرت کے افادات اوراختیارات وتصرفاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشتمل تصانیف اعلیٰ حضرت ہی سے ماخوذ وملتقط ہے۔اس کے اکثر مباحث "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" اور "الامن و العلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء" اور "العشرین فی عقائد السنین" اور اعلیٰ حضرت کی کتب میں موجود احادیث کا مجموعہ "جامع الاحادیث" کے اقتباسات وملتقطات سے مرکب ہیں،اس لیے اگرچہ بعینہٖ یہ "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" نہیں مگراس کا عکس ضرور ہے، اسی لیے مؤلف موصوف مدظلہ العالی نے اس کا نام "آئینۂ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" رکھا ہے۔اس امر کا انکشاف واعتراف خود مؤلف موصوف نے اپنے ابتدائیہ میں کیا ہے،مزید تفصیل وہیں ملاحظہ کریں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ مرتب حفظہ اللہ کی ان کاوشوں کوشرف قبولیت عطافرمائے اور بحر تصنیفاتِ رضا میں غواصی کر کے یوں ہی نادرونایاب گوہر بے بہا استخراج کرتے رہنے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔آمین

بجاہ النبی الامین الکریم علیہ وآلہ اکرم الصلوٰۃ والتسلیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تدوینِ مجید

”سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ“

از: علامہ محمد طارق آزاد

دائرۂ تحقیق کی وسعت میں ترتیب وتدوین جیسا مہتمم بالشان عمل بھی شامل ہے، گو کہ بعض لوگ اسے طبع زاد تحریر یا روایتی تحقیق کے مقابلے میں کم تر گردانتے ہیں جو کہ تحقیق کے کامل تصور سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ ترتیب وتدوین کے بارے میں ڈاکٹر رؤف پاریکھ لکھتے ہیں:

> ”فی زماننا اس قسم کے کاموں کو بالعموم بنظرِ حقارت دیکھا جاتا ہے اور بعض لوگ انھیں ”محض جمع وترتیب کا کام“ کہہ کر رد کر دیتے ہیں البتہ یہ اور بات ہے کہ ایسے لوگ خود ”محض جمع وترتیب“ جیسا کوئی کام بھی نہیں کر پاتے گو ضرورت پڑنے پرانہی کاموں کی طرف رجوع کرتے ہیں“۔

ترتیب وتدوین کی بدولت جو مواد یکجا میسر آجاتا ہے وہ مصادر ومنابع میں موجود تو ضرور ہوتا ہے لیکن یا تو ان تک سب کی رسائی نہیں ہوتی یا وہ شہ پارے اس

طرح منتشر ہوتے ہیں کہ ان سے استفادہ ہر ایک کی بساط سے باہر ہوتا ہے، ایسی صورت میں مدوّن وہ ''دیوانہ'' ثابت ہوتا ہے جس کے نام ''قرعہء فال'' نکلتا ہے۔

زیر نظر کتاب ''آئینہء سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الوریٰ'' کے باب میں یہ کارِ دیوانگی، ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے نہایت فرزانگی سے انجام دیا ہے۔ یہ تدوین جس نقش موہوم کی جستجو کا نتیجہ ہے وہ مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ کتاب ''سلطنت المصطفٰی فی ملکوت کل الوریٰ'' ہے۔ اس کا ذکر خود ان کی تحریر میں جا بجا ملتا ہے لیکن اس کا مسودہ یا تو دست برد زمانہ سے محفوظ نہیں رہا یا ایسے معرض خفا میں ہے جہاں تک تا حال کسی کی رسائی نہیں۔ گزشتہ صدی میں اس رسالے کے شائقین اور محققین نے بساط بھر اس کی جستجو بھی کی لیکن بے نیل مرام رہے۔ یہ شوق اور تحقیق فرزانگی کے دائرے میں آتا ہے جس میں ناکامی کے بعد امید چھوڑ دی جاتی ہے، اس سے اگلا مرحلہ دیوانگی ہوتا ہے کہ جہاں ناامیدی کی کوکھ سے تخلیقی فکر جنم لیتی ہے۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری نے اسی تخلیقی زاویے سے تحقیق اور تدوین کو ہم آمیز کیا ہے۔ اصل کتاب کا نام، موضوع کا تعین، مصنف کا اسلوب بیان یہ وہ نشان منزل تھے جن کی مدد سے ڈاکٹر صاحب نے زود نویس مصنف کے بلا مبالغہ ہزاروں صفحات پر محیط تحریری سرمائے کو دریائے تحقیق جان کر گوہر آب دار کے لیے غواصی کی اور انھیں ''تدوین مجید'' کی لڑی میں پِرو کر ہدیہء قارئین وشائقین کر دیا۔ اس تدوین کے لیے مجد و بزرگی کی صفت اس لیے بھی شایاں ہے کہ اس کا موضوع وہ ذات گرامی ہے جو ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کی مصداق ہے۔

مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی تحقیق وتحریر سے عبارت

ہے،خودان کے الفاظ میں:۔

منم و کنج خمولی کہ نہ گنجد در وے
جز من چند کتابے و دوات قلمے

ڈاکٹر مجیداللہ قادری بھی کشتگانِ رَضا میں ہیں اورانہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مصروف عمل رہتے ہیں اوران کا یہ جذبہ مسافرانِ جادۂ تحقیق کے لیے مہمیز کا کام کرتا ہے۔اس کتاب کے ذریعے ڈاکٹر صاحب نے اپنی عقیدت کو محکم اساس تحقیق عطا کی ہے جونسلِ نو کے لیے قابلِ تقلید ہے۔

❁❁❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ابتدائیہ

" خدا کی سلطنت کا دو جہاں میں کون دولہا ہے! "

(پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری)

کائنات کا مالک و خالق حقیقی:

اللہ عزوجل کل کائنات کا مالک اور خالقِ حقیقی ہے قرآن مجید میں چالیس (۴۰) سے زیادہ مقامات پر کائنات اور اسکی تمام مخلوق کی خلق کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَلِلّٰہِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا‌ؕ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (المائدہ:۱۷)

"اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور جو ان کے درمیان ہے، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، اور اللہ سب کچھ کر سکتا ہے"۔

اللہ عزوجل اپنی شان یوں ارشاد فرماتا ہے کہ وہ رب ہے اور زمین و آسمان کا رب، بلکہ سارے جہاں یعنی تمام عالمین کا بھی رب ہے:

فَلِلّٰهِ الۡحَمۡدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الۡاَرۡضِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (الجاثیہ:۳۶)

"تو اللہ ہی کے لیے سب خوبیاں ہیں، آسمان کا رب زمین کا رب اور سارے جہان کا رب"۔

اس بات کا اعلان کہ وہ سارے جہان کا رب ہے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طور پر ملاقات میں بھی فرمایا تھا، ارشاد ربانی ہے:

فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوۡدِىَ مِنۡ شَاطِیِٴ الۡوَادِ الۡاَيۡمَنِ فِى الۡبُقۡعَةِ الۡمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنۡ يّٰمُوۡسٰۤى اِنِّىۡۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ (القصص:۳۰)

"پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے، کہ اے موسیٰ! بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان کا"۔

جس معبود حقیقی نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آواز میں (جو اس کے شایان شان ہے) یہ اعلان فرمایا کہ اے موسیٰ میں تمام جہان کا پالنہار ہوں اور اس تمام عالم کی ہر ہر مخلوق کا رب ہوں اسی رب العالمین نے اپنے پیارے محبوب نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی پیغام دیا کہ اے محبوب! ہم تمام عالمین کے رب ہیں اور تم کو تمام عالمین کی تمام مخلوق کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (الانبیاء:۱۰۷)

"اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے"۔

تمام عالم کے لیے رحمت:

یہاں صرف ایک تفسیری قول "تفسیر روح البیان" سے نقل کر رہا ہوں تا کہ

قارئین کرام کے ذہن میں یہ بات واضح ہوجائے کہ آپ کے وجودِ مسعود سے کائنات کی ہر مخلوق کو رب کی رحمت بوجودِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مل رہی ہے:

"آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ، تامہ، کاملہ، شاملہ، جامع محیط بہ جمیع مقیدات، رحمت غیبیہ وشہادت علمیہ وعینیہ و وجودیہ وشہودیہ وسابقہ ولاحقہ وغیر ذٰلک تمام جہانوں کے لیے' عالم ارواح ہوں یا عالم اجسامی' ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں (۱۸ ہزار عالم) کے لیے رحمت ہوں لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو"۔

تفسیر روح البیان کے بعد اس آیت کی شرح میں امام احمد رضا کا تفسیری نوٹ بھی ملاحظہ کریں:

عالم ماسوا اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء کرام وملائکہ سب داخل ہیں تو لاجرم حضور پرنور سید عالم (بلکہ عالمین) صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان سب پر رحمت ونعمت رب الارباب ہوئے اور وہ سب (مخلوق کائنات) حضور کی سرکار عالی صدر سے بہرہ مند وفیضیاب' اسی لیے اولیاء کاملین، علمائے عاملین تصریحیں (تفصیل بیان) فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک ارض وسماء میں' اولیٰ وآخرت میں' دین ودنیا میں' روح وجسم میں' چھوٹی یا بڑی' بہت یا تھوڑی' جو نعمت (کسی بھی شکل میں) ودولت (کسی بھی صورت میں) کسی (مخلوق) کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ جہاں پناہ سے بٹی (تقسیم ہوئی) اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔ کما

بینهما بتوفیق اللہ تعالٰی فی رسالتنا "سلطنۃ المصطفٰی فی ملکوت کل الورٰی"۔

آگے چل کر امام فخر الدین رازی کا تفسیری قول اسی آیت سے متعلق نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"لما کان رحمۃ للعٰلمین لزم ان یکون افضل من کل العٰلمین"

جب حضور ﷺ تمام عالم کے لیے رحمت ہیں' واجب ہوا کہ تمام ماسوا اللہ سے آپ افضل ہوں"۔

(رسالہ تجلی الیقین از امام احمد رضا،ص: ۲۳۔۲۴)

آگے چل کر مزید رقمطراز ہیں:

"لا واللہ! تمام جہان میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر اللہ کا احسان نہ ہو اور اللہ کے رسول کا احسان نہ ہو، جب وہ تمام عالم کے لیے رحمت ہیں تو قطعاً تمام جہان پر ان کی نعمت ہے۔ اہل کفر و اہل کفران نہ مانیں تو کیا نقصان۔

راست خواہی ہزار چشم و چناں
کور بہتر کہ آفتاب سیاہ"

(جامع الاحادیث، مفتی محمد حنیف رضوی، جلد:۹،ص:۴۱۲)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے رحمۃ للعالمین کی شان میں درجنوں رسائل عربی، فارسی، اور اردو زبان میں تحریر کیے ہیں۔ ان سب رسائل سے تمام احادیث اور آیات قرآن کو جمع کر کے شانِ رسالت کے عنوان سے اگر کوئی

کتاب شائع کی جائے تو یہ کتاب کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہوگی، یہاں صرف ایک دو مثال دینا چاہوں گا جن سے امام احمد رضا کی کتبِ احادیث پر گہری اور وسیع نظر کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔مثلاً ملاحظہ کیجیے رسالہ:

"الامن والعلٰی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء "

امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نے ۱۳۱۱ھ میں مولوی کرامت اللہ مقیم دہلی کے ایک استفتاء کے جواب میں بتایا کہ ہمارے نبی ﷺ اُمتی کی ہر بلا کو دور فرمانے والے ہیں جب کہ مستفتی کے سوال میں آپکو دافع بلا کہنا شرک سے تعبیر کیا گیا تھا۔اس پر آپ نے مندرجہ بالا رسالہ بزبان اردو تحریر فرمایا جس میں دو باب بنائے گئے اول باب میں ۶/آیات قرآن مجید سے استدلال لے کر اور ۶۰/ سے زیادہ احادیث نبوی ﷺ کو شامل کر کے اس بات کو ثابت کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے رحمت ہی رحمت ہیں اور ہماری ہر مصیبت و بلا کو ٹالنے والے ہیں جبکہ باب دوم میں ۴۴/آیات اور ۲۴۰/احادیث سے استدلال لے کر حضور ﷺ کو دافع بلا نہ ماننے والوں کو جواب دیے ہیں۔ یہاں باب اول سے صرف ایک حدیث ملاحظہ کیجیے:

حدیث نمبر ۶۰:

"جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا' اس پر نُور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا' اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ) میں انہیں کے واسطے سے لونگا اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا' ان کی اُمت سب اُمتوں میں افضل

ہے اور ان کی اُمت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں“۔

(کنز العمال بحوالہ الرافعی عن سلمان، احادیث: ۳۲۵۸۱، جلد: ۱۱، ص: ۵۵۰ مطبوعہ بیروت)

امام احمد رضا ان تمام ۶۰/ احادیث سے استدلال لیتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رسالت، خاص کر اُمتیوں اور مخلوق کی امداد کے حوالہ سے خلاصہ پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”دیکھو! یہ شہادت خدا و رسول، رزق پانا، مدد پانا، مینہ برسنا، بلا دور ہونا، دشمنوں کی مغلوبی، عذاب کی موقوفی یہاں تک کہ زمین کا قیام، زمین کی نگہبانی، خلق کی موت، خلق کی زندگی، دین کی عزت، اُمت کی پناہ، بندوں کی حاجت روائی، راحت رسانی سب اولیاء کے وسیلے سے، اولیاء کی برکت، اولیاء کے ہاتھوں، اولیاء کی وساطت سے ہے مگر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دافع بلا کا واسطہ ماننا مگر شرک پسندوں نے مشرک جانا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الحمدللہ ان آخر تین حدیثوں نے روشن اور مستنیر کر دیا کہ جو نعمت ملی اور جو بلا ٹلی سب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث حاصل و زائل ہوئی۔ بارگاہِ الٰہی کا لینا دینا سارا کارخانہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں پر ہے، ہاں ہاں لا واللہ ثم لا واللہ ایک دفع بلا و حصول عطا ہی کیا تمام جہاں اور اس کی قیام سب انہیں کے دم قدم سے ہے عالم جس طرح ابتداء آفرینش میں ان کا محتاج تھا کہ لولاك لما خلقت الدنیا (اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہیں کرتا) یوں ہی بقاء میں بھی ان کا محتاج ہے اگر آج انکا قدم درمیان ہی سے نکال لیں ابھی ابھی فنائے

مطلق ہو جائے"۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد: ۳۰، ص ۴۰۳۔ ۴۰۴ مطبوعہ لاہور)

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا ' وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی' جان ہے تو جہان ہے
(حدائق بخشش)

رحمۃ للعالمین کے خصائص کبریٰ:

امام احمد رضا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ایک اور معرکۃ الآرا تصنیف بعنوان "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین (۱۳۰۵ھ)" میں اپنے استاد محترم مرزا قادر بیگ بریلوی کے استفتاء کے جواب میں لکھی تھی جو نہ صرف صفحات کے لحاظ سے ضخیم تھی بلکہ حوالہ جات کے اعتبار سے بھی انتہائی مدلل اور سیکڑوں احادیث اور بیسیوں آیات کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ خصائص بتائے گئے ہیں جو نہ کسی نبی کو اور نہ کسی مرسل کو حاصل ہوئے اور یہ تعداد ۲۵۰ سے بھی زیادہ ہے چنانچہ امام احمد رضا رقمطراز ہیں:

"ان روایات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اعداد مذکورہ ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۱۰ اور حقیقۃً ۱۰۰ اور ۲۰۰ پر ہی انتہا نہیں۔ امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ العزیز نے خصائص کبریٰ' میں ۲۵۰ کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص جمع کیے۔ یہ صرف ان کا علم تھا' ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے اور علماء ظاہر سے علماء باطن کو زیادہ معلوم ہیں۔ پھر تمام علوم عالم اعظم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہزاروں منزل ادھر منقطع ہیں جس قدر

حضور اپنے فضائل و خصائل خود جانتے ہیں دوسرا کیا جانے اور حضور ﷺ سے زیادہ علم والا ان کا مالک و مولا جل و علا (ان الی ربك المنتھی) ”بے شک تمھارے رب ہی کی طرف منتہیٰ ہے“ جس نے انہیں ہزاروں فضائل عالیہ اور جلائلِ غالیہ دیئے اور بے حدو بے شمار ابد الآباد کے لیے رکھے (وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ) ”اور بے شک پچھلی گھڑی آپکے لیے پہلے سے بہتر ہے“۔ اسی لیے حدیث میں جناب صدیق اکبر کو مخاطب کر کے فرمایا:

یا ابو بکر لم یعلمنی حقیقۃ غیر ربی

(ذکرہ العلامۃ الفاسی فی مطالع المسرات)

”اے ابو بکر مجھے جیسا میں ہوں میرے رب کے کسی نے نہ پہچانا“

ترا چناں کہ توئی دیدہ کجا بینہ
بقید بینش خود ہر کسے کند ادراک

”تجھ جیسا کہ تو ہے کوئی آنکھ کیسے دیکھ سکتی ہے، ہر کوئی اپنی بینائی کے مطابق ادراک کرتا ہے“۔

امام احمد رضا نے اپنے کلام میں کیا خوب کہا:

سرور کہوں کہ مالک و مولا کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گلِ زیبا کہوں تجھے
اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں
اے جانِ جاں میں جانِ تجلّا کہوں تجھے

لیکن رَضَاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

امام احمد رضا اپنی ایک طویل ترین بحر کی طویل ترین نعت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خصائص بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں، اس کے چند اشعار ملاحظہ ہیں:

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین و چناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے
رسالتِ کُل، امامتِ کُل، سیاداتِ کُل امارات کُل
حکومتِ کُل، ولایتِ کُل، خدا کے یہاں تمہارے لیے
نہ روح امیں، نہ عرش بریں، نہ لوحِ مبیں، کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں، جو رمزیں کھلیں، ازل کی نہاں تمہارے لیے
یہ طور کجا، سپہر تو کیا، کہ عرش علا بھی دور رہا
جہت سے ورا، وصال ملا، یہ رفعتِ شاں تمہارے لیے

کائنات تا قیامت حضور کے پیشِ نظر:

امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز نبیٔ مختار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اللہ عزوجل کی جانب سے عطا کردہ اختیارات کا اپنے ایک رسالے ''الاعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب'' (۱۲۹۸ھ) میں رقمطراز ہیں:

''دنیا اس کے سامنے اُٹھالی کہ تمام کائنات تا بروزِ قیامت' آن واحد میں پیشِ نظر (تو وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو

ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی کو‘ اور ایمانی نگاہوں میں یہ نہ قدرتِ الٰہی پر دشوار‘ نہ عزت و جاہتِ انبیاء کے مقابل بسیار) سمع والا کے نزدیک پانچ سو(۵۰۰) برس راہ کی صدا جیسے کان پڑی آواز ہے۔ اور(بعطائے قادرِ مطلق) قدرت (و اختیارات) کا تو کیا پوچھنا کہ قدرت وقدیر علی الاطلاق جل جلالہٗ کہ نمونہ وآئینہ ہے۔عالم علوی وسفلی (اقطار واطرافِ زمین وآسمان) میں اس کا حکم جاری۔فرمانبرداری کن کو اس کی زبان کی پاسداری۔مردہ کو قُم کہیں (کہ بحکم الٰہی کھڑا ہوجا) تو وہ زندہ اور چاند کو اشارہ کریں تو فوراً دو پارہ ہوجائے۔جو یہ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔منشور خلافت مطلقہ (تامّہ، عامّہ، شاملہ، کاملہ) اور سکہ وخطبہ ان کا ملاء ادنیٰ سے عالم بالا تک جاری ہوا، تو اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہوئے اور تمام ماسوائے اللہ تمام عالم ان کا ماتحت، تصرف ان کے زیر اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں، جیسے چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں۔تمام جہان میں کوئی ان کا پھیرنے والا نہیں۔ملکوت السمٰوٰت والارض ان کے زیر فرمان، تمام زمین ان کی ملک اور تمام جنت ان کی جاگیر۔دنیا ودیں میں جو جسے ملتا ہے، ان کی بارگاہ عرشِ اشتباہ سے ملتا ہے۔جنت ونار کی کنجیاں دستِ قدرت میں دے دی گئیں۔رزقِ خیر اور ہر قسم کی عطائیں ان حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔دنیا وآخرت حضور ہی کی عطا کا ایک حصہ ہے“۔(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد:۲۹، ص:۳۴۶ مطبوعہ لاہور)

یہاں بھی موضوع سے متعلق ان کی نعتوں کے چند منتخب اشعار ملاحظہ ہوں:ـ

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سرسوٗ ہے تجھ کو شہہ دوسرا جانا

مکاں عرش ان کا ‘فلک فرش ان کا
ملک خادمان سرائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ‘ترے شہر وکلام و بقاء کی قسم

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کوخبر نہ ہو

لاورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے‘چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

وہ نہ تھا تو باغ میں کچھ نہ تھا ‘وہ نہ ہوتو باغ ہو سب فنا
وہ ہے جان،جان سے ہے بقاء‘وہ ہی بن ہے بن سے بہار ہے

رسالہ سلطنتِ مصطفیٰ:

امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے نبیٔ مختار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

شانِ رسالت واختیاراتِ نبوت جواللہ کی عطا سے آپ کو حاصل تھے ان کا اپنے فتاویٰ اور رسائل میں بھرپور احاطہ فرمایا، اس کا اظہار ان کے اکثر رسائل اور فتاویٰ میں ملتا ہے۔آپ کے قلم کی رفتار اور گرفت شروع دن سے نظر آتی ہے کہ آپ نے نوعمری یعنی پونے چودہ سال میں پہلا مکمل اور مستند دلائل کے ساتھ فتویٰ لکھا' طالب علمی کے دوران بعمر (۱۰۔ ۱۴) جس کتاب درسی کو پڑھتے اس پر حواشی قلم بند کردیتے، ایک دفعہ کتاب نظر سے گزرتی اس کی عبارتیں ہمیشہ کے لیے ذہن میں راسخ ہوجاتیں اور دوبارہ اس کتاب کو نہ دیکھتے۔اس ذہنی وسعت میں آپ نے کیا کچھ نہ لکھا، آپ نے بعمر ۲۵ سال ۱۲۹۷ھ میں اپنی معرکۃ الآرأ تصنیف "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" لکھی تھی جس میں وہ تمام احادیث جمع کردی تھیں جن میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس کائنات میں اختیارات حاصل تھے۔ اور اس کے باعث آپ کی حاکمیت کو سلطنت کا نام دیا، مگر افسوس کہ نہ یہ کتاب اور نہ اس کا مسودہ (مخطوطہ) آج تک حاصل ہوسکا اس لیے راقم نے بقیہ کتب، رسائل اور فتاویٰ میں سے اختیارات رسول سے متعلق احادیث کو منتخب کرکے اسے سلطنتِ مصطفیٰ کا عکس بنایا ہے اور اس کا نام ''عکس' سلطنتِ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ'' رکھا ہے۔ یہ تمام احادیث اس اصل کتاب میں ضرور موجود ہونگی اور ممکن ہے اس کے علاوہ اور بھی ہوں لیکن ایک مسلمان کے لیے یہ احادیث ہی کافی ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصرفات واختیارات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اسی لیے راقم نے اپنے ابتدائیہ کا عنوان حضرت مفتی اعظم ہند کے ایک نعتیہ شعر کا مصرعہ بنایا ہے۔ ؎

خدا کی سلطنت کا دوجہاں میں کون دولہا ہے !

راقم نے ابتدأ میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے دو رسائل کے خطبے معہ ترجمہ پیش کیے ہیں تاکہ قارئین کرام "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" سے آگاہی حاصل کرسکیں کہ رب السمٰوٰت والارض نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کس طور زمین و آسمان کے اختیارات عطا کیے ہیں اور کس طور زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں آپ کو دی ہیں۔اس کے بعد امام احمد رضا ہی کی تحریروں سے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت و نبوت کی شان پیش کی ہے اور پھر حضرت مولانا مفتی محمد حنیف خان رضوی بریلوی مدظلہ العالی کی تالیف ''جامع الاحادیث'' کی جلد پنجم کے تیسرے باب کی اکثر احادیث معہ عنوانات نقل کی ہیں اور ان احادیث پر جو نوٹ، شرح، حاشیہ، تفصیل امام احمد رضا نے قلم بند کی ہیں اس کو بھی اختصار سے پیش کیا ہے۔ حدیث کا متن اس کے حوالے کے ساتھ درج ہے، ساتھ ہی راقم نے جامع الاحادیث کے حدیث نمبر بھی ڈال دیئے ہیں تاکہ کوئی تحقیق کرنا چاہے تو وہ ان احادیث کے حوالاجات سے اصل کتابوں تک رسائی حاصل کرسکتا ہے۔امام احمد رضا کی ایک نعتیہ رباعی ہے، فرماتے ہیں: ؎

اللہ کی سر تا بہ قدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

رسالہ الاجازہ میں درود کے صیغے:

آخر میں امام احمد رضا کے درود شریف کے وہ صیغے ملاحظہ کیجیے جو انہوں نے

اپنی تصنیف "الاجازت المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ (۱۳۲۴ھ)" کے خطبہ میں لکھے تھے اسی خطبہ کو علامہ مفتی محمد حنیف رضوی نے اپنی مرتبہ "جامع الاحادیث" کے ابتدائیہ کے طور پر شامل کیا ہے۔ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور اختیارات کے بیان میں بہترین صیغے استعمال کیے گئے ہیں، راقم اپنے ابتدائیہ کو انہیں صیغوں پر کرتا ہے، ملاحظہ ہوں:

وَاَفْضَلُ الصَّلٰوتِ الْعَوَالِي النُّزُوْل، وَاَكْمَلُ السَّلَامِ الْمُتَوَاتِرِ الْمَوْصُوْلِ عَلٰى اَجَلِّ مُرْسَلٍكَشَّافِ كُلِّ مُعْضَلٍ، اَلْعَزِيْزِ الْاَعَزِّالْمُعَزِّالْحَبِيْبِ، اَلْفَرْدِ فِيْ وَصْلِ كُلِّ غَرِيْبٍ، فَضْلُهُ الْحَسَنُ مَشْهُوْرٌ مُسْتَفِيْضٌ وَبِالْاِسْتِنَادِ اِلَيْهِ يَعُوْدُ صَحِيْحًا كُلُّ مَرِيْضٍ قَدْ جَاءَ جُوْدُهُ الْمَزِيْدُ فِيْ مُتَّصِلِ الْاَسَانِيْدِ بَلْ كُلُّ فَضْلٍ اِلَيْهِ مُسْنَدٌ، عَنْهُ يَرْوِيْ وَاِلَيْهِ يَرِدُ، دُرٍّ جَيِّدٍ مِنْ بَحْرِهٖ مُسْتَخْرَجٌ وَكُلُّ مُدِرِّ جُوْدٍ فِيْ سَائِلِيْهِ مُدْرَجٌ فَهُوَ الْمَخْرَجُ مِنْ كُلِّ حَرَجٍ وَهُوَ الْجَامِعُ، وَلَهُ الْجَوَامِعُ عَلَمُهُ مَرْفُوْعٌ ، وَحَدِيْثُهُ مَسْمُوْعٌ ، وَ مُتَابِعُهُ مَشْفُوْعٌ ، وَالْاِصْرُعَنْهُ مَوْضُوْعٌ ، وَغَيْرُهٗ مِنَ الشَّفَاعَةِ قَبْلَهُ مَمْنُوْعٌ، فَاِلَيْهِ الْاِسْنَادُ فِيْ مَحْشَرِ الصُّفُوْفِ وَاَمْرُ الْمَوْقِفِ عَلٰى رَاَيِهٖ مَوْقُوْفٌ حَوْضُهُ الْمَوْرُوْدُ لِكُلِّ وَارِدٍ مَسْعُوْدٍ فَيَافَوْزُ مَنْ هُوَ مِنْهُ مُنْهَلٌ وَمَعْلُوْلٌ، فَبِهٖ كُلُّ عِلَّةٍ مِنْ مُعَلَّلٍ تَزُوْلُ، حِزْبُهُ الْمُعْتَبَرُ، وَالشُّذُوْذُ مِنْهُ مُنْكَرٌ ، وَطَرِيْقُ الشَّاذِ اِلٰى شَوَاظٍ سَقَرُ، حَافِظُ الْاُمَّةِ مِنَ الْاُمُوْرِ الْمُدَلَّهَمَةِ،

الذَّابُ عَنَّا كُلّ تَلْبِيْسٍ وَتَدْلِيْسٍ ، وَالْجَابِرُ لِقَلْبٍ بَائِسٍ مُضْطَرِبٍ مِنْ عَذَابٍ بَئِيْسٍ ، اَلْحَاكِمُ الْحُجَّةُ الشَّاهِدُ الْبَشِيْرُ مُعْجَمٌ فِيْ مَدْحِهِ كُلُّ بَيَانٍ وَ تَقْرِيْرٍ ، عُلُوُّهٗ لَا يُدْرَكُ وَمَا عَلَيْهِ مُسْتَدْرَكٌ ، مَقْبُوْلُهٗ يُقْبَلُ ، وَ مَتْرُوْكُهٗ يُتْرَكُ ، تَعَدُّدُ طُرُقِ الضَّعِيْفِ اِلَيْهِ ، فَمِنْ سُنَنِهِ الصِّحَاحِ التَّعَطُّفِ عَلَيْهِ ، فَيُجْبَرُ بِاَعْتِضَادِهٖ قَلْبُهُ الْجَرِيْحُ ، وَيَرْتَقِيْ مِنْ ضَعْفِهٖ اِلٰى دَرَجَةِ الصَّحِيْحِ مَدَارُ اَسَانِيْدِ الْجُوْدِ وَالْاِكْرَامِ ، مُنْتَهٰى سَلَاسِلِ الْاَنْبِيَاءِ الْكِرَامِ ، صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَسَلَّمَ مَلْأَ اٰفَاقِ السَّمَاءِ وَاَطْرَافِ الْعَالَمِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَكُلِّ صَالِحٍ مِنْ رِجَالِهٖ وَحِزْبِهٖ ، رُوَاةُ عِلْمِهٖ وَدُعَاةُ شَرْعِهٖ وَوُعَاةُ اٰدَبِهٖ وَعَلٰى كُلِّ مَنْ لَهٗ وُجَادَةٌ وَمُنَاوَلَةٌ ، مِنْ اَفْضَالِهِ الْوَاصِلَةِ الدَّارَّةِ الْمُتَوَاصِلَةِ ، بِحُسْنِ ضَبْطٍ مَحْفُوْظِ النِّظَامِ ، مِنْ دُوْنِ وَهْمٍ وَلَا اِيْهَامٍ وَلَا اِخْتِلَاطٍ بِالْاَعْدَاءِ اللِّئَامِ ، مَا رُوِيَ خَبَرٌ وَحُوِيَ اِجَازَةٌ ، وَغَلَبَ حَقِيْقَةُ الْكَلَامِ مَجَازَهٗ۔

ترجمہ:

اونچی شان والے نیچے اُترنے والے درودوں میں سے افضل درود، لگا تار پہنچنے والے سلاموں میں سے اکمل سلام ان پر جو رسول معظم ہیں۔آپ ہر قسم کی دشواریاں دور فرماتے ہیں،قوی ترین ہیں،عزتوں کے مالک عزتوں کے بخشنے والے محبوب اورنادرالوجود ہیں،ہر بےسہارا

کی مددان کا فضل خوبصورت، شہرت اور وسعت والا ہے، ان سے سہارا
لے کر ہر بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ان کی سخاوت کی زیادہ بارشیں انھیں
پر اُترتی ہیں بلکہ ہر فضیلت ان کی طرف سے دوسروں کی طرف جاتی ہے
پھر انہی کی طرف لوٹ کر آتی ہے اور انہی سے انکے عالی فضائل موتیوں
کی لڑیوں کی صورت میں روز ازل سے پروئے ہوئے ہیں۔جس کا ہر
ستھرا موتی انہی کے بحرِ فیض سے نکلا ہے جو دوسخا کی بارشیں برسانے
والے ہیں تمام تنگیوں سے انہیں نکالتے ہیں انہی میں خوبیاں پائی جاتی
ہیں جو کلمات بولنے میں مختصر و مفہوم میں وسیع ہوتے ہیں وہ انہی کو نصیب
ہوئے ہیں، ان کا جھنڈا بلند ہے، ان کی بات قبول اور ان کے متبع کے حق
میں شفاعت منظور ہے، ان سے ہر قسم کا بوجھ ہٹایا گیا ہے اور دوسروں
کو ان سے پہلے شفاعت کرنے سے روکا گیا ہے، بروز محشر لوگوں کی تمام
صفیں انہی پر بھروسہ کریں گی، اس دن انہی کی مرضی کے مطابق کام ہوگا
۔آپ کا حوض (کوثر) ہر نیک بخت پیاسے کے لیے گھاٹ ہے جہاں
سے تشنگی بجھے گی تو وہ شخص کئی درجہ فائز المرام ہوگا جو اس گھاٹ سے بار بار
پیئے گا تو ہر دکھ سے نجات پائے گا۔آپ کے فرمانبردار کا گروہی قابل
اعتبار ہے انسے الگ رہنا بہت بُرا ہے، جو الگ ہوا اس کا راستہ جہنم کی
بھڑکتی آگ کی طرف جاتا ہے۔وہی اُمت کو کالے گھپ اندھیروں سے
بچاتے ہیں۔وہی ہم سے ہر مکروفریب کو زائل کرتے ہیں عذاب سے
غمگین ہونے والے پریشان دل کی پریشانیاں وہی دور فرماتے ہیں،

حاکم، حجتہ، شاہد، بشیر جیسی صفات سے آپ ہی موصوف ہیں۔ آپ کی کما
حقہ مدح وثنا کرنے میں بیان عاجز و گنگ ہے ان کی رفعت بالاتر ہے
اضافہ ناممکن وہ جسے قبول فرمالیں وہ مقبول اور جسے چھوڑ دیں وہ راندہ
درگاہ ہوجاتا ہے۔ کمزور شخص اِدھر اُدھر سے پھر پھرا کر ان کی طرف آتا
ہے تو وہ اپنی عادات مبارکہ کی بدولت اس کے حال پر رحم فرماتے ہیں
تو اس کا زخمی دل ان سے قوت پاکر بھر جاتا ہے اور کمزوری و ناتوانائی
سے درجہ صحت و توانائی تک ترقی کرجاتا ہے۔ آپ جود و اکرام کے تمام
سہاروں کے مرکز اور انبیاء کرام کے جملہ سلاسل کے منتہی ہیں" اللہ تعالیٰ
اُن پر اور اُن سب انبیاء پر اس قدر درود نازل فرمائے جس سے آسمان
کے کنارے اور جہاں کے اطراف بھر جائیں اور ان کی آل واصحاب پر
اور ان کے گروہ کے ہر لائق شخص پر جو آپ کے علم کا راوی، شریعت کا
داعی اور ادب کا محافظ ہے اور اس پر بھی جو آپ کے احسانات کے ملنے
سے تونگر ہوا دشمنوں کی آمیزش کو۔ یہ درود وسلام اس وقت تک نازل ہو
جب تک خبر مروی اجازت حاصل اور حقیقت مجاز پر غالب ہوتی رہے، وہ
احسانات جو تعلقات کو جوڑتے ہیں تعداد میں زیادہ ہیں اور ایک محفوظ
نظام وحسین ضابطے کے تحت مربوط ہیں جن میں نہ وہم کو دخل نہ ابہام کو۔

اس کتاب کا تمام کا تمام مواد امام احمد رضا کی اپنی کتب ورسائل سے اخذ کیا
گیا ہے، اس کے بعد حضرت علامہ مفتی محمد حنیف خان رضوی بریلوی مدظلہ العالی کی
"جامع الاحادیث" سے بھی استفادہ کیا گیا ہے کہ وہ ساری کی ساری امام احمد رضا کی

کتب سے ماخوذ احادیث کا مجموعہ ہے۔مفتی صاحب نے تقریظ بھی تحریر فرما کر حوصلہ افزائی فرمائی۔ فقیر مفتی صاحب کا ممنون ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں مبارکباد بھی پیش کرتا ہے کہ انہوں نے ایسا نادر مجموعہ احادیث مدون فرمایا۔

حضرت علامہ عبدالہادی قادری نوری، علامہ مفتی محمد شاہد رضا قادری، عزیزم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری اور علامہ محمد طارق آزاد نے بھی تقاریظ تحریر فرما کر نوازا، راقم ان سب حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہے۔

کتاب کی تیاری (ترتیب وتدوین سے لے کر کمپوزنگ، تصحیح، طباعت اور دیگر اہم امور) میں عزیزم ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری حفظ اللہ نے حسب سابق قلبی وقلمی دلچسپی لے کر اس اہم کام کو نہایت احسن اسلوب سے پایہ تکمیل تک پہنچایا، موصوف کے فرزند شیخ محمد وامق انصاری (متعلم جامعۃ العلیمیہ المرکز اسلامیہ' کراچی) نے بڑے اچھے انداز سے عربی عبارات کی تصحیح کی، اس کام میں جناب احمد ابوسارب مدنی اور برادرم محمد مقصود حسین قادری اویسی نے بھی ان کی معاونت کی۔اللہ پاک ان سب معاونین کو اجر عظیم سے نوازے۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

صدر' ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی

۞۞۞

آئینۂ سلطنت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سلطنت المصطفیٰ

فی

ملکوت کل الوریٰ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۱)

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس اللہ کی عطا سے کائنات کے کیا کیا اختیارات ہیں !

خطبہ اول:

الحمدللّٰہ الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون تبارك الذی نزل الفرقان علٰی عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرا والی اقوامھم خاصۃ ارسل المرسلون ھوالذی ارسل نبینا رحمۃ للعٰلمین فادخل تحت ذیل رحمۃ الانبیآء والمرسلین والملٰئکۃ المقربین وخلق اللّٰہ اجمعین وجعلہ خاتم النبیین فنسخ الادیان ولا ینسخ لہ دین وادخل فی اُمتہ جمیع المرسلین اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الی السمٰوٰت العلٰی الی العرش الاعلٰی ثم دنا فتدلّٰی فکان قاب

قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الٰی عبدہٖ ما اوحٰی ما کذب الفؤاد ما راٰی افتمٰرونہ علٰی ما یرٰی ولقد راٰہ نزلۃ اُخرٰی ما زاغ البصر وما طغٰی وان الٰی ربك المنتھٰی وان علیه النشأۃ الاخرٰی یوم لا یجدون شفیعا الا المصطفٰی فله الفضل فی الاولٰی والاخرٰی والغایۃ القصوٰی والوسیلۃ العظمٰی والشفاعۃ الکبرٰی والمقام المحمود والحوض المورود ومال لایحطی من الصفات العلٰی والدرجات العلیاء فصلی اللّٰہ تعالٰی وسلم وبارك علیه وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ وکل منتم الیه دآئماً ابداً کما یحب ویرضیٰ ھو وربه العلی الاعلٰی

"سب خوبیاں اُسے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے، پڑے بُرا مانیں مشرک (سورہ الصفٰت: ۹) بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے قرآن اُتارا اپنے بندے (محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پر جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہے (سورہ الفرقان: ۱) اور سب رسول خاص اپنی ہی قوموں کی طرف بھیجے گئے۔ اس نے سارے جہاں کے لیے ہمارے رسول کو رحمت بنا کر بھیجا، تو ان کے دامن رحمت کے نیچے انبیاء و مرسلین وملائکہ مقربین اور تمام مخلوق الٰہی کو داخل فرمایا اور ان کو سب نبیوں کا خاتم کیا تو انھوں نے اور دین نسخ فرمائے اور ان کے دین کا حرف بھی منسوخ نہ ہوگا۔ اللہ نے ان کی اُمت میں تمام رسولوں کو داخل کیا جب کہ خدا نے

پیغمبروں سے عہد لیا۔ پاکی ہے اسے جو اپنے بندے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام (بیت اللہ) سے مسجد اقصٰی (بیت المقدس) تک (سورہ اسریٰ:۱) بلند آسمانوں تک عرش اعلیٰ تک، وہ جلوہ پھر نزدیک ہوا پھر خواب اُتر آیا تو اس جلوہ اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی۔ اپنے بندے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو جو وحی فرمائی، دل نے جھوٹ نہ کہا جو سیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انھوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا (سورہ النجم:۸-۱۳) آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی (سورہ النجم:۱۷) اور بے شک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے اور بے شک اسے سب کو دوبارہ پیدا کرنا ضروری ہے جس دن کوئی شفیع نہ پائیں گے سوائے (چنیدہ بندے) مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے تو دنیا و آخرت میں انھیں کے لیے فضیلت ہے اور سب سے پرلے سرے کی نہایت اور سب سے بڑا وسیلہ اور سب سے اعظم شفاعت اور وہ مقام جس میں سب اگلے پچھلے ان کی حمد کریں گے اور وہ حوضِ کوثر پر تشنگان اُمت کو سیراب کرینگے اور وہ بلند صفتوں والے اور بے گنتی سب سے اونچے درجے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان پر درود اور برکت اُتارے اور اُن کی آل واصحاب اور اُن کے ہر نام لیوا پر ہمیشہ ہمیشہ جیسی (درودیں) انھیں اور ان کے بلند و بالا تر رب کو پسند اور محبوب ہیں"۔

(خطبہ معہ ترجمہ رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین، از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

خطبہ دوم:

الحمد للّٰہ علٰی ماعلم وھدنا للذی اقوم وسلک بنا السبیل الامسلم وصلی ربّنا وبارک وسلم علٰی دافع البلا والقحط المرض والالم سیدنا ومولانا ومالکنا وماوانا محمد مالک الارض ورقاب الامم وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ اولی الفضل والفیض والعطاوالجودوالکرم

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں کہ اس نے ہمیں علم (نافع) عطا فرمایا اور سب سے سیدھی راہ کی ہدایت فرمائی اور ہمیں سلامتی والے راستے پر چلایا۔ ہمارا پروردگار درود وسلام اور برکت نازل فرمائے بلاء وباء، قحط، بیماری اور دکھوں کو دور کرنے والے ہمارے آقا ومولیٰ و مالک و ماویٰ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر جو زمین اور اُمتوں کی گردنوں کے مالک ہیں اور آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر جو فضل، فیض، عطا اور جود وکرم والے ہیں"۔

(خطبہ وترجمہ: الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء، از: امام احمد رضا محدث بریلوی)

❁❁❁

عقیدۂ رسالت (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم):

(ماخوذ از رسالہ "اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفٰی والآل والاصحاب (۱۲۹۸ھ)" از امام احمد رضا خاں قادری برکاتی محدث بریلوی)

علمك مالم تكن تعلم کہ جو کچھ وہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نہ جانتا تھا

اسے سکھایا پھر وکان فضل اللہ علیک عظیما کا فضل عظیم جو اُس (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جلوہ گستر رہا، مولا کریم نے گونا گوں نعمتوں سے نوازا۔ بے شمار فضائل ومحاسن سے اسے سنوارا، قلب وقالب، جسم وجاں، ظاہر وباطن کو رذائل اور خصائل قبیحہ مذمومہ سے پاک صاف اور محامد واخلاق حسنہ سے اسے آراستہ کیا اور یہ سب تصدق ایک ذات جامع البرکات کا تھا جسے اپنا محبوب خاص فرمایا۔

مرکز دائرہ (کن) ودائرہ مرکز کاف ونون بنایا، اپنی خلافت کامل کا خلعتِ رفیع المنزلت اس کے قامتِ موزوں پر سجایا کہ تمام افراد کائنات اس کی ظلِّ ظلیل اور ذیلِ جلیل میں آرام کرتے ہیں۔ اعاظم مقربین جب تک اس مامنِ جہاں سے توسل نہ کریں بادشاہ (اللہ عزوجل) تک پہنچنا ممکن نہیں۔ کنجیاں خزائن علم وقدرت، تدبر تصرّف کی اس کے ہاتھ میں رکھیں۔

علم وہ وسیع وعزیز عطا فرمایا کہ علوم اولین وآخرین، اس کے بحر علوم کی نہریں۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش انھیں دکھایا، ملکوت السمٰوٰت والارض کا شاہد بنایا روز اول سے روز آخر تک کا سب ما کان وما یکون انھیں بتایا۔ ازل سے ابد تک تمام غیب وشہادت پر اطلاع تام حاصل' الا ماشاء اللہ جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک جانے۔ بصر وہ محیط کہ شش جہت اس کے حضور جہت مقابل۔ دنیا اس کے سامنے اُٹھالی کہ تمام کائنات تا بروز قیامت آن واحد میں پیش نظر وہ دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی کو۔ سمع والا کے نزدیک پانچ سو برس راہ کی صدا، جیسے کان پڑی آواز ہے اور بعطائے قادر مطلق قدرت واختیارات کا تو پوچھنا کیا کہ قدرت قدیر علی الاطلاق جل جلالہ کی

نمونہ وآئینہ ہے۔ عالم علوی وسفلی یعنی اطراف زمین وآسمان میں اس کا حکم جاری ہے فرمانروائی کن کو اس کی زبان کی پاسداری۔ جو یہ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔

منشورِ خلافتِ مطلقہ (تامہ، عامہ، شاملہ، کاملہ) وتفویض تام ان کے نام پر پڑھا گیا اور سکّہ وخطبہ انکا ملاءِ ادنیٰ سے عالمِ بالا تک جاری ہوا۔ تو وہ اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں اور تمام ماسوا اللہ عزوجل، تمام عالم ان کے تحت تصرف انکے زیر اختیار، ان کے سپرد کہ جو چاہیں کریں جیسے چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام جہاں میں کوئی انکا پھیرنے والا نہیں اور ہاں کوئی کیونکر انکے حکم کا پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرے نہیں پھرتا۔ تمام جہاں ان کا محکوم اور تمام آدمیوں کے وہ مالک، جو انھیں مالک نہ جانے حلاوتِ سنت سے محروم۔

ملکوت السمٰوٰت والارض ان کے زیر فرمان، تمام زمین ان کی ملک اور تمام جنت ان کی جاگیر۔ دنیا ودین میں جو جسے ملتا ہے انکی بارگاہ عرش اشتباہ سے ملتا ہے۔ رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں دنیا وآخرت حضور کی عطا کا ایک حصہ ہے:

فانّ من جودك الدنیا و ضرّتها (امام بوصیری)

(بے شک دنیا وآخرت آپ کے جود وسخا سے ہے)

تو تمام ماسویٰ اللہ عزوجل نے جو نعمت، دنیاوی واُخروی، جسمانی یا روحانی، چھوٹی یا بڑی پائی انھیں کے دست عطا سے پائی۔ انھیں کے کرم، انھیں کے طفیل، انھیں کے واسطے سے ملی۔ اللہ عطا فرماتا ہے اور ان کے ہاتھوں ملا، ملتا ہے اور ابد الآباد تک ملتا

رہے گا، جس طرح دین وملت، اسلام وسنت، صلاح وعبادت، زہد وطہارت اور علم معرفت ساری دینی نعمتیں ان کی عطا فرمائی ہوئی ہیں یوں ہی مال ودولت، شفا وصحت، عزت ورفعت اور فرزند وعترت یہ سب دنیاوی نعمتیں بھی انھیں کے دست اقدس سے ملی ہیں۔

قال الرضا: ؎

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے
(حدائق بخشش)

قال الرضا: ؎

بے ان کے توسّل کے مانگے بھی نہیں ملتا
بے ان کے توسّط کے پرسش ہے نہ شنوائی

وہ بالا دست حاکم کہ تمام ماسوا اللہ عزوجل ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں، تمام مخلوق الٰہی کو ان کے حکم اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے: ؎

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
(حدائق بخشش)

سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج، وہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں اور تمام عالم کو انھیں کی وساطت سے ملتا ہے۔ قرآن عظیم ان کی مدح وستائش کا دفتر اور

نام ان کا ہر جگہ نام الٰہی کے برابر:ـ

ورفعنالک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا
(حدائق بخشش)

احکام تشریعہ، شریعت کے فرامین، اوامر ونواہی سب ہی ان کے قبضہ میں، سب ان کے سپرد، جس بات میں جو چاہیں اپنی طرف سے حلال کردیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں، وہی شریعت ہے، غرض وہ کارخانہ الٰہی کے مختار کل ہیں۔

وہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون؟

اعنی سید المرسلین ، خاتم النبیین ، رحمۃ للعلمین ، شفیع المذنبین، قائدالغرالمحجلین، سر اللہ المکنون در اللہ المخزو ن ، سرور القلب المحزون ، عالم ماکان وما سیکون ، تاج الاتقیاء ، نبی الانبیاء محمد المصطفی رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم الی یوم الدین

باہی ہمہ خدا کے بندۂ محتاج ہیں خزانہ قدرت میں ممکن کے لیے جو کمالات متصور تھے سب پائے کہ دوسرے کو ہم عنانی کی مجال نہیں مگر دائرہ عبدیت وافتقار (بندگی واحتیاج) سے قدم نہ بڑھا نہ بڑھا سکے۔ العظمۃ اللہ خدائے تعالیٰ سے ذات وصفات میں مشابہت کیسی ، ربانی نعمتیں بخششیں اور آپ پر غیر متناہی ہیں ان کی کوئی حد ونہایت نہیں، انھیں کوئی گنتی وشمار میں نہیں لاسکتا۔ قال اللہ تعالیٰ:

وللاٰخرۃ خیر لك من الاولیٰ

"(اے محبوب)اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر

(ساعت) ہے"۔

مرتبہ" قاب قوسین ادنیٰ" کا پایا۔خودفرماتے ہیں کہ شبِ اسریٰ مجھے میرے رب نے اتنانزدیک کیا کہ مجھ میں اوراس میں دوکمانوں بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا تھا:ـ

کمان امکاں کے جھوٹے نقطو! تم اول آخر کے پھیر میں ہو

محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

(حدائق بخشش)

دیدارالٰہی بچشم سر دیکھا کلام الٰہی بے واسطہ سنا۔ یہ وہ قرب خاص ہے کہ کسی نبی مرسل وملک مقرب کو نہ کبھی حاصل ہوااور نہ کبھی حاصل ہو۔

محملِ لیلیٰ (ادراک سے ماوریٰ) کروڑوں منزل سے کروڑوں منزل (دور)اورخروخردہ میں (عقل تکیہ داں، دقیقہ شناس) دنگ ہےکوئی جانےتو کیا جانے اورکوئی خبر دےتو کیا خبر دے۔ نیا سماں ہے نیا رنگ ہے(ہوش وحواس ان وسعتوں میں گم اوردامانِ نگاہ تنگ)

قرب میں بُعد، بُعد میں قرب، وصل میں ہجر

عجب گھڑی تھی کہ وصل وفرقت،جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

(حدائق بخشش)

عقل وشعورکوخوداپنا شعورنہیں۔ دست و پابستہ خودگم کردہ حواس ہے ہوش وخردکوخوداپنے لالے پڑے ہیں۔ وہم وگمان دوڑیں تو کہاں تک پہنچیں:ـ

سراغ این و متیٰ کہاں تھا، نشانِ کیف و اِلیٰ کہاں تھا

نہ کوئی راہی، نہ کوئی ساتھی، نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے

حجاب اُٹھنے میں لاکھ پردے، ہر ایک پردے میں لاکھ جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت، جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے
(حدائق بخشش)

جس راز کو اللہ جل شانہ ظاہر نہ فرمائے۔ بے بتائے کس کی سمجھ میں آئے اور کسی بے وقار کی کیا مجال کہ درون خانہ خاص تک قدم بڑھائے۔

گوہر شناور دریا (گویا موتی پانی پر تیر رہا ہے) مگر یوں کہ صدف (سیپی) نے وہ پردہ ڈال رکھا ہے کہ تم اس سے آشنا نہیں، اے جاہل ناداں! علم کو علم والے پر چھوڑ اور اس میدان دشوار جولان سے سمندِ بیان (کلام وخطاب کی تیز وطرار سواری) کی عنان (بانگ دوڑ) موڑ۔ اس والا جناب کی رفعتوں، منزتوں اور قربتوں کے اظہار کے لیے زبان بند ہے پر اتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے، عبادت ان کی کفر اور بے ان کی تعظیم کے حبط نا قابل اعتبار، ایمان ان کی محبت وعظمت کا نام اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نام خدا کے ساتھ ان کے نام پر تمام والسلام علیٰ خیر الانام وُالال والاصحاب علیٰ الدوّام۔

(اعتقاد الاحباب از: امام احمد رضا، فتاویٰ رضویہ، جلد: ۳۰، مطبوعہ لاہور، ص: ۳۴۵-۳۵۱)

آپ نے ابھی عاشقِ صادق کی انتہائی محبت بھری اور شانِ عظمت میں ڈوبی ہوئی پاکیزہ تحریر ملاحظہ کی جس کا ایک ایک جملہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفعتِ شان بیان کر رہا ہے۔ پڑھنے والے کی خواہش یہ ہی رہتی ہے کہ میرے نبی کی عظمتوں کو اور ان کے اختیارات کا اسی طرح بیان ہوتا رہے تا کہ دل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں اور اضافہ ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کوئی نہیں جان سکتا تبھی تو شاعر نے ایک مصرعہ میں یہ بات تمام کردی کہ:ـ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

امام احمد رضا کے ایک نعتیہ کلام سے چند اشعار ملاحظہ کریں جو ان کی اس مکمل تحریر کا خلاصہ ہے:۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
اللہ رے تیرے جسم منور کی تابشیں
اے جان جاں میں جان تجلّی کہوں تجھے
ترے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بَری
حیراں ہو میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رَضَاؔ نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

سلطنتِ مصطفیٰ کا دولھا:

امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز عقیدۂ رسالت اور اختیارات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وہی عقیدہ رکھتے ہیں جو ان سے قبل ۱۲۰۰ سال کے علماء ربانین، صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا تھا جس کی گواہی ان کی رشحاتِ قلم کی تحریریں ہیں جن کی تعداد سیکڑوں میں ہے اگر ان کی تمام تصانیف اور فتاویٰ رضویہ میں سے ان تمام اسلاف کی کتب اور انکے مصنفین کے صرف ناموں کو ہی اکٹھا کریں اور ان میں سے صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات والی احادیث اور روایات کو جمع کریں تو یہ کام بھی کئی جلدوں میں مکمل ہوگا۔ امام احمد رضا نے ان سب کا مطالعہ کرکے عوام اہلسنت کے

لیے صرف ۲۵ سال کی کم عمری میں ایک رسالہ بعنوان "سلطنتِ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" ۱۲۹۷ھ میں اردو زبان میں لکھا تھا جس میں آپ نے سلطنت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کل اختیارات کے احوال جمع کیے تھے اور یہ رسالہ خود مصنف (امام احمد رضا) کو اتنا محبوب تھا کہ جب بھی آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات سے متعلق کسی بھی دوسرے رسالے میں احادیث اور روایات پیش کرتے تو اس رسالے کا ضرور ذکر فرماتے۔ راقم نے مطالعہ کے دوران امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے آٹھ رسالے ایسے پائے جس میں انھوں نے اس رسالے کا بھی ذکر کیا۔ ممکن ہے ان کے علاوہ اور بھی رسائل ہوں جہاں آپ نے اپنے اس رسالے کا ذکر فرمایا ہو۔ یہاں ان آٹھ ہی سے اقتباسات پیش کروں گا جن میں اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا گیا ہے اور سلطنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انکی حاکمیت کی دلیل بنتے ہیں اب ملاحظہ کریں ان آٹھوں رسائل سے اقتباسات۔

۱) الزلال الانقیٰ من بحر سبقۃ الاتقیٰ (۱۳۰۰ھ)

یہ رسالہ امام احمد رضا کی کم عمری (۲۸ سال) ۱۳۰۰ھ میں بزبان عربی پندرہویں تصنیف ہے۔ آپ حسب عادت اپنے رسالے کے عربی خطبہ کے آخر میں رقمطراز ہیں:

> "(ترجمہ) جب اس رسالے کی مہر اختتام کی شکست اور اس کے تمام کا ماہ تمام اس ایک رات میں طلوع ہوا جو سید البشر کی ہجرت کے سالوں میں تیرھویں صدی میں باقی تھی ان پر درودوں میں سب درودوں سے بڑھتا ہوا درود اور التحیات میں سے فزوں تحیت ہو۔ مناسب ہے کہ اس

کا نام الزلال الانقیٰ من بحر سبقۃ الاتقیٰ رکھوں تا کہ نام اور سال کی نشانی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ ہی ولی نعمت ہے اور میری یہ تصنیف سے پندرھویں تصنیف ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد:۲۸، ص:۵۰۰)

یہ رسالہ خلیفہء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی خلیفہء اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل پر لکھا گیا ہے جو فتاویٰ رضویہ کے ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اس کا اختیامیہ ملاحظہ کریں:

"اقول (قولِ رضا) میں کہتا ہوں:

اور تحقیق یہ ہے کہ تمام اجلہ صحابہ کرام مراتب ولایت میں اور خلق سے فنا اور حق میں بقا کے مرتبہ میں اپنے ماسوا تمام اکابر اولیاء عظام سے وہ جو بھی ہوں افضل ہیں اور ان کی شان ارفع واعلیٰ ہے۔ اس سے کہ وہ اپنے اعمال سے غیر اللہ کا قصد کریں، لیکن مدارج متفاوات (فرق سے) ہیں اور مراتب ترتیب کے ساتھ ہیں اور کوئی شے کسی شے سے کم ہے اور کوئی افضل کسی افضل کے اوپر ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام وہاں ہے جہاں نہایتیں ختم اور غایتیں منقطع ہو گئیں۔ اس لیے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام القوی سیدی محی الدین ابن عربی قدس سرہ "الزکی" کی تصریح کے مطابق پیشواؤں کے پیشوا اور تمام زمانے کی لگام تھامنے والے اور ان کا مقام صدیقیت سے بلند اور تشریع نبوت سے کم تر ہے۔ ان کے درمیان اور ان کے مولائے اکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی نہیں اور خاتم رسالت کے نام ہم

نے اپنا یہ رسالہ تمام کیا، اور اللہ کے لیے حمد ہے جو مالک ہے جلالت کا، کتاب رسول ہاشمی کی ثناء پر تمام ہوئی اور اللہ ہمارا خاتمہ فرمائے خاتم النبیین کے نام پر"۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد: ۲۸، ص: ۶۸۳)

اس رسالے میں ایک مقام پر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات اور شان رفعت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کی خلافت عظمیٰ اور نیابت کبریٰ کامل ہو چکی ہے تو ان کا دستِ کرم بالا اور سب جہانوں کے ہاتھ پست' اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور کل نعمت کے خزانے اور اپنے فیض وکرم کے خُوان ان کے ہاتھوں کے مطیع کر دیے (یعنی ان کے سپرد کر دیے) اور یہ سب انھیں سونپ دیے، جیسے چاہیں خرچ کریں اور وہ رازِ الٰہی کا خزانہ اور اس کے حکم کی جائے نفاذ ہیں۔ تو برکت ان ہی سے ملتی ہے اور خیر انھیں سے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انما انا قاسم واللّٰہ المعطی

"میں تو بانٹتا ہوں اور اللہ مجھے دیتا ہے"

تو وہی خیرات و برکات اور ساری نعمتیں آسمان زمین و ملک وملکوت، اول وآخر باطن وظاہر میں بانٹتے ہیں اس پر فضلا عظام اور مشہور اولیاء کرام کے جمہور کا یقین ہے جیسا کہ میں نے اپنے رسالہ "سلطنت المصطفیٰ فی کل ملکوت الوریٰ" ۱۲۹۷ھ میں تحقیق کی۔ اس میں کچھ ایسے مباحث فاضلہ اور پسندیدہ دلائل ہیں کہ ان سے آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور کان

لطف اندوز ہوتے ہیں اور سینے کھلتے ہیں تو جب یہ بات ہے کہ ساری برکتیں اور نعمتیں آپ ﷺ کے سبب ہیں تو ابوبکر کو جو کچھ مال ومنال حاصل ہوا وہ نبی پاک ﷺ کی عطا سے ہی حاصل ہوا"۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد:۲۸، ص:۵۲۲)

امام احمد رضا نے شانِ صدیق میں یہ رسالہ "سلطنتِ المصطفیٰ" کے صرف تین سال بعد ہی لکھا تھا اس اعتبار سے آپ کا رسالہ "سلطنت المصطفیٰ فی کل ملکوت الوریٰ" آپ کے بالکل ابتدائی رسالوں میں سے ایک رسالہ ہے اور آپ نے اس رسالے میں نبی پاک ﷺ کے اختیارات جس طرح بیان کیے تھے یہ دربار رسالت ﷺ میں اس رسالے کی قبولیت کا نتیجہ تھا کہ آپ نے کم وبیش ایک ہزار رسائل لکھ دیئے وہ بھی صرف ۵۵ سال کے عرصہ میں۔

۲) "انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ" ۱۳۰۴ھ:

امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کے ہاں ۱۳۰۴ھ میں ایک استفتاء آیا جس میں سوال کیا گیا کہ ایک مسلمان نماز کے بعد دیگر اوقات میں رسول اللہ ﷺ کو بکلمہ ندا الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ یا اسئلک الشفاعۃ یا رسول اللہ پکارتا ہے۔ یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ امام احمد رضا نے اس کے جواب میں چند جملے نہیں بلکہ دلائل کے ساتھ ایک رسالہ اردو زبان میں لکھا:

"انوار الانتباہ فی حل نداء یارسول اللہ"

(یعنی یارسول اللہ کہنے کے جواز میں نورانی باتیں)

آپ نے دیگر دلائل کے ساتھ ایک اہم ترین دلیل جو اس رسالے میں نقل

کی وہ ملاحظہ کریں اس کے بعد سید عالم ﷺ کے اختیارات اور ”سلطنتِ مصطفیٰ“ پر آپ کے احکام ملاحظہ کریں۔آپ اس رسالے میں ایک مقام پر رقمطراز ہیں:

”حضور سید عالم ﷺ کو ندا کرنے کے عمدہ دلائل سے ”التحیات“ ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے ”السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ اگر ندا یارسول اللہ معاذ اللہ شرک ہے تو یہ عجیب شرک ہے کہ عین نماز میں شرک داخل ہے (ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانہء اقدس سے ویسے ہی چلی آئی ہے تو مقصود ان لفظوں کا ادا کرنا ہے نہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ندا، حاشا کلّا شریعت مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہ رکھا ہے جس میں صرف زبان سے الفاظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں۔نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہ ہی درکار ہے کہ التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات سے حمد الٰہی کا قصد رکھے اور السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت (عین نماز کے دوران) میں اپنے نبی ﷺ کو ہی سلام کر رہا ہوں اور حضور سے بالقصد عرض کر رہا ہوں کہ سلام ہو حضور کو اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں“۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد:۲۹،ص:۵۶۶)

امام احمد رضا اس رسالے کے اختتام میں درود وسلام کی ندا میں حضور ﷺ کی شانِ عظمت بیان کرتے ہوئے اور آپ کی سلطنتِ مصطفیٰ کا احاطہ کرتے ہوئے

رقمطراز ہیں:

"بعض منکرین یہ عذر گھڑتے ہیں کہ صلوٰۃ وسلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں ندا جائز اور ان کے ماورا (یعنی درود وسلام کے عمل کے علاوہ) میں یارسول اللہ کی ندا ناجائز۔ حالانکہ یہ سخت جہالت بے مزہ ہے قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں ان ہوش مندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود وسلام ہی نہیں بلکہ اُمت کے تمام اقوال وافعال واعمال روزانہ دو وقت سرکار عرش وقار حضور سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیے جاتے ہیں۔ احادیث کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمال حسنہ وسیّئہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں اور یونہی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور والدین واعزا واقارب سب پر عرض اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالے "سلطنت المصطفیٰ فی الملکوت کل الوریٰ" میں وہ سب حدیثیں جمع کیں یہاں اسی قدر میں ہے کہ امام اجل عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

کوئی دن ایسا نہیں جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
اعمال اُمت صبح وشام پیش نہ کیے جاتے ہوں۔

تو حضور کا اپنے اُمتیوں کو پہچاننا ان کی علامت اور انکے اعمال دونوں وجہ سے ہے"۔

آگے رقمطراز ہیں:

"فقیر غفر اللہ تعالیٰ بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں (کہ حضور کے سامنے

ایک ایک اُمتی کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں) ایک کتاب مبسوط لکھ سکتا ہے مگر مُنصِف کے لیے اسی قدر وافی اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی"۔

(رسالہ انوار الانتباہ فی حل ندا یا رسول اللہ، ماخوذ فتاویٰ رضویہ جلد: ۲۹ ص ۵۶۷۔۵۶۸)

۳) "حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات" ۱۳۰۵ھ:

(بے جان زندگی، مُردوں کی سماعت کے بیان کے بارے میں)

امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمہ نے اوپر مذکور رسالہ انوار الانتباہ کے آخری پیراگراف میں بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اُمت کے اعمال صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں اور اس مسئلہ پر کہ سمع الاموات (مُردوں کا سننا) حقیقت ہے کہ ہر مؤمن کی روح اس کو پکارنے پر اعلیٰ علیین سے اسی لمحہ اپنی قبر پر پہنچ جاتی ہے اور وہ اس زائر کے سلام کا جواب بھی دیتی ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کا کیا عالم ہوگا اور ان کی روحانیت کا سلطنت میں کیسا اختیار ہوگا۔ امام احمد رضا نے اس کو اپنے رسالے بنام" حیات الموات فی بیان سماع الاموات" میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور شاید یہ وہی مبسوط رسالہ ہے جس کا انھوں نے ذکر بھی کیا تھا کہ فقیر بتوفیق الٰہی اس مسئلے میں ایک مبسوط رسالہ لکھ سکتا ہے۔ راقم نے جب اس رسالے کا بالاستعیاب مطالعہ کیا تو محسوس یہ ہی ہوتا ہے کہ قلم نے جوش مارا اور یہ رسالہ رجب ۱۳۰۵ھ کے چند دنوں کی نشست میں ۱۵۰ رصفحات سے بھی زیادہ ضخیم قلمبند کر دیا۔ آپ نے اس رسالے میں ۱۲۵ راکابر صحابہ کرام وتابعین سے روایت نقل کی ہیں اور ۷۵ رسے زیادہ اکابر محدثین، فقہا واولیاء کے اقوال ومشاہدات بیان کیے ہیں اسکے علاوہ ماضی

قریب کے ۲۰۰ / سے زیادہ علما کے قول نقل کیے ہیں۔اس رسالے کا خلاصہ بعنوان فائدہ نافعہ بقلم امام احمد رضا ملاحظہ کریں جو رسالے کا اختتامیہ بھی ہے، ملاحظہ کریں:

"ارواحِ طیبہ کہ نزدیک دیکھنے سننے میں دور و نزدیک سب یکساں ہے، اولیاء احیاً نورِ خدا سے دیکھتے ہیں اور نورِ خدا کو کوئی چیز حاجب (رکاوٹ) نہیں پھر اموات کا کیا کہنا کہ روح جنت یا آسمان یا علیین میں رفیق اعلیٰ میں ہوتی ہے اور وہیں سے زائر کی آواز سنتی ہے جواب دیتی ہے، ادراک کرتی ہے اور اپنے بدن (روحانی) سے کام لیتی ہے پھر کون بتا سکتا ہے کہ زمین سے جنت تک کے لاکھ کروڑ منزل کا فاصلہ ہے ارواح کے آگے کچھ پردہ نہیں اور انھیں سارا جہاں یکساں ہے کہ ارواح قدسیہ سب کچھ ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے"۔

اس کے بعد اپنی تصنیف لطیف سلطنت مصطفیٰ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حدیث گزری کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو روضہ رسول اقدس پر کھڑا تمام جہاں کی آوازیں سنتا ہے۔معلوم ہوا کہ یہ خاصہء ملزومہ الوہیت نہیں بلکہ بندے کو اس کا حصول ممکن اور زیر قدرت الٰہی داخل، پھر کسی کے لیے اس کا اثبات شرک ہونا عجیب تماشا ہے۔فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اس کی تحقیق تام اپنے رسالے "سلطنت المصطفیٰ فی الملکوت کل الوریٰ" ۱۲۹۷ھ میں ذکر کی ہیں"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد:۹ص:۸۳۱)

۴) **"تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" ۱۳۰۵ھ:**

(اس یقین کے ساتھ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں)

امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ سے ۱۳۰۵ھ میں اُن کے ابتدائی کتب کے اُستادِ محترم جناب مرزا غلام قادر بیگ کی معرفت مونگر سے کسی نے سوال بھیجا کہ یہاں وہابیہ نے تازہ شگوفہ اظہار کیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے سے انکار کیا۔ ہر چند کہا گیا کہ مسئلہ واضح ہے مسلمانوں کا ہر بچہ جانتا ہے مگر کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث سے دلیل لاؤ۔ امام احمد رضا نے اس کے جواب میں یہ رسالہ "تجلی الیقین" قلمبند کیا تھا۔ اس میں طویل خطبہ کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت پر تحریر شروع کی اس کا پہلا پیرا گراف ملاحظہ کریں:

"حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا افضل المرسلین وسید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یعنی اذعانی، اجماعی، ایقانی مسئلہ ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین بندہ شیطان والعیاذ باللہ رب العالمین۔ کلمہ پڑھ کر اس میں شک عجیب ہے آج نہ کھلا تو کل قریب ہے۔

اور تم پر مرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائیں گے۔ سارے مجمع کا دولھا حضور کو بنائیں گے، انبیاء جلیل تا حضرت خلیل سب ہی حضور کے نیاز مند ہوں گے، موافق ومخالف کی حاجتوں کے ہاتھ انھیں کی جانب بلند ہوں گے، انھیں کا کلمہ پڑھا جاتا ہوگا، انھیں کی حمد کا ڈنکا بجتا ہوگا، جو آج بیاں ہے کل عیاں ہوگا، اس دن جو مؤمن ومُقِر ہیں نور بار عشرتوں سے شادیاں

رچائیں گے۔ الحمد للہ الذی ھدٰنا لھٰذا اور جو مبطل ومنکر ہیں دلفگار حسرتوں سے ہاتھ چبائیں گے۔

گروہ معتزلہ کہ ملائکہ کرام کو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل مانتے ہیں وہ بھی حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وعلیہم وعلیٰ اجمعین کو بالیقین مخصوص ومستثنیٰ جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک بھی حضور پرنور انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین وخلق اللہ اجمعین سب سے افضل واعلیٰ وبلند وبالا علیہ صلوٰۃ المولیٰ تعالیٰ۔ کلمات علمائے کرام میں اس کی تصریح اور فقیر کے رسالے "اجلال جبریل بجعلہ خادما للمحبوب الجمیل" میں تحقیق وتوضیح دیکھی جاسکتی ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد: ۳۰،ص: ۱۳۲)

امام احمد رضا خاں قدس سرہ العزیز نے اپنے طویل رسالہ کو دو ہیکل میں مکمل کیا ہے۔ ہیکل اول میں متعدد قرآنی آیات سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی افضلیت بتائی ہے جب کہ ہیکل دوم میں ۱۰۰ / سے زیادہ احادیث نقل کی ہیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دونوں جہانوں میں افضلیت ثابت کی ہے۔ ہیکل اول میں سورہ آل عمران کی ۸۱ ویں آیت کریمہ جو آیت میثاق کے نام سے بھی جانی جاتی ہے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اس آیت سے متعلق تفسیری قول نقل کیا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی اُمت سے بھی اس بات کا عہد لے"۔

اس کے بعد کئی اور محدثین کے حوالے دینے کے بعد اپنے قلم سے رقمطراز ہیں:

"اس عہد ربانی میثاق انبیاء کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء نشر مناقب وذکر مناصب حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارک مجالس ومحافل ملائک منزل کو حضور کی یاد مدح سے زینت دیتے اور اپنی اُمتوں سے حضور پرنور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں کنواری بتول کا ستھرا بیٹا مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصّف آیت:٦) کہتا تشریف لایا اور جب سب ستارے روشن مہ پارے ممکن غیب میں گئے چھپ گئے آفتاب عالم تاب ختمیت مآب نے باہزاراں جاہ وجلال طلوع اجلال فرمایا"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد:٣٠، ص:١٣٤)

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

(حدائق بخشش)

امام احمد رضا اسی ہیکل میں ایک اور آیت وما ارسلنك الا رحمة للعلمين کے تحت نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت کل جہاں میں بتاتے ہیں بلکہ اپنی عزیز ترین تصنیف سلطنت المصطفیٰ کا حوالہ یہاں بھی دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں جس میں انبیاء وملائکہ سب داخل ہیں۔تو لاجرم حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب پر رحمت ونعمت الارباب ہوئے،اور وہ سب حضور کی سرکار عالی مدد سے بہرہ مند وفیضیاب ہوئے۔اسی لیے اولیاء کاملین وعلمائے عاملین تصریحیں فرماتے ہیں کہ ازل سے ابدتک ارض وسماں میں اولیٰ وآخرت میں دین ودنیا میں روح وجسم میں چھوٹی یا بڑی بہت تھوڑی جونعمت ودولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹے گی۔ کما بیناہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی رسالتنا (جیسا کہ اس کو ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے رسالے”سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ“میں بیان کیا“۔ (فتاویٰ رضویہ جلد:۳۰،ص:۱۴۱)

امام احمد رضا کا رسالہ تجلی الیقین فتاویٰ رضویہ کے ص:۱۲۹ تا۲۶۶ پر مشتمل ہے اوراس کے اختتامیہ پرآپ رقمطراز ہیں کہ یہ رسالہ ششم(۶) شوال کو آغاز اورنوازدھم(۱۹) کوختم کیا والحمدللہ رب العالمین۔ان ۱۳۰ اوراق میں پہلی حدیث حضرت امیر المومنین مولی المسلمین مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے ماثور اور سب میں پچھلی حدیث بھی اسی جناب ولایت سے مذکور۔

نوٹ: اس رسالے کی اکثر احادیث حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت بتاتی ہیں اورسلطنت مصطفیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات ظاہر کرتی ہیں جو یقیناً آپ نے اپنی تصنیف لطیف سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ (۱۲۹۷ھ) میں بیان کی ہوں گی۔

۵) "الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء" ۱۳۱۱ھ:

(کلمہ دافع البلاء سے مصطفیٰ کی عظمت اور مرتبہ کا بیان)

امام احمد رضا نے خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا کرامت اللہ خاں صاحب کے دہلی سے بھیجے گئے ایک استفتاء جس میں انھوں نے درودِ تاج اور دلائل الخیرات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دافع البلا، والوبا، والقحط والمرض والالم سے متعلق سوال کیا کہ اس کا پڑھنا اور اس پر یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اوصاف کے ساتھ متصف تھے، کیسا ہے؟ امام احمد رضا نے اس کو موضوع بنا کر ایک معرکۃ الآراء رسالہ بعنوان "الامن والعلیٰ" لکھا جس میں آپ نے دو باب باندھے۔ باب اول میں قرآن مجید کی ۶ نصوص یعنی ۶ مختلف آیات اور ساتھ میں ۶۰/حدیثیں اس کے جواز میں پیش کیں اور باب دوم میں قرآن مجید کی ۴۴/آیات کے نصوص اور ۱۴۰/احادیث پیش کیں اس کے بعد تکمیل رسالہ پر مزید ۱۰۰/ سے زیادہ احادیث شامل فرمائیں اس طرح لگ بھگ ۳۰۰/ سے زیادہ احادیث اس ثبوت کے لیے پیش کی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی عطا سے اس کی کل سلطنت کے مالک ومختار ہیں اور تمام جہاں کی تمام مخلوق کے لیے تمام اختیارات کے مالک ہیں اس رسالے کے مطالعہ کے بعد شاید ہی کوئی کلمہ گو آپ کے عطائی اختیارات سے انکار کرے، ہاں بقول اعلیٰ حضرت کہ جن کے پاس عقل نہیں اور سیدھی سمت میں استعمال نہیں کرتے وہ ہی اس کے منکر اور اس کو بدعت اور شرک سے تعبیر کرتے ہیں، راقم ان تمام اہل علم سے استدعا کرے گا کہ جو سلطنت مصطفیٰ میں حضور کے اختیارات کو جاننے کے لیے اس رسالے کو پورا پڑھ لے گا (جو فتاویٰ رضویہ کی جلد: ۳۰ میں صفحہ: ۳۵۹ تا ۶۳

(۲۷۶ اوراق) میں بھی موجود ہے) تو وہ اس بات کو یقینی جانے گا کہ ۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منھ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

امام احمد رضا اس رسالے کے خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ان صیغوں سے درود بھیجتے ہیں:

وصلی ربنا وبارك وسلم علی دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم سیدنا ومولانا ومالکنا وماوٰنا محمد مالك الارض ورقاب الامم وعلیٰ اٰله وصحبه اولی الفضل والفیض والعطاء والجود والکرم

"اے اللہ! درود وسلام اور برکت نازل فرما بلا ووبا قحط بیماری اور دکھوں کے دور کرنے والے ہمارے آقا ومولیٰ ومالک وماوٰی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو زمین اور اُمتوں کی گردنوں کے مالک ہیں اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر جو فضل، فیض، عطا اور جود وکرم والے ہیں"۔

امام احمد رضا نے اس رسالے میں دو مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اختیارات کا ذکر کرتے ہوئے اپنی تصنیف "سلطنت المصطفیٰ" کا بھی ذکر کیا ہے، اول آپ رقمطراز ہیں:

"درود محمود میں کتب کثیرہ کی تصنیف واشاعت میں اکابرین پیارے نبی

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل کا خلیفہ اکبر و مدد بخش ہر خشک وتر واسطہ ایصال پر خیر و برکت وسیلہ فیضان ہر بود ورحمت وشافی وکافی وقاسم نعمت وکاشف کرب ودافع زحمت لکھ گئے جس کی تصریحات قائرہ سے ان کی تصنیفات باہرہ کے آسمان گونج رہے ہیں۔ فقیر غفراللہ لہ نے کتاب مستطاب "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" ۱۲۹۷ھ میں بکثرت ارشادات جلیلہ ونصوص جزیلہ جمع کیے جن کے دیکھنے سے بحمد اللہ ایمان تازہ ہواور روئے ایقان پر احسان کا غازہ"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد: ۳۰، ص: ۳۶۳)

امام احمد رضا اس رسالے کے باب اول کے اختتام پر وھابیہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاودیگر صفات پر شرک اور بدعت کا فتویٰ لگانے پر اس کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ذرا اب شرک طائفہ کا مول تول دیکھیے۔ اس نفیس سند کی قدر سے تفصیل درکار ہو تو فقیر کے رسائل" (۱) انھار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار (۲) حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات (۳) انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ" ملاحظہ ہوں اس کے علاوہ فقیر نے اپنے رسالے "اقامۃ القیامہ علیٰ طاعن القیامہ لنبی تہامہ" وغیرہا رسائل میں بقدر کافی نکات چیدہ گزارش کیے اور اپنے ایک اور رسالے "منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین" وغیرہ میں خاندان مذکور (وھابیہ) کے بکثرت ایجاد واحداث لکھے کہ اس نو تصنیفی کی صفرا شکنی کو بس ہیں اور حضور دافع البلا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وبا وقحط

ومرض والم کودفع فرمانے کے جزائیات ووقائع جواحادیث مروی ہیں ان میں سے بہت بحمد اللہ کتب وخطبات علماء میں مسلمانوں کے کانوں تک پہنچ چکے اوراب جو چاہے کتب سیر خصائص ومعجزات مطالعہ کرے۔

فقیر نے اس بحث میں ایک نفیس رسالہ کی طرح ڈالی۔اس میں مختلف نزاعات وہابیہ صدہا اطلاقات کوآیات واحادیث سے ثابت اوراحکام اسنادات کومفصل بیان کرنے کا قصد ہے۔ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ حضور پرنور معطی البہار والسرور دافع البلا والشر ورشافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کودافع البلا کہنا بھی بمعنی حقیقی عطائی ہے۔مخالف متعسف کو یوں توفیق تصدیق نہ ہوتوفقیر کا رسالہ" سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" مطالعہ کرے توبعونہٖ تعالیٰ تحقیق وتوثیق کے باغ لہکتے نظر آئیں"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد:۳۰،ص:۳۷۳)

۶) "برکات الامداد لاھل الاستمداد" ۱۳۱۱ھ:

(مدد طلب کرنے والوں کے لیے امداد کی برکتیں)

۱۴ شعبان المعظم ۱۳۱۱ھ میں سہسواں سے احمد نبی خاں نے استفتاء بھیجا کہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ آیت وایاك نستعین کے معنی وہابی یوں بیان کرتے ہیں کہ استعانت غیرحق (اللہ) سے شرک ہے۔لہٰذا تردید اس کی مرحمت ہو۔

امام احمد رضا نے اس کے جواب میں رسالہ برکات الامداد لکھا جس کے خطبہ میں دوٹوک جواب دے دیا اوراپنے اسلاف کا عقیدہ اہلسنت بتادیا:

الحمد للہ وبہ نستعین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اعظم غوث اکرم ومعین محمد واٰلہ اصحابہ اجمعین

”سب حمدیں اللہ تعالیٰ کے لیے اور اسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام سب سے بڑے بزرگی والے غوث ومددگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے تمام آل واصحاب پر درود وسلام“۔

امام احمد رضا نے اپنی ایک نعت میں تعظیم مصطفیٰ کا ذکر کرتے ہوئے اور ردِ وہابیہ بیان کرتے ہوئے رقم فرمایا ہے:ے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے
بیٹھتے اُٹھتے حضور پاک سے
التجا و استعانت کیجیے

اپنے سلسلہ طریقت قادریہ کے منظوم شجرہ کے پہلے شعر میں پہلے نہایت آسان پیرائے میں استعانت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:ے

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے

امام احمد رضا رسالہ برکات الامداد کے ابتدائیہ میں نہایت آسان الفاظ میں فلسفہء استعانت بتاتے ہوئے پہلے ایک بیوقوف وہابی کا قول شعر کی صورت میں نقل کیا کہ ایک وہابی نے کہا تھاے

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

آپ نے جواب میں لکھا:۔

توسل کر نہیں سکتے خدا سے

اس لیے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا سے توسل کرکے اسے کسی کے یہاں وسیلہ وصریعہ بنائے اس وسیلہ بننے کو ہم اولیا کرام سے مانگتے ہیں کہ وہ دربار الٰہ میں ہمارا وسیلہ وذریعہ واسطہ قضائے حاجات ہوجائیں۔اس بے وقوفی کے سوال کا جواب اللہ عزوجل نے اس مندرجہ ذیل آیت میں دیا ہے:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (سورہ نساء:۶۴)

”اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم (گناہ) کرکے تیرے پاس حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور معافی مانگیں (شفاعت سفارش) ان کے لیے رسول تو بے شک اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے“۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مزید رقمطراز ہیں:

”کیا اللہ تعالیٰ اپنے آپ (خود بذاتہٖ) نہیں بخش سکتا تھا پھر کیوں یہ فرمایا کہ اے نبی تیرے پاس حاضر ہوں اور تو اللہ سے ان کی بخشش چاہے تو یہ (تجھ سے استعانت کرنے والے، میری طرف سے) دولت ونعمت بخشش کی صورت میں پائیں گے۔یہ ہی ہمارا مطلب ہے جو قرآن کی آیت صاف فرمارہی ہے مگر وہابیہ تو عقل نہیں رکھتے۔

مجرم بلائے آتے ہیں جاؤك ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

امام احمد رضا نے اس رسالے میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت معطی کو کہ وہ استعانت طلب کرنے والوں کی اللہ کی دی ہوئی طاقت سے کس طرح مدد کرتے ہیں۔ اس رسالے میں ۳۰/ سے زیادہ مستند احادیث نقل کی ہیں یہاں صرف ایک حدیث نقل کر رہا ہوں جس کے بعد وہ اپنے دیگر رسائل کی طرف توجہ دلائیں گے ملاحظہ کریں حدیث۔

"صحیح مسلم وابو داؤد وابن ماجہ ومعجم کبیر طبرانی میں ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ربیعہ سے ایک موقع پر فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا کریں۔عرض کی حضور جنت میں آپ کی رفاقت عطا ہو۔فرمایا' بھلا اور کچھ۔عرض کی بس میری مراد تو یہ ہی ہے،آپ نے فرمایا تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔

الحمد للہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے" آعِنِّي "فرمایا کہ میری اعانت کر اسی کو استعانت کہتے ہیں یہ درکنار حضور والا ﷺ کا مطلق طور پر "سَلْ "فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر کہ حضور ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں۔دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید وتخصیص

فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد:۲۱،ص:۳۰۹)

امام احمد رضا نے عقیدۂ اہل سنت کو اپنے نعتیہ اشعار میں یوں بیان کیا کہ:ـ

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

اور ایک دوسرے کلام میں فرماتے ہیں:ـ

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے"

آگے چل کر رقمطراز ہیں:

"اس مضمون کی تصریح کلمات آئمہ وعلماء واولیا وعرفا میں حدتواتر پر ہیں جو ان کے انوار سے دیدہ ایمان منور کرنا چاہے فقیر کا رسالہ" سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" مطالعہ کرے"۔(ایضاً)

اسی طرح ایک اور مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت اور ان کے اختیارات کا ذکر کرتے ہوئے اپنے کئی رسائل کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"تصانیف فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ سے کتاب (۱) حیات الموات (۲) انھارلانوار (۳) انوار الانتباۃ (۴) الاھلال بفیض اولیاء بعد الوصال (۵) کتاب الامن العلیٰ اور خصوصا کتاب مستطاب (۶) سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ وغیرہا میں جا بجا بکثرت ارشادات واقوال آئمہ وعلمائے اولیاء کرام مذکور یہاں ان کے ذکر سے اطالت کی حاجت نہیں"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد:۲۱،ص:۳۱۹)

امام احمد رضا نے اس رسالے کے آخر میں مسلمانوں کو اس بات کا یقین دلانے کے لیے اور اہل سنت کی پہچان بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کی عطا سے کل کائنات کے مالک ہیں، جب یہ وصف خاص کسی کے سامنے بیان کریں اور اگر اس کا چہرہ عظمت رسول کے بیان سے کِھل جائے تو سمجھ لیں وہ اہل سنت ہے اور اگر چہرہ پر کراہت ظاہر ہو تو سمجھ لیں کہ یہ وہابی ہے۔آپ رقمطراز ہیں:

"ان وہابیوں کے سامنے یوں کہیے کہ یارسول اللہ! حضور کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ اعظم ونائب اکرم وقاسم نعم کیا، دنیا کی کنجیاں، خزانوں کی کنجیاں مدد کی کنجیاں نفع کی کنجیاں حضور کے دست مبارک میں رکھیں، روزانہ دو وقت تمام اُمت کے اعمال حضور کی بارگاہ میں پیش کرائے، یارسول اللہ! میرے کام میں نظر رحمت فرمایئے، اللہ کے حکم سے میری مدد واعانت فرمایئے۔

اب ان لفظوں میں تو صراحۃً قدرت ذاتی کا انکار اور مظہریت عون الٰہی کی تصریح ہے ان میں معاذ اللہ اس ناپاک گمان شرک کی بو بھی نہیں آسکتی یہ کہتے جائے اور ان صاحبوں کے چہرے کو غور کرتے جائے، اگر بکشادہ پیشانی سے سنیں اور آثار کراہت وغیظ ظاہر نہ ہوں جب تو خیر اور اگر دیکھئے کہ صورت بگڑی، ناک بھوں سمٹی، منھ پر دھویں کی مانند تاریکی دوڑی تو جان لیجیے کہ دل کے اندر کی آگ اپنا رنگ لائی۔

کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائے گا چلن میں"

(فتاویٰ رضویہ جلد:۲۱،ص:۳۲۸)

اپنے ایک نعتیہ کلام میں فرماتے ہیں: ؂

نعرہ کیجیے یا رسول اللہ کا
مفلسو! سامانِ دولت کیجیے

۷) "جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ" ۱۳۱۶ھ :

(دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزاء)

امام احمد رضا کے پاس ۱۳۱۶ھ میں ایک استفتاء آیا کہ اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت علی وفاطمہ وحسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیاء ورسول کہنا ثابت ہے (معاذ اللہ) اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت احادیث سے بتائے، اس پر کیا شرعی حکم ہے۔تو آپ نے اس کے جواب میں ایک طویل فتویٰ بشکل رسالہ:

"جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ"

تصنیف کیا اس کا پہلا پیراگراف ملاحظہ ہو:

"اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام قرآن مجید سچا، مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو احد صمد لاشریک لہٗ جاننا ہے فرضِ اول و مناطِ ایمان ہے یوں ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم النبیین" ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً نا محال وباطل جاننا فرض اجل وجزاء ایقان ہے "ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین" نص قرآن قطعی ہے۔اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے تُوہّم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس عقیدہ

ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے
میں شک وتر ددکو راہ دے وہ بھی کافر بین الکافر جلی الکفران ہے"۔
(فتاویٰ رضویہ جلد:۱۵،ص:۶۲۹)

اس کے بعد امام احمد رضا قدس سرہ العزیز نے ختم النبوۃ کے حوالے سے کئی انبیاء کرام کے حوالے سے اور کئی کتب سماوی کے حوالے سے اور پھر قرآن مجید وفرقان حمید کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ ختم نبوت پر دلائل دیے ہیں۔ اس تحقیق کے دوران امام احمد رضا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ختم نبوۃ کے حوالے سے ایک سرخی" خصاص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" قائم کی جس میں آپ کو" نبی التوبہ" بتاتے ہوئے وہ خصائص بتائے جو کسی اور نبی کو حاصل نہ تھے اس سلسلے میں آپ رقمطراز ہیں:

نبیِّ توبہ: اقول (قولِ رَضا)

"وہ نبیِّ توبہ ہیں، بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک جیسا ہے مگر حکم یہ ہی فرمایا کہ میری طرف توبہ چاہوں تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (سورہ نساء:۶۴)

"اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم (گناہ) کر کے تیرے پاس حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور معافی مانگیں (شفاعت سفارش) ان کے لیے رسول تو بیشک اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے"۔

حضور کے عالمِ حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھے اب حضور مزار پر انوار میں ہیں اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہوتو دل سے حضور پرنور کی طرف توجہ حضور سے توسل فریاد استغاثہ، طلب شفاعت کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں، مولانا ملا علی قاری شرح شفا میں لکھتے ہیں:

”روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام“

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں)

آگے مزید رقمطراز ہیں کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے اختیارات دیے ہیں:

”وہ مفیض توبہ ہیں کہ توبہ لیتے بھی یہ ہی ہیں اور دیتے بھی یہی ہیں، یہ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کرسکے۔ توبہ ایک نعمت عظمیٰ بلکہ اجل نعم ہے اور نصوص متواترہ اولیاءِ کرام وعلماء اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر صغیر یا کبیر یا روحانی دینی دنیوی ظاہری یا باطنی، روز ازل سے روز ابد تک اب سے قیامت تک یہ قیامت سے آخرت تک آخرت سے ابد تک مؤمن یا کافر مطیع یا فاجر ملک یا انسان جِن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ عزوجل میں جسے کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انھیں کے صبائے کرم سے کِھلی اور کِھلتی ہے اور کِھلے گی، انہیں ہاتھوں پر بٹی اور بٹتی ہے۔ یہ سرالوجود واصل الوجود وخلیفۃ اللہ الاعظم وولیِ نعمتِ عالم ہیں، خود فرماتے ہیں:

انا ابو القاسم اللہ معطی و انا اقسم

(رواہ الحاکم فی المستدرک وصحہ اقرہ الناقدون)

”میں ابوالقاسم ہوں، اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں“۔

اسے حاکم نے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور تحقیق کرنے والوں نے اسے ثابت رکھا“۔ (فتاویٰ رضویہ جلد:۱۵،ص:۶۵۴۔۶۵۵)

امام احمد رضا نے اس عقیدہ کو اپنے نعتیہ کلام میں اس طرح پیش کیا ہے: ؎

گرچہ ہیں بے حد قصور، تم ہو عفو و غفور
بخش دو جرم و خطا، تم پہ کروڑوں درود
اپنے خطا کاروں کو، اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا، تم پہ کروڑوں درود
کرکے تمہارے گناہ، مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ، تم پہ کروڑوں درود
ہم نے خطا میں نہ کی، تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا، تم پہ کروڑوں درود
خلق کے حاکم ہو تم، رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا، تم پہ کروڑوں درود

ایک اور چھوٹی بحر کی نعت میں عقیدۂ اہل سنت کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاسم نعمت ہیں اس طرح ذکر کرتے ہیں: ؎

سچی بات سکھاتے یہ ہیں
سیدھی راہ چلاتے یہ ہے

ان کا حکم جہاں میں نافذ
قبضہ کل پہ دکھاتے یہ ہیں
قادر کل کے نائب اکبر
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالک کل کہلاتے یہ ہیں
انا اعطینک الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

(استمداد علی اجیال الارتداد، از امام احمد رضا، ص:۶۔۷)

امام احمد رضا یہاں ایک دفعہ پھر سلطنت مصطفیٰ کا حوالہ دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"فقیر غفرلہ اللہ تعالیٰ لہٗ نے اس جانفزا و ایمان افروز دشمن گرو شیطان سوز بحث کی تفصیل جلیل اور اس پر نصوص قاہرہ کثیرہ وافر کی تکثیر جمیل "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" میں ذکر کی ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد:۱۵، ص:۶۵۵)

آپ اللہ و رسول کی طرف توبہ کی دلیل دیتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

"وہ نبیٔ توبہ ہیں کہ گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے۔ توبہ میں ان کا نام پاک نام جلالت حضرت عزت جلالہٗ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ

میں اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ صحیح بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی' یا رسول اللہ! میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہیں' مجھ سے کیا خطا ہوئی"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد:۱۵،ص:۶۵۵)

۸) "صلات الصّفا فی نور المصطفیٰ" ۱۳۲۹ھ:

(نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان میں باطن کے انعامات)

امام احمد رضا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اول سے متعلق کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا کیا کئی مرتبہ استفتاء کیے گئے آپ نے ان کا کئی مرتبہ بصورت فتویٰ مختصر جواب دیا تھا مگر جب یہ ہی سوال کلکتہ سے ۱۳۲۹ھ میں حکیم محمد ابراہیم صاحب بنارسی نے کیا تو آپ نے اس وقت اس کا تفصیلی جواب بشکل رسالہ بعنوان "صلات الصفا فی نور المصطفیٰ" دیا تھا اور حدیث جابر کے حوالے سے تمام اکابرین مثلاً (۱) امام احمد قسطلانی صاحب مواہب شریف (۲) علامہ سید شریف جرجانی ،صاحب تعریفات للجرجان (۳) علامہ زرقانی ،صاحب مواہب لدنیہ (۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی،صاحب مدارج النبوۃ (۵) تاریخ دمشق الکبیر (۶) مطالع المسرات (۷) الخصائص الکبریٰ (۸) اُم القریٰ فی مدح خیر الوریٰ کے حوالے سے حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو کہ محدث کبیر عبدالرزاق علیہ الرحمۃ' دادا اُستاد امام بخاری نے اپنی مصنف میں نقل کی تھی ،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اول تخلیق اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کائنات میں اختیارات پر تفصلاً بحث کی ہے،مثلاً آپ رقمطراز ہیں:

"حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی سے پیدا

ہوئے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد:

ان اللہ تعالٰی قد خلق قبل الا شیا نور نبیک من نورہٖ

(رواہ عبدالرزاق ونجوہ عندالبیھقی)

”اے جابر! بے شک اللہ تعالٰی نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا“۔

اس کو عبدالرزاق نے روایت کیا اور امام بیہقی کے نزدیک اس کے ہم معنی ہیں“۔

اس کی شرح کرتے ہوئے امام احمد رضا رقمطراز ہیں:

”حدیث میں ”نورہٖ“ فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسمِ ذات ہے۔من نور جمالہٖ یا نور علمہٖ یا نور رحمۃ وغیرہ نہ فرمایا کہ نور صفات سے تخلیق ہو۔ علامہ زرقانی اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں (من نورہٖ) ”ائی من نور ھو ذاۃ“ یعنی آپ کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الٰہی ہے یعنی اپنی ذات سے بلا واسطہ پیدا فرمایا“۔

اس کے بعد شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی عبارت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مدارج النبوۃ میں کیا فرمایا:

”انبیاء اللہ کے اسماء ذاتیہ سے پیدا ہوئے، اور اولیاء اسماء صفاتیہ سے بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے اور سید رُسل ذات حق سے اور حق کا ظہور آپ میں بالذات ہے“۔

تم سے خدا کا ظہور اس سے تمہارا ظہور
لِم ہے یہ وہ اِن ہوا تم پہ کروڑوں درود

امام احمد رضا اس قول شیخ عبدالحق کو سمجھاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ہاں عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذاتِ الٰہی رسالت کے لیے مادّہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہوا، یا عیاذاً باللہ ذاتِ الٰہی کا کوئی حصہ یا کل ذاتِ نبی ہو گیا، اللہ عزوجل حصے، ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک منزہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم، خواہ کسی شیئ کو جز ذاتِ الٰہی خواکسی مخلوق کو عین و نفس ذاتِ الٰہی ماننا کفر ہے۔

اس تخلیق اول کے اصل معنی تو اللہ و رسول جانے۔ عالم میں تو کوئی ذاتِ رسول کو پہنچانتا نہیں ہاں حدیث میں فرمایا" یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی "اے ابوبکر! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا"۔ (فتاویٰ رضویہ جلد: ۳۰، ص: ۶۶۵)

امام احمد رضا نے اسکے بعد متعدد احادیث اور اسلاف کے اقوال حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اول تخلیق سے متعلق نقل کر کے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان و عظمت بتاتے ہوئے ان کے کائنات پر اختیارات کا ذکر بھی کیا ہے اور اپنا قول بھی پیش کیا ہے:

"یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پرَتوِ وجود سے موجود، یونہیں مرتبہ ایجاد خلق میں صرف ایک ذاتِ مصطفٰی ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیضانِ موجود، مرتبہ کون میں نورِ اَحدی آفتاب ہے اور تمام عالم اسکے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نورِ احمد آفتاب ہے اور سارا جہاں اسکے آب گینے اور اسی سلسلے میں کہتا ہوں

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے "

(حدائق بخشش حصہ اول)

آخر میں رقمطراز ہیں:

"ان مضامین جمیلہ (جو اوپر تفصیل سے بیان ہوئے) پر بکثرت ائمہ وعلما کے نصوصِ جلیلہ کے لیے فقیر کے رسالے" سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" کا بغور مطالعہ کریں"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد: ۳۰، ص: ۶۷۷)

کتاب سلطنت مصطفیٰ مرتب کرنے کے اسباب:

امام احمد رضا نے نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس طرح اس رسالے کے خطبہ میں رقم کیا ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ راقم اہل ذوق کے لیے وہ خطبہ پیش ہے:

صل وسلم و بارك علیٰ نورك المنیر الذی خلقتهٗ من نورك و خلقت من نورہٖ الخلق جمیعا و علیٰ اشعه انوارہ واله واصحابه نجومه و اقمارہ اجمعین۔

"اے اللہ درود اور برکت نازل فرما اپنے نور (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو روشن کرنے والا ہے، جس کو تو نے اپنے نور سے پیدا کیا اور تمام مخلوق کو ان کے نور سے پیدا فرمایا اور ان کے انوار کی شعاعوں پر اور ان کے آل و اصحاب پر جو ان کے ستارے اور چاند ہیں، سب پر"۔

قارئین کرام! راقم پچھلی چار دہائیوں سے امام احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری

برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ العزیز کی کتب کا مطالعہ کررہا ہے دوران مطالعہ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کا بیان ہوتا یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرفات کا ذکر ہوتا یا جہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات کی بات ہوتی یا نبی آخرالزماں کی کائنات میں احکامات کا سلسلہ ہوتا وہاں امام احمد رضا اپنی تحریر میں اپنی ایک تصنیف جوانھوں نے اپنی جوانی کے عالم میں بعمر ۲۵ رسال لکھی تھی، اس تصنیف لطیف "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" کا ضرور حوالہ دیتے۔اس لیے مجھے اشتیاق ہوا کہ اس کا جلد از جلد مطالعہ کیا جائے۔جب کتاب کی تلاش شروع کی تو معلوم ہوا ابھی چھپی نہیں ہے۔اس کے بعد پاک وہند کے ممتاز محققینِ رضا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (م۔۲۰۰۵ء) حضرت علامہ شمس بریلوی (م۔۱۹۹۷ء) مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری، تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری الازہری (م۔۲۰۱۸ء) علامہ یٰسین اختر مصباحی (م۔۲۰۲۳ء) ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی، مرحومین سے معلومات حاصل کیں اور آخر میں مولانا مفتی محمد حنیف خاں رضوی بریلوی ماہرِ رضویات فی الہند سے معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ نہ تو کتاب چھپی اور نہ ہی اتفاق سے اس کا قلمی مسودہ (مخطوطہ) کسی کی نظر سے گزرا۔جستجو کے دوران معلومات میں اضافہ ہوا کہ امام احمد رضا کا یہ قاعدہ تھا کہ جب بھی کوئی رسالہ تحریر فرماتے اس کی ایک قلمی کاپی نقل کرا کر اپنے پیر خانے یعنی مارہرہ شریف ضرور بھیجتے تھے،لہٰذا راقم نے دورحاضر کے مارہرہ شریف کے سجادہ نشین حضرت پروفیسر ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی علیگی سے رجوع کیا جو علیگڑھ یونیورسٹی میں شعبہء اردو کے استاد رہے ہیں، کہ آپ کے والد ماجد حضرت علامہ مولانا حسن میاں برکاتی قادری

کے بقول اعلیٰ حضرت اپنے قلمی رسائل کی ایک نقل ضرور مارہرہ شریف بھیجتے تھے اس لیے وہ قلمی نسخہ آپ کی لائبریری میں ضرور ہونا چاہیے، اس لیے آپ سے درخواست ہے کہ اسے تلاش کریں لیکن مجھے مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ وقت گزرتا رہا اور دورانِ مطالعہ فقیر کو فتاویٰ رضویہ کے مطالعہ کے دوران آٹھ (۸) رسائل میں اس کی تکرار ملی جس کے باعث اس کتاب کی جستجو اور بڑھی بلکہ پیاس میں شدت آئی اور وجدانی کیفیت میں سوچتا رہا کہ سیدی اعلیٰ حضرت نے میرے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی تحریر "سلطنتِ مصطفیٰ" میں کس طرح کائنات کا دولھا بیان کیا ہوگا! کن کن احادیث سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات کا بیان کیا ہوگا، لیکن مسودہ نہ ملنے پر دل مایوس ہونے لگا کہ افسوس میرے اعلیٰ حضرت جس اعلیٰ تصنیف کا بار بار اپنے دیگر رسائل کی تحریر کے دوران ذکر کرتے ہیں وہ اب تک مفقود الخبر ہے، مگر پھر اچانک آپ کی ایک تحریر نظر سے گزری جس سے یہ یقین پختہ ہوگیا کہ شاید اب یہ قلمی تحریر ہم کو کبھی نہ مل سکے۔

اعلیٰ حضرت کے ابتدائی سالوں کی تحریریں محفوظ نہ ہوسکیں:

اعلیٰ حضرت کی وہ تحریر ملاحظہ کریں:

> "ہمارے سردار و مولیٰ حضرت مولوی محمد نقی علی خاں صاحب قادری برکاتی نے مجھے چاردہم (۱۴) شعبان خیر و بشارت کو فتوے لکھنے پر مامور کیا جب کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے ۱۲۸۶ھ سال تھے اور اس وقت میری عمر کے چودہ برس پورے نہ ہوئے تھے کہ میری پیدائش ہجرت کے پاکیزہ روشن رسول سے دھم (۱۰) شوال ۱۲۷۲ء میں ہے تو

میں نے فتوے دینا شروع کیے اور جہاں میں غلطی کرتا حضرت والد ماجد قدس سرہ اصلاح فرماتے، اللہ عزوجل ان کے مرقد پاکیزہ بلند کو معطر فرمائے، سات (۷) برس کے بعد مجھے اذن فرمایا کہ اب فتوے لکھو اور بغیر سنائے سائلوں کو بھیج دیا کرو، مگر میں نے اس پر جرأت نہ کی یہاں تک کہ رحمٰن عزوجل نے حضرت والا کو سلخ ذی القعدہ ۱۲۷۹ھ میں اپنے پاس بلا لیا تو ان برسوں میں (۱۲۸۶-۱۲۹۷) جو فتوے تقریباً ایک قرن کامل یعنی ۱۲ سال تک لکھے ان کو جمع کرنے کا خیال نہ آیا"۔

(فتاویٰ رضویہ جلد:۱، صفۃ الکتاب، ص:۸۷)

اس تحریر میں یہ بات اعلیٰ حضرت خود لکھ رہے ہیں کہ ۱۲۸۶ھ تا ۱۲۹۷ھ میں لکھے گئے فتاویٰ اور یقیناً اس میں کچھ رسائل بھی ہوں گے وہ ریکارڈ محفوظ نہیں کیا جا سکا۔ ۱۲۹۷ء میں والد ماجد کے وصال کے بعد یا اس سے قبل یہ معرکۃ الآراء رسالہ "سلطنت مصطفیٰ" لکھا گیا تھا جو شاید محفوظ نہ رہ سکا اور آپ نے جو اپنے فتاویٰ یا رسائل کی نقل مارہرہ شریف بھیجنا شروع کی وہ بہت ممکن ہے کہ والد ماجد کے انتقال کے بعد یہ سلسلہ شروع ہوا ہو ممکن ہے وہ مسودہ ایسے ہی مل جائے جیسا کہ "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" کا اصل مسودہ ملا تھا۔ یہ مسودہ مولانا مفتی امجد علی خاں اعظمی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جو اعلیٰ حضرت نے ان کو چند نشستوں میں مغرب سے عشاء کے درمیان وقفہ میں فی البدیہ املا کروا کر ترجمہ مکمل کرادیا تھا یہ نسخہ مراد آباد کی ایک مسجد کے اندر سے ملا جہاں لوگ قرآن کریم کے بوسیدہ نسخے یا اوراق ایک ڈبہ یا بوری میں جمع کر دیتے تھے اور بعد میں ان کو ٹھنڈا کرنے کے لیے لے جاتے تھے، ایک

مرتبہ اس مسجد کے امام نے کہا کہ انکوانڈیل کر دیکھوں کہ اس میں کسی نے قرآن کا مکمل نسخہ نہ ڈال دیا ہو اور جب اس کو انڈیل کر دیکھا گیا تو اس میں امام احمد رضا کا مکمل ترجمہ قرآن کنز الایمان کا قلمی نسخہ پایا گیا جس کی فوٹو کاپی راقم اور ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کی لائبریری میں موجود ہے، اس کی تفصیل راقم کے پی ایچ ڈی کے مقالہ" کنز الایمان اور دیگر معروف اردو قرآنی تراجم" میں درج کی گئی ہے وہاں مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

جامع الاحادیث سے استفادہ:

قارئین کرام! جب راقم کو یقین ہو گیا کہ اس رسالہ" سلطنتِ مصطفیٰ" کے مخلوطہ ملنے کے امکانات کم ہیں تو اس وقت ایک خیال اللہ تعالیٰ نے دل میں ڈالا کہ کیوں نہ اُن رسائل کو جو اعلیٰ حضرت نے فضائل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سلسلے میں لکھے ہیں اُن سے استفادہ کیا جائے اور ان تمام احادیث کو جمع کیا جائے جس میں اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور تصرفاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بیان ہوئے ہیں۔ ابھی یہ کام کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ اچانک خیال آیا کہ محقق رضویات علامہ مولانا مفتی محمد حنیف رضوی مدظلہ العالی نے جو امام احمد رضا کی کتب اور فتاویٰ سے تمام احادیث کو جمع کر کے اور ان کا استخراج کر کے اس کو" جامع الاحادیث" کے نام سے ۶ جلدوں میں شائع کیا ہے کیوں نا وہاں سے ان احادیث کو اکٹھا کر کے" سلطنتِ مصطفیٰ" رسالے کا ایک عکس محبانِ رضا کے سامنے پیش کیا جائے کہ جب تک اصل مسودہ دستیاب نہ ہو اعلیٰ حضرت کے اس کام سے استفادہ کیا جائے اور" سلطنتِ مصطفیٰ" کے اختیارات کو پڑھ کر دل کو سکون اور روح کو فرحت بخشی جائے، چنانچہ جب راقم نے جامع الاحادیث کی جلد پنجم کا بغور

مطالعہ کیا تو اس کے کئی ابواب میں ”سلطنتِ مصطفیٰ“ کے اختیارات اور تصرفات نظر آئے چنانچہ اس جلد کے صفحہ ۱۱۵ تا ۴۴۵ سے احادیث کا مطالعہ کر کے حدیثوں کو جمع کیا اور وہ احادیث کا خزانہ آپکے سامنے پیش کیا جا رہا ہے جس میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصرفات سے لے کر خصائص تک کی احادیث ملیں گی۔ راقم نے جو یہاں حدیث کے نمبر ڈالے ہیں وہ جامع الاحادیث کی جلد پنجم کے نمبر ہیں کہ اگر کوئی اس حدیث کے متن کو یا ریفرنس کو دیکھنا چاہے تو وہ بآسانی اس سے استفادہ کر سکتا ہے۔

علامہ مفتی محمد حنیف خاں رضوی نے ان احادیث کو اعلیٰ حضرت کی جن تصانیف سے اخذ کیا ہے ان میں وہ تمام کتب شامل ہیں جن میں امام احمد رضا نے اپنی تصنیف لطیف ”سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ“ کا ذکر کیا ہے۔ البتہ ان کتب کے علاوہ بھی کئی احادیث دیگر رسائل سے اخذ کی ہیں یہاں ان کی فہرست ملاحظہ ہو:

۱۔	الزلال الانقیٰ من بحر سبقۃ الاتقیٰ	۱۳۰۰ھ
۲۔	انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ	۱۳۰۴ھ
۳۔	حیاۃ الموات فی بیان سماع الاموات	۱۳۰۵ھ
۴۔	تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین	۱۳۰۵ھ
۵۔	الامن والعلیٰ لناعتی المصطفیٰ بدافع البلا	۱۳۱۱ھ
۶۔	برکات الامداد لاھل الاستمداد	۱۳۱۱ھ
۷۔	جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ	۱۳۱۶ھ
۸۔	صلات الصفا فی نور المصطفیٰ	۱۳۲۹ھ

ان رسائل کے علاوہ مفتی محمد حنیف خاں نے ان رسائل سے بھی رجوع کیا ہے:

۹۔	فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ	۱۳۲۶ھ
۱۰۔	ارادۃ الادب لفاضل النسب	۱۳۲۹ھ
۱۱۔	نفی الفئ عمن استنار بنورہ کل شیء	۱۲۹۶ھ
۱۲۔	انباء المصطفیٰ بحال سر واخفی	۱۳۱۸ھ
۱۳۔	منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب	۱۳۱۱ھ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد حنیف خاں قادری رضوی نے جامع الاحادیث کی تخریج بھی کی ہے اس لیے راقم نے ان احادیث کا اصل ماخذ بھی درج کر دیا ہے اور ساتھ ہی جامع الاحادیث میں درج حدیث نمبر بھی ڈال دیا ہے اور فتاویٰ رضویہ کا حوالہ بھی لکھ دیا ہے۔ یہاں ان کتب کا ذکر کروں گا جن میں ان احادیث کو دیکھا جا سکتا ہے ان کتب کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

جامع الاحادیث کے مآخذ:

۱) الجامع الصحیح البخاری

۲) الصحیح المسلم

۳) الصحیح لابن خزیمہ

۴) الجامع ترمذی

۵) الجامع الصغیر للسیوطی

۶) جمع الجوامع للسیوطی

۷) دلائل النبوۃ لابی نعیم

۸) السنن ماجہ

۹) السنن داؤد

۱۰) السنن نسائی

۱۱) السنن للدارالقطنی

۱۲) السنن دارمی

۱۳) السنن الکبریٰ للبیہقی

۱۴) المسند احمد بن حنبل

۱۵) المستدرک للحاکم

۱۶) المعجم الاوسط للطبرانی

۱۷) المسند لابن اسحاق

۱۸) المصنف عبدالرزاق

۱۹) کنزالعمال

۲۰) فتح الباری

۲۱) المصنف لابی شیبہ

۲۲) شرح معانی الآثار

۲۳) الاصابۃ لابن حجر

۲۴) المواہب لدنیہ للقسطلانی

قارئین کرام! امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ العزیز نے ۱۲۸۶ھ سے فتویٰ نویسی شروع کی جبکہ انھوں نے اپنی فراغت علمی کے دن ہی ۱۵ شعبان المعظم کو پہلا فتویٰ لکھا۔ آپ جب دورِ طالب علمی میں اپنے والد ماجد سے درسی کتب پڑھتے

تھے اسی دوران انھوں نے جو بھی درسی کتاب پڑھی اس پر حواشی ضرور لکھے اور بقول مولانا مفتی محمد حنیف خاں رضوی کہ امام احمد رضا کے زمانے میں مدارس میں جو کتابیں پڑھائی جاتی تھیں ان پر حواشی نہ ہوتے تھے کہ صرف متن پڑھایا جاتا اس لیے امام احمد رضا نے جس کتاب پر مناسب سمجھا اور ضروری سمجھا حواشی قلمبند کرائے، راقم کے خیال میں امام احمد رضا نے جن بنیادی کتابوں کو دوران طالب علمی پڑھایا ہے وہ کتب احادیث یا ان کی شروح ہوں۔ کتب تفسیر ہو یا کتب فقہ اور ان کے شروح ہوں ان سب پر ہی حواشی لکھے۔ اس اعتبار سے راقم کی تحقیق میں امام احمد رضا نے ۱۰۰ سے زیادہ کتب پر کہیں تفصیلاً اور کسی کتاب پر مکمل اور کسی کتاب کے نصف یا چوتھائی پر حواشی درج کیے، اکثر حواشی ۱۲۸۶ھ سے قبل کے ہیں، اس اعتبار سے آپ مصنف سے قبل ایک کامل محشی بن چکے تھے جن کا ثبوت درس نظامی کی کتب پر حواشی ہیں ان میں اکثریت عربی کتب کی ہے جب کہ کئی فارسی کتب پر بھی حواشی لکھے ہیں تفصیل کے لیے یہ لسٹ ڈاکٹر حسن اعظمی کے پی ایچ ڈی کے مقالے "فقیہ اسلام" میں دیکھی جاسکتی ہے یہاں طوالت کے باعث وہ نام درج نہیں کیے جارہے۔

امام احمد رضا کی تصانیف میں سب سے قدیم تصنیف یا رسالہ ۱۲۸۵ھ کا ملتا ہے جس کا نام ہے:

"ضوالنہالیہ فی اعلام الحمدوالہدایہ (بزبان عربی)"

چند مزید نام ملاحظہ کریں جن کو امام احمد رضا کے مرید، تلمیذ اور خلیفہ مولانا مفتی محمد ظفر الدین قادری بہاری (م۔ ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) نے امام احمد رضا کی تصانیف کی ایک مجمل فہرست میں ترتیب سے پیش کیا تھا، اس میں ان قدیم تصانیف

کے نام اور رسالے ملاحظہ کیجیے:

۱)ضوء النہایہ فی اعلام الحمد والہدایہ	۱۲۸۵ھ/ ۱۸۶۸ء	عربی، علم الکلام
۲)السمی المشکور	۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء	عربی، علم الکلام
۳)معتبر المطالب فی شیون ابی طالب	۱۲۹۴ھ/ ۱۸۷۷ء	اردو، علم الکلام
۴)النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوہرۃ المضیہ	۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء	عربی، علم فقہ
۵)اطائب الاکسیر فی علم التکسیر	۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء	عربی، علم تکسیر
۶)نفی الفیئ عمن استناد بنورہ کل شیئ	۱۲۹۶ھ/ ۱۸۷۹ء	اردو، علم فضائل
۷)قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام	۱۲۹۶ھ/ ۱۸۸۰ء	اردو، علم فضائل
۸)سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ	۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء	اردو، علم فضائل
۹)نفس الفکر فی قربان البقر	۱۲۹۸ھ/ ۱۸۸۱ء	اردو، علم الفقہ
۱۰)اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفیٰ والآل والاصحاب	۱۲۹۸ / ۱۸۸۱ء	اردو عقائد
۱۱)اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تہامۃ	۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۲ء	اردو، علم فضائل
۱۲)الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقیٰ	۱۳۰۰ھ/ ۱۸۸۳ء	عربی، علم فضائل

امام احمد رضا نے جب رسالہ الزلال الانقی لکھا تھا تو یہ ۱۲ویں صدی ہجری کا آخری یا ۱۳ویں صدی ہجری کا پہلا رسالہ تھا اور بقول اعلیٰ حضرت کہ یہ ان کا ۱۵ واں رسالہ تھا اس سے قبل لکھے گئے ۱۱ رسائل جو لکھے ان کی فہرست آپ کے سامنے ہے اس اعتبار سے سلطنت مصطفیٰ رسالہ آپ کی ابتدائی ۱۰ تصانیف میں سے غالباً آٹھویں نمبر پر ہے اور اس وقت عمر صرف ۲۴ سال کی تھی اور آپ ایک مستند عالم اور محقق بن چکے تھے کہ ۱۰۰ سے زیادہ حواشی بھی آپ لکھ چکے تھے۔

مولانا حسنین رضا کی تصنیف ”سیرت اعلیٰ حضرت“:

قارئین کرام! امام احمد رضا کا دور طالب علمی عام طلبہ کی طرح نہ تھا بلکہ آپ ابتدا ہی سے اللہ تعالیٰ کے انعامات سے سرشار تھے کہ اُستاد ایک سبق پڑھاتے اور دوسرے دن وہ پوری کتاب سنا دیتے ،آپ کے دورِ طالب علمی کے غیر معمولی واقعات آپ کے بھتیجے خلیفہ اور داماد مولانا حسنین رضا خاں قادری رضوی خاں ابن مولانا حسن رضا خاں قادری برکاتی بریلوی (۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) اپنی یادداشتوں کا ذکر کرتے ہوئے ”سیرت اعلیٰ حضرت“ میں رقمطراز ہیں:

”اعلیٰ حضرت کا دورِ تعلیم بھی عجیب وغریب واقعات کا مجموعہ ہے۔ اول تو آپ کو آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ نے کوئی درسی کتاب پوری نہ پڑھائی جب وہ دیکھتے کہ امن میاں (احمد رضا خاں) درسی کتاب کے طرزِ تحریر سے خوب واقف ہو گئے ہیں اور اپنا سارا سبق مطالعہ ہی سے نکال لیتے ہیں تو دوسری کتاب شروع کرا دیتے، اس طرح شاید ہی کوئی کتاب پوری پڑھائی ہو۔ اس طرح وہ نہایت قلیل مدت میں ۸-۹ سال تمام درسی علوم کے سمندروں کو عبور کر گئے اور عمر کے چودھویں ہی سال میں دستارِ فضیلت حاصل کر کے فتویٰ نویسی کے بارے اپنے والد ماجد کو انھوں نے بالکل سبکدوش کر دیا ورنہ ان کے فتاویٰ کا اور رسائل کا اتنا بڑا دفتر آج دنیا کے سامنے موجود نہ ہوتا۔

ان کے طالب علمی کے زمانے کا ایک واقعہ سن لیجیے۔ ان کے دورِ تعلیم میں چھاپے خانے نہ تھے لہٰذا اکثر درسی کتابیں قلمی معرا پڑھی جاتی تھیں۔ وہ

"مسلم الثبوت" پڑھ رہے تھے اور زیادہ رات تک مطالعہ کرتے تھے جس مقام پر ان کا سبق ہونے والا تھا وہاں ان کے والد ماجد نے مولانا محب اللہ صاحب بہاری (مصنف کتاب) پر اعتراض کر دیا تھا جو انھوں نے حاشیہ پر درج کر کے چھوڑ دیا تھا، جب اعلیٰ حضرت قبلہ کی نظر اس اعتراض پر پڑی تو آپ کی طبیعت میں یہ بات آئی کہ مصنف کی عبارت کو حل ہی اس طرح کیا جائے کہ اعتراض ہی وارد نہ ہو، آپ اس کو حل کرنے کے لیے ایک بجے رات تک سوچتے رہے بالآخر تائید غیبی سے وہ معاملہ حل ہو گیا۔ آپکو اس حل پر انتہائی مسرت ہوئی اور بے اختیار آپکے ہاتھوں سے زور دار تالی بج گئی، اس سے سارا گھر جاگ گیا اور والد ماجد کو کتاب کی عبارت اور اس کا عام مطلب اور اس پر انکا اعتراض بتانے کے بعد آپ نے اپنی طرف سے حاشیہ لکھ کر اس عبارت کی ایسی وضاحت کی کہ اعتراض ہی رفع ہو گیا۔ اس پر والد نے گلے لگا لیا اور فرمایا امن میاں تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو بلکہ مجھے پڑھاتے ہو۔

یہ تھا آغاز وہ انجام ہے احمد رضا کا
جوانی میں ہوئے عالم بڑھاپے میں ہوئے کامل"

(مولانا حسنین رضا خان، سیرت اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کراچی، ص:۴۹)

قارئین کرام: اب ملاحظہ کریں وہ تمام احادیث مبارکہ جن میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں نے نبی معظم خاتم الانبیا، امام الاتقیا، شفیع المذنبین، نبی الحکیم والحکمۃ، صاحب العوالم والافاق، حدیقۃ الشفاعۃ الکبریٰ، اکرم الخلق علی اللہ الخلاق، مفتاح

خزائن الرحمہ،شفیع الناس فی الیوم الموعود،اشرف نبی عدنان ،واجب الاحترام اکمل الموجودات،اجمل المخلوقات،رسول الرحمہ والرحمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کائنات میں اختیارات کی جھلکیاں ان اختیارات کے حامل کائنات کے مالک (عطائی) سیدالعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلیٰ حضرت کے چھوٹے صاحبزادے مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنی نعت کے ایک شعر میں یوں عرض کیا ہے۔

خدا کی سلطنت کا دو جہاں میں کون دولہا ہے
تم ہی تم ہو، تم ہی تم ہو ،یہاں تم ہو وہاں تم ہو

اورامام احمد رضا نے آپ کی سلطنت کا اس طرح ذکر فرمایا۔

زمین و زماں تمہارے لیے مکین و مکاں تمہارے لیے
چنیں و چناں تمہارے لیے بنے دو جہاں تمہارے لیے
اصالت کل، امامت کل، سیادت کل، امارت کل
حکومت کل، ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے کل

۞۞۞

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۲)

تصرفات واختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قارئین کرام! اب ملاحظہ کریں وہ احادیث جن میں "سلطنت مصطفیٰ" میں مالک سلطنت کے اختیارات اور تصرفات کا بیان ہے۔ان تمام احادیث کو علامہ مفتی محمد حنیف رضوی قادری نے اپنی مرتبہ کتاب "جامع الاحادیث" کی جلد پنجم میں جمع کیا ہے اور خاص کر اس کے باب سوم "تصرفات واختیارات رسول" میں۔راقم نے اس باب کی ۶۵۰/احادیث میں سے چند انتخاب کی ہیں اوران احادیث پر جگہ جگہ امام احمد رضا کا تبصرہ بھی ہے،کہیں کہیں راقم نے بھی طفلانہ اظہار خیال کیا ہے۔

حدیث کا نمبر،اصل ماخذ اور فتاویٰ یارسالہ کا مکمل حوالہ بھی درج ہے۔

حکم دوں تو عمل کرو،منع کروں تو باز آجاؤ:

☆(حدیث:۲۸۷۳)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ما نہیتکم عنہ فاجتنبوہ، وما امرتکم بہ

فافعلوا منه ماستطعتم ،فانمااہلک الذین من قبلکم کثرۃ مسائلہم واختلافہم علی انبیائہم۔ (جدالممتار ۱/۱۰۰)

(٭الصحیح لمسلم، باب توقیرہ ﷺ وترک اکثار سوالہ، ۲/۲۶۲
٭السنن الکبری للبیہقی، ۱/۲۱۵
٭اتحاف السادۃ للزبیدی، ۷/۵۷۹
٭مشکل الآثار للطحاوی، ۱/۲۳۰
٭فتح الباری للعسقلانی ۱۳/۲۶۱
٭التفسیر للقرطبی، ۵/۲۶۲
٭التفسیر لابن کثیر، ۸/۱۶۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں جس چیز سے تم کو منع کروں باز رہو، اور جس چیز کا حکم دوں اس پر حسب استطاعت عمل کرو کہ تم سے پہلے لوگوں کو کثرت سوالات اور انبیاء کرام (علیہ السلام) کی حکم عدولی نے ہلاک کیا"۔

☆(حدیث:۲۸۷۵)

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال:قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اللہم انی احرم ما بین جبلیہا مثل ماحرم بہ ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام مکۃ۔

(٭الجامع الصحیح للبخاری، باب الحیس ۲/۸۱۶
٭الصحیح لمسلم، باب فضل المدینۃ، ۱/۴۴۱
٭المسند لاحمد بن حنبل، ۳/۱۵۹

★الترغیب والترہیب للمنذری، ۲/۲۲۹

★کنز العمال للمتقی، ۳۴۸۷۳، ۱۲/۲۴۳

★جمع الجوامع للسیوطی، ۹۶۸۹)

(ترجمہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے حضور عرض کیا:

”الٰہی! میں دونوں کوہِ مدینہ کے درمیان کو حرم بناتا ہوں، مثل اس کے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا“۔

☆(حدیث:۲۸۷۶)

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام حرم مکۃ، و انی حرمت المدینۃ ما بین لا بتیہا، لا یقطع عضاہہا ولا یصاد صیدہا۔

(★الصحیح لمسلم، باب فضل المدینۃ۔ ۱/۴۴۰

★المسند لاحمد بن حنبل، ۴/۱۴۱

★السنن الکبری للبیہقی، ۵/۱۹۷

★تلخیص الحبیر لابن حجر، ۲/۲۷۹

★الکامل لابن عدی، ۱/۳۶۵

★کنز العمال للمتقی، ۳۴۸۶۱، ۱۲/۲۴۲

★المعجم الکبیر للطبرانی، ۴/۳۰۵

★جمع الجوامع للسیوطی، ۲۰۳۸)

(ترجمہ) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینہ منورہ کو حرم کیا، نہ کاٹی جائیں اس کی ببولیں اور نہ پکڑا جائے اس کا شکار"۔

اقولِ رَضا:

اس مطلب کی حدیثیں صحاح، سنن اور مسانید وغیرہ میں بکثرت ہیں جن میں حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف حکم فرمادیا کہ مدینہ طیبہ اور اس کے گردو پیش کے جنگل کا وہی ادب کیا جائے جو کہ مکہ معظّمہ اور اس کے جنگل کا ہے یہ ہی مذہب ائمہ مالکیہ وشافعیہ وحنبلیہ اور بکثرت صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ہے۔ائمہ حنفیہ اگرچہ اس باب میں اوراحادیث پر عمل فرماتے ہیں جو شرح معانی الآثار امام طحاوی وغیرہ میں ہیں۔کلام اس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃ مدینہ منورہ کے جنگل کا یہ ادب ارشاد فرمایا۔

نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے:

☆(حدیث:۲۸۷۷)

عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال : کنت جالسا اذ جاء علی و العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یستاذنان، فقالا یا اسامۃ! استاذن لنا علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقلت: یارسول اللہ ! علی والعباس یستا ذنان، قال: أتدری ماجاء بہما ؟ قلت: لا، فقال لکنی ادری، ائذن لہما ، فدخلا ، فقالا: یا رسول اللہ! جئناک نسألک ای اہلک احب الیک؟قال:

فاطمة بنت محمد، رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ، قالا: ما جئناک نسألک عن اہلک، قال: احب اہلی الی من قد انعم اللّٰہ علیہ و انعمت علیہ اسامۃ بن زید، قالا: ثم من؟ قال: ثم علی بن ابی طالب فقال العباس: یا رسول اللّٰہ! جعلت عمک آخرہم، قال: ان علیا سبقک بالہجرۃ۔

(الجامع للترمذی، باب مناقب اسامۃ، ۲/۲۲۳)

(ترجمہ) حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

"سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دولت خانہ کے قریب بیٹھا تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم حضور کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے لیے تشریف لائے، دونوں حضرات نے فرمایا' اے اسامہ! ہمارے لیے حضور سے باریابی کی اجازت لو۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ! حضرت علی وحضرت عباس آپ کی خدمت میں حاضری کی اجازت کے طالب ہیں، فرمایا رسول اللہ نے! جانتے ہو یہ دونوں کس لیے آئے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا' لیکن میں جانتا ہوں، آنے دو، دونوں حضرات نے حاضر ہو کر عرض کیا، یارسول اللہ! ہم یہ پوچھنے آئے ہیں کہ آپ کو اپنے اہل بیت میں کون زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا' فاطمہ بنت محمد۔ عرض کیا کہ ہم آپ کے خاص گھر کی بات نہیں کررہے۔ فرمایا' مجھے اپنے اقرباء میں وہ زیادہ محبوب ہے جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور میں نے انعام کیا یعنی اسامہ بن زید۔ پھر عرض کیا' ان کے بعد کون! فرمایا' علی بن ابی طالب۔ یہ سن کر حضرت عباس بول اُٹھے

یا رسول اللہ! کیا آپ کے چچا کا مقام بعد میں ہے؟ فرمایا' ہاں علی تم پر ہجرت میں سبقت حاصل کر چکے ہیں"۔

اقولِ رَضا:

یعنی سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسے ہی تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے نعمت بخشی اور اللہ تعالیٰ کے رسول نے نعمت بخشی، مگر یہاں مراد وہ ہے جس کی تصریح قرآن کریم میں ارشاد ہوئی کہ جب فرماتا تھا۔

"تو اسے جسے اللہ تعالیٰ نے نعمت دی، اور اے نبی تو نے اسے نعمت دی اور وہ زید بن حارثہ ہیں اور اس میں نہ کسی کا خلاف اور نہ اصلاً شک، آیت کریمہ اگرچہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی مگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا مصداق اُسامہ بن زید کو ٹھہرایا کہ پسر تابع پدر ہے۔

نہ صرف صحابہ کرام بلکہ تمام اہل اسلام اولین وآخرین سب ایسے ہی ہیں جنھیں اللہ عزوجل نے نعمت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعمت دی۔ پاک کر دینے سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوگی۔ جس کا ذکر آیت کریمہ میں بارہا سنا گیا کہ "یز کیھم" یہ نبی انھیں پاک وستھرا کر دیتا ہے، بلکہ لا واللہ تمام جہاں میں کوئی شے ایسی نہیں جس پر اللہ کا احسان نہ ہو اور اللہ کے رسول کا احسان نہ ہو، فرماتا ہے:

وما ارسلنك الا رحمة للعلمين

"ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہاں کے لیے"

جب وہ تمام عالم کے لیے رحمت ہیں تو قطعاً سارے جہاں پر ان کی نعمت ہے، اہل کفر اور اہل کفران اگر نہ مانیں تو کیا نقصان ؎

راست خواہی ہزار چشم چناں
کور بہتر کہ آفتاب سیاہ"

اونٹ کی فریاد رسی اور اُس کا ادب:

☆(حدیث:۲۸۷۹)

عن غیلان بن سلمة الثقفی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: خرجنا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرأینا منہ عجبا مررنا بأرض فیہا أشاء متفرق فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاغیلان!ایت ہاتین الاشاء تین فمر احدٰہما تنضم الی صاحبتہا حتی استتربہما فاتوضأ فانطلقت فقمت بینہما ، فقلت : ان نبی اللہ یامر احدٰکما ان تنضم الی صاحبتہا ، قال : فمادت احداہما ثم انقلعت تخد فی الارض حتی انضمت الی صاحبتہا ، فنزل نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فتوضأ خلفہا ثم رکب وعادت تخد فی الارض الی موضعہا ،قال : ثم نزلنا معہ منزلا فاقبلت امرأة بابن لہا کانہ الدینار فقالت : یا نبی اللہ ! ما کان فی الحی غلام احب الی من ابنی ہذا فاصابتہ الموتةفانا اتمنی موتہ فادع اللہ لہ یا نبی اللہ ! قال فادناہ نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ثم قال : بسم اللہ انا رسول اللہ ، اخرج

عدو اللہ ۔ ثلاثا ، قال: اذہبی بابنک لن تری بأسا ان شاء اللہ ، ثم مضینا فنزلنا منزلا فجاء رجل فقا ل : یا نبی اللہ ! انہ کان لی حائط فیہ عیشی و عیش عیالی و لی فیہ ناضحا ن فاغتلما و منعانی انفسہما و حائطی و ما فیہ و لا یقدر احد علی الدنو منہما ، فنہض النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم باصحابہ حتی اتی الحائط فقال لصاحبہ: افتح فقا ل: یا نبی اللہ ! امرہما اعظم من ذلک، قال: فافتح، فلما حر ک الباب بالمفتاح اقبلا، لہما جلبة کخفیف الریح، فلما افرج الباب و نظرا الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم برکا ثم سجدا ، فاخذ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رؤسہما ثم دفعہما الی صاحبہما فقال : استعملہما و احسن علفہما فقا ل القوم یا نبی اللہ ! تسجد لک البہائم فما للہ عندنا بک احسن من ہذا آجرتنا من الضلالة و استنقذتنا من الہلکة، افلا تاذن لنا بالسجود لک۔

(★دلائل النبوہ لابی نعیم، ★کنز العمال للمتقی ۳۵۳۹۰۔ ۱۲/ ۳۷۴)

(ترجمہ) حضرت غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے ہم نے دوران سفر ایک معجزہ دیکھا جب ہم نے ایک منزل پر قیام کیا تو وہاں ایک آدمی آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ! میرا ایک باغ ہے جو میری اور میرے اہل وعیال کی کل معیشت ہے اس باغ میں میرے دو اونٹ ہیں جو اس

باغ کو پانی دینے کے لیے ہیں وہ دونوں مجھ سے سرکش ہوگئے ہیں اور مجھے اپنے اور باغ کے نزدیک نہیں آنے دیتے اور نہ کوئی دوسرا شخص ان کے قریب جاسکتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ اس باغ کی طرف تشریف لے گے باغ کے مالک سے فرمایا' دروازہ کھول دو اس نے عرض کیا' یا رسول اللہ وہ نہایت سرکش ہیں، فرمایا' تم دروازہ تو کھولو۔ جب دروازہ کو حرکت ہوئی تو وہ طوفان کی طرح شوروغوغا کرتے دروازے کی طرف لپکے مگر دروازہ کھلا اور جب اونٹوں کی نظر رُخِ مصطفیٰ پر پڑی فوراً آپ کے سامنے مؤدب بیٹھ گئے اور سر سجدہ میں رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں سروں سے پکڑ کر اُٹھایا اور مالک کے حوالے کر دیا اور فرمایا ان سے کام لو اور چارہ پانی کا خیال رکھو۔ لوگوں نے عرض کیا' یا رسول اللہ! یہ جانور آپ کو سجدہ کرتے ہیں اور آپ کے طفیل ہم پر اللہ کا احسان ہے۔ حضور نے ہمیں گمراہی سے پناہ دی حضور نے ہلاکت سے نجات بخشی تو کیا حضور ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں!"۔

امام احمد رضا اپنے کلام میں اس کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں: ؎

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار
روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ؎

اے شوق دل یہ سجدہ گر اُن کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجیے کہ سر کو خبر نہ

مانگ کیا مانگتا ہے! حضور کا مطلق سوال:

☆(حدیث:۲۸۸۰)

عن ربیعة بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ قال : کنت ابیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہ وحاجتہ، فقال لی : سل ماشئت، فقلت: اسئلک مرافقتک فی الجنة قال: او غیر ذلک ، قلت : ہو ذاک ، قال لی : فاعنی علی نفسک بکثرة السجود۔

(★الصحیح لمسلم، باب فضل السجود والحث علیہ، ۱/ ۱۹۳

★السنن لابی داؤد، باب وقت قیام النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من اللیل، ۱/ ۱۸۷

★السنن للنسائی، باب فضل السجود، ۱/ ۱۲۸

★المسند لاحمد بن حنبل، ۱/ ۱۱۰

★ المؤطا لمالک، الترغیب والترہیب للمنذری، ۱/ ۲۴۹

★ کنز العمال للمتقی، ۱۹۰۰۶، ۷/ ۳۰۶)

(ترجمہ) حضرت ربیعہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کہ:

" ایک مرتبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا ،آپ کے وضو کے لیے پانی لے کر حاضر ہوا،حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ،مانگ کیا مانگتا ہے کہ میں تجھے عطا کروں! ،میں نے عرض کی' میں (ربیعہ) حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں حضور کی رفاقت عطا ہو۔فرمایا' بھلا اور کچھ؟ عرض کی' بس میری مراد تو یہ ہی ہے۔ فرمایا' تو میری اعانت کر کثرت سجود سے"۔

اقولِ رَضا:

الحمدللہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر فقرہ سے وہابیت کش ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"اعنی" کہ میری اعانت کر،اسی کو"اعانت" کہتے ہیں یہ درکنار حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلق طور پر"سل" فرمانا کہ مانگ کیا مانگتا ہے؟ جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روائی فرماسکتے ہیں۔ دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں، جب ہی تو بلا تقیید وتخصیص فرمایا"مانگ کیا مانگتا ہے"۔

امام احمد رضا اپنے اس مؤقف کو مزید مضبوط کرتے ہوئے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی"شرح مشکوٰۃ" کا حوالہ دیتے ہیں:

"از اطلاق سوال کہ فرمودہ"سل" وتخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم، ہر چہ خواہد وہر کرا خواہد باذن پروردگار خود دہد۔

فان من جودك الدنيا و ضرتها
و من علومك علم اللوح والقلم

آگے چل کر ملا علی قاری کا حوالہ دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا کریں"۔

آگے ملا علی قاری نے ابن سبع کے حوالے سے مزید لکھا:

"ابن سبع وغیرہ علمائے کرام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کردی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں، جیسے چاہیں، بخش دیں"۔

امام احمد رضا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت کی وسعت کا بیان ابن حجر مکی کی عبارت سے نقل کرتے ہیں:

"بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم وارادۂ اختیار کردیے ہیں کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے"۔

امام احمد رضا مزید رقمطراز ہیں:

"اس مضمون کی تصریحیں کلماتِ آئمہ وعلماء واولیاء وعرفاء قدست اسرار ہم میں حد تواتر ہیں جو ان کے انوار سے دیدۂ ایمان منور کرنا چاہے فقیر کا رسالہ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ کا مطالعہ کرے"۔

اس کے آگے امام احمد رضا مزید رقم طراز ہیں:

"اس جلیل حدیث میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد پر کہ حضرت بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت مانگی کہ:

اسئلك مرافقتك فی الجنة

"یارسول اللہ میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا سے

مشرف ہوں“۔

وہابیہ کے طور سے یہ کھلا شرک ہے مگر اس کی کیا شکایت ابھی فقیر نے بجواب دہلی ایک نفیس رسالہ ”اکمال الطامۃ علیٰ شرک سوی بالامور العامۃ“ تالیف کیا اور بتوفیق تعالیٰ اس پر ۳۶۰/ آیتوں اور احادیث سے ثبوت دی کہ وہابیہ کے طور پر (ان کی تحقیق) حضرات انبیاء کرام، ملائکہ کرام سے لے کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خود رب العالمین تک معاذ اللہ کوئی شرک سے محفوظ نہیں“۔

(فتاویٰ رضویہ جدید، جلد:۲۲، ص:۳۱۰)

امام احمد رضا نے اپنے قصیدہ درودیہ میں اس استعانت اور حضور کی اس صفت کا اظہار عقیدۂ اہلسنت کی صورت میں یوں بتایا ہے:؎

تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم
بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود
نافع و دافع ہو تم شافی و وافی ہو تم
تم سے بس افزوں خدا تم پہ کروڑوں درود

حضور حافظ ونگہبان ہیں:

☆(حدیث:۲۸۸۱)

عن امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اللہ و رسولہ مولیٰ من لا مولیٰ لہ۔

(★الجامع للترمذی، باب ماجاء فی میراث الخال، ۳۱/۲

★السنن لابن ماجه، باب ذوی الارحام، ۱۹۶/۲

★المسند لاحمد بن حنبل، ۲۸/۱ ★مجمع الزوائد للهیثمی، ۲۰۶/۹

★جمع الجوامع للسیوطی، ۹۶۷۵ ★مشکل الآثار للطحاوی، ۷/۴

★کنز العمال للمتقی، ۱۳۸۵۷، ۵۳۶/۵

★السنن للدارقطنی، ۸۵/۴ ★تاریخ دمشق لابن عساکر، ۸/۳

★المصنف لابن ابی شیبہ، ۲۶۴/۱۱ ★الکامل لابن عدی،)

(ترجمہ) امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کا کوئی نگہبان نہ ہو اللہ ورسول ان کے نگہبان ہیں"

امام احمد رضا اس حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"یعنی حافظ وناصر اللہ ورسول ہیں کہ ارشاد کتاب اللہ ہے:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (المائدہ:۵۵)

"تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں"۔

اقولِ رَضا:

"یہاں اللہ ورسول اور نیک بندوں میں مدد کو منحصر فرمایا کہ بس یہ ہی مددگار ہیں تو ضرور مدد خاص ہے جس پر نیک بندوں کے سوا اور لوگ قادر نہیں ورنہ عام مددگاری کا علاقہ تو ہر مسلمان کے ساتھ ہے، قال تبارک وتعالیٰ:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ (التوبہ:۷۱)

”اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں یعنی ایک دوسرے کے مددگار ہیں“۔

حالانکہ دوسری جگہ یوں بھی فرماتا ہے:

مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ (الکھف:۲۶)

”اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں“

وہابی صاحبو! تمہارے طور پر معاذ اللہ کیسا کھلا شرک ہوا کہ قرآن نے خدا کی خاص صفت امداد کو رسول و صلحا کے لیے ثابت کیا جیسے قرآن ہی جا بجا فرما چکا کہ یہ اللہ کے سوا دوسرے کی صفت نہیں مگر بحمدہٖ تعالیٰ اہل سنت دونوں آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور خاص کر ذاتی و عطایہ کا بنیادی فرق سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بالذات مددگار ہے یہ صفت دوسرے کی نہیں اور رسول اللہ و اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی قدرت دینے سے لوگوں کے لیے مددگار ہیں۔ اب اتنا سمجھ لیجیے کہ مدد کاہے کے لیے ہوتی ہے؟ دفع بلا کے لیے تو جب رسول اللہ اور اللہ کے مقبول بندے بنص قرآن مسلمانوں کے مددگار ہیں تو قطعاً دافع البلا بھی ہیں اور فرق وہی ہے کہ اللہ سبحانہ بالذات دافع البلا ہے اور انبیاء و اولیاء بعطائے خدا“۔

امام احمد رضا امام بخاری کے حوالے سے تورات، زبور اور انجیل میں حضور کی صفات کا بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دارمی و طبرانی و یعقوب بن سفیان حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

کہ تورات میں حضور پر نور دافع البلا کی صفت یوں بیان کی ہے
"یاایها النبی انا ارسلنك شاهداً ومبشرا ونذیر او حرز الا مین (الیٰ قولہٖ تعالیٰ) یعفرو یغفر" (اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بے پڑھوں کے لیے پناہ معاف کرتا ہے اور مغفرت فرماتا ہے) "حرز" بھی رب العزت جل جلالہ کی صفات سے ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پناہ دینے والے ہیں اور اُمت کے حافظ ونگہبان ہیں"۔

امام احمد رضا آگے چل کر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ابن شاہ ولی اللہ دہلوی کی کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" کے حوالے سے ایک عبارت نقل کرتے ہیں:

"توریت کے سفر چہارم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا، بے شک ہاجرہ کے اولاد ہوگی اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا جس کا ہاتھ سب پر بالا ہوگا اور سب ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں، عاجزی اور گڑگڑاتے ہیں وہ کون محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الکون، مصطفیٰ العون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربان تیرے اے بلند ہاتھ والے، اے دو جہاں کے اُجالے، حمد اس کے وجہہ کریم کو جس نے ہماری عاجزی ومحتاجی کے ہاتھ کو ہر لیئم بے قدر سے بچائے اور تجھ جیسے کریم ورؤف ورحیم کے سامنے پھیلائے"۔ ؎

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا

امام احمد رضا اپنے اسلاف سیدی سہل بن عبداللہ تستری، قاضی عیاض احمد قسطلانی، شہاب الدین خفی جی اور علامہ زرقانی کے حوالے دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"جو ہر حال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا والی اور اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مِلک نہ مانے وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا"۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

حضور کو تمام خزانوں کی کنجیاں عطا ہوئیں:

☆(حدیث:۲۸۸۲)

عن ام الدرداء رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت: قلت لکعب الاحبار رضی اللہ تعالٰی عنہ ما تجدون فی التوراۃ من وصف النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ؟ قال : نجدہ محمد رسول اللہ اسمہ المتوکل، لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق واعطی المفاتیح لیبصر اللہ بہ اعینا عورا، ویسمع بہ آذانا صما، ویقیم بہ السنۃ معوجۃ حتی یشہدون لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، یعین المظلوم ویمنعہ من ان یستضعف۔

(★دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱/۳۷۷ ★تاریخ دمشق لابن عساکر، ۱/۳۴۳
★البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر، ۶/۲۹)

(ترجمہ) حضرت اُم درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کہ:

"میں نے کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تم توریت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت (تعریف) پاک میں کیا پاتے ہو؟ کہا،

حضور کا وصف توریت میں یوں ہے۔

”محمد اللہ کے رسول ہیں، ان کا نام متوکل ہے، نہ درشت خو ہیں، نہ سخت گو، نہ بازاروں میں چلانے والے وہ کنجیاں دیے گئے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ انکے ذریعے پھوٹی آنکھیں بینا اور بہرے کان شنوا ور ٹیڑھی زبانیں سیدھی کردے یہاں تک کہ لوگ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، اس کا کوئی ساتھی نہیں وہ نبی کریم ہر مظلوم کی مدد فرمائیں گے“۔

☆(حدیث:۲۸۸۴)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بینما انا نائم اذ جئی بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب نصرت بالرعب مسیرۃ شہر، ۱/۴۱۸
★الصحیح لمسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوۃ، ۱/۱۹۹
★المسند لاحمد بن حنبل، ۲/۴۵۵ ★ التفسیر للقرطبی، ۱۰/۴۹
★السنن الکبری للبیہقی، ۸/۱۷۵ ★ دلائل النبوۃ للبیہقی، ۵/۳۳۵
★التفسیر للبغوی، ۲/۱۶۰ ★ شرح السنۃ للبغوی، ۱۲/۲۵۲)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں سورہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں“۔

☆(حدیث:۲۸۸۵)

عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم قال: قال رسول للہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اعطیت ما لم

یعط احد من الانبیاء قبلی، نصرت بالرعب، و اعطیت مفاتیح الارض الحدیث۔

(★المسند لاحمد بن حنبل، ۹۸/۱ ★ السنن الکبری للبیہقی،، ۲۱۳/۱
★مجمع الزوائد للہیثمی، ۲۶۰/۱ ★التفسیر لابن کثیر، ۷۸/۲
★نصب الرایۃ للزیلعی، ۱۵۹/۱ ★ارواء الغلیل للالبانی، ۳۱۷/۱)

(ترجمہ) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا، رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں"۔

☆(حدیث:۲۸۸۶)

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: اوتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق، جاء نی بہ جبرئیل، علیہ قطیفۃ من سندس۔

(★المسند لاحمد بن حنبل، ۳۲۸/۳ ★مجمع الزوائد للہیثمی، ۲۰/۹
★میزان الاعتدال للذہبی، ۲۰۲ ★الترغیب والترہیب للمنذری، ۱۹۷/۴
★کنز العمال للمتقی، ۳۱۸۹۴۔ ۴۰۶/۱۱)

(ترجمہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں، جبرائیل لے کر آئے اس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش ونگار پڑا تھا"۔

ساری دنیا اور زمین و آسمان کی کنجیاں حضور کی مٹھی میں:

☆(حدیث:۲۸۸۸)

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قالت ام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امنۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا: لما خرج من بطنی نظرت الیہ ناذا انا بہ ساجدا، ثم رأیت سحابۃ بیضآء قد اقبلت من السماء حتی غشیتہ فغیب عن وجھی، ثم تجلت فاذا انا بہ مدرج فی ثوب صوف ابیض و تحتہ حریرۃ خضراء، و قد قبض علی ثلثۃ مفاتیح من اللؤلؤ الرطب، و اذا قائل یقول: قبض محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی مفاتیح النصر و مفاتیح الربح و مفاتیح النبوۃ، ثم اقبلت سحابۃ اخری حتی غشیتہ فغیب عنی، ثم تجلت فاذا انا بہ قد قبض علی حریرۃ خضراء مطویۃ، و اذا قائل یقول: بخ بخ، قبض محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علی الدنیا کلہا لم یبق خلق من اہلہا الا دخل فی قبضتہ، ہذا مختصر۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم)

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی تھیں جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے، میں نے دیکھا سجدہ میں پڑے ہیں، پھر ایک سفید اَبر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا

کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر جب پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک سفید اونی کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں، کہنے والا کہہ رہا تھا: (۱) نصرت کی کنجیاں (۲) نفع کی کنجیاں اور (۳) نبوت کی کنجیاں۔ سب پر آپ نے قبضہ کر لیا، پھر ایک اور اَبر نے آ کر آپ کو ڈھانپ لیا کہ میری نگاہ سے پھر چھپ گئے پھر روشن ہوا، کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا آپ کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے" واہ واہ دنیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مٹھی میں آئی، زمین و آسمان کی کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو"۔

☆(حدیث:۲۸۸۹)

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: قالت امنة الزہریة رضی اللہ تعالٰی عنہا: لما ولد جاء رضوان خازن الجنة علیہ السلام و ادخلہ فی جناحیہ فقال فی اذنہ معک مفاتیح النصر، قد البست الخواف و الرعب، لا یسمع احد بذکرک الا وجل فؤادہ و خاف قلبہ و ان لم یراک یا خلیفة اللہ!

(المولد لابی زکریا یحیٰ بن عائذ)

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ:

"حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رضوان خازن جنت نے بعد ولادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروں میں لے کر گوش اقدس میں

عرض کی،حضور کے ساتھ نصرت کی کنجیاں ہیں،رعب ودبہ کا جامہ آپ کو پہنایا گیا،جو حضور کا چہرہ چاسنے گا اس کا دل ڈر جائے گا اور جگر کانپ اُٹھے گا اگرچہ حضور کو نہ دیکھا ہو،اے اللہ کے نائب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم"۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام احمد رضا رقمطراز ہیں:

ایمان کی آنکھ میں نور ہو تو ایک اللہ کا نائب ہی کہنے میں سب کچھ آ گیا،اللہ کا نائب ایسا ہی تو چاہیے کہ جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے۔ واللہ، اللہ کا نائب ،اللہ کی طرف اللہ کے ملک میں تصرف تام کا اختیار رکھتا ہے جب تو اللہ کا نائب کہلایا۔

حضور مالک ارض ہیں:

☆(حدیث:۲۸۹۴)

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال:قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: موتان الارض للہ ورسولہ۔

(★السنن الکبری للبیہقی، ۱۴۳/۶ ★تلخیص الحبیر لابن حجر، ۶۲/۳
★ کنز العمال للمتقی، ۹۰۴۹، ۸۹۱/۳۔ ۸۹۱/۳)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ:
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا' جو زمین کسی کی ملک نہیں وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی ہے"۔

☆(حدیث:۲۸۹۶)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اعلموا ان الارض للہ ورسولہ۔

(الجامع الصحیح للبخاری، باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب، ۴۴۹/۱
★المسند لاحمد بن حنبل ۴۵۱/۲ ★ فتح الباری للعسقلانی، ۱/۳۱۷۲)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ نے ارشاد فرمایا، یقین جان لو کہ زمین کے مالک اللہ و رسول ہیں"۔

ہر شے بشمول چاند سورج رسول کے زیر فرمان ہیں:

☆(حدیث: ۲۹۰۴)

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم امر الشمس فتاخرت ساعۃ من النہار۔

(المعجم الکبیر للطبرانی)

(ترجمہ) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب (سورج) کو حکم دیا کہ چلنے سے باز رہ وہ فوراً ٹھہر گیا"۔

امام احمد رضا اس حدیث کی تفصیل بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اس حدیث حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور کے لیے پلٹا، یہاں تک کہ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا فرمالی۔

الحمد للہ! اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملک السمٰوٰت والارض میں ان کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الٰہی کو ان کے لیے حکم اطاعت وفرمانبرداری ہے، وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل واکرم خلیفۃ اللہ الاعظم

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں ،جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی غلامی بجا لاتا،جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔

چاند جھک جاتا جدھر اُنگلی اُٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
(حدائق بخشش)

☆(حدیث:۲۹۰۵)

عن عباس بن عبد المطلب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قلت: یارسول اللّٰہ ! دعانی الی الدخول فی دینک امارۃ لنبوتک، رایتک فی المہد تناجی القمر و تشیر الیہ باصبعک، فحیث اشرت الیہ مال، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم انی کنت احدثہ و یحدثنی و یلہینی عن البکاء و اسمع وجبتہ حین یسجد تحت العرش۔

(کنزالعمال للمتقی، ۳۱۸۲۸، ۱۱/۳۸۳)

(ترجمہ)

حضرت سیدنا عباس بن المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عم مکرم سیدنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: یا رسول اللہ ! مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزہ کا دیکھنا ہوا، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے ،جس طرف انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا،سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور

مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے (غالباً غروب کی کیفیت) کا دھما کہ سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدہ میں گرتا"۔

امام احمد رضا اس معجزہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چاند پر حکومت کے حوالے سے قمطراز ہیں:

امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں' یہ حدیث معجزات میں حسن ہے۔ جب دودھ پیتے بچے کی یہ حکومت قائرہ ہے تو اب کہ خلافتہ اللہ الکبریٰ کا ظہور عین شباب پر ہے۔ آفتاب کی کہاں مجال کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے۔ آفتاب ومہتاب درکنار، واللہ العظیم! ملائکہ مدبرات الامر کہ تمام نظم ونسق عالم جن کے ہاتھوں پر ہے محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائرے سے حکم سے باہر نہیں نکل سکتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف رسول بھیجا گیا ہوں"

جب کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

(الفرقان:۱)

"بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر کہ تمام عالم کو ڈر سنانے والا"۔

اہل عالم میں جمیع ملائکہ بھی داخل ہیں۔

امام احمد رضا آگے چل کر امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی کی کتاب مواہب لدینہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

هو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خزانة السر و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الا منه ولا ینقل خیر الا منه صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خزانہء رازِ الٰہی وجائے نفاذ امر ہیں ، کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سرکار سے ۔

الا بابی من کان ملکاً و سیداً
و آدم بین الما والطین واقف
اذا رام امرا ل ایکون خلافة
ولیس لذلک الامر فی الکون صارف

خبردار! میرے ماں باپ قربان ان پر جو بادشاہ وسردار ہیں اس وقت سے کہ آدم علیہ السلام ابھی آب وگل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا، تمام جہاں میں کوئی انکا پھیرنے والا نہیں۔

اقولِ رضا:

اور ہاں کیونکر کوئی ان کا حکم پھیر سکے کہ حکم الٰہی کسی کے پھیرے سے نہیں پھرتا، یہ جو کچھ چاہتے ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہ چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے ۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

محمد برائے جناب الٰہی
جناب الٰہی برائے محمد
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ نے مجھے سب کچھ عطا کر دیا:

☆(حدیث:۲۹۰۸)

عن حذیفة بن الیمان رضی اللہ عنه قال: غاب عنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم یوما فلم یخرج، حتی ظننا انه لم یخرج، فلما خرج سجد سجدة فظننا ان نفسه قد قبضت منها، فلما رفع رأسه قال: ان ربی تبارک و تعالیٰ استشارنی فی امتی ماذا افعل بهم؟ فقلت: ما شئت ای رب، هم خلقک و عبادک، فاستشارنی الثانیه، فقلت له کذلک فقال: لا احزنک فی امتک یا محمد، و بشرنی ان اول من یدخل الجنة من امتی سبعون الفامع کل الف سبعون الفا، لیس علیهم حساب، ثم ارسل الی فقال: ادع تجب وسل تعط، فقلت لرسوله: او معطی ربی سؤلی؟ فقال: ما ارسلنی الیک الا لیعطیک، ولقد اعطانی ربی عزوجل ولا فخر، وغفر لی ماتقدم من ذنبی وما تاخر، واانا امشی حیا صحیحا، و اعطانی ان لا تجوع امتی ولا تغلب واعطانی الکوثر فهو نهر من الجنه یسیل فی حوضی، و اعطانی العز و النصر و الرعب

یسعی بین یدی امتی شہرا، واعطانی انی اول الانبیاء ادخل الجنۃ ، وطیب لی ولا متی الغنیمۃ، واحل لنا کثیرا مما شدد علی من قبلنا ،ولم یجعل علینا من حرج۔

(⭑المسند لاحمد بن حنبل، ۵۴۴/۲ ⭑ مجمع الزوائد للھیثمی، ۶۸/۱۰
⭑التفسیر لابن کثیر، ۲۳۰/۳ ⭑ اتحاف السادۃ للزبیدی، ۱۷۶/۹
⭑کنز العمال للمتقی، ۳۲۱۰۹، ۴۴۸/۱۱
⭑الخصائص الکبری للسیوطی، ۲۱۰/۲)

(ترجمہ) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہماری نظروں سے اوجھل رہے اور اپنے حجرۂ مقدس سے باہر تشریف نہ لائے۔ ہم یہ سمجھے کہ آج حضور تشریف نہ لائیں گے،لیکن جب ہمارے سامنے تشریف لائے تو ایک طویل سجدہ کیا،ہم سمجھے کہ حضور شاید وصال فرما گئے، اس کے بعد حضور نے اپنا سر اقدس سجدہ سے اُٹھایا اور فرمایا' میرے رب نے میری اُمت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں! میں نے عرض کیا کہ اے میرے رب' جو تو چاہے کہ وہ تیری مخلوق ہے اور تیرے بندے ہیں۔اس نے دوبارہ مجھ سے پوچھا تو میں نے اب بھی وہی عرض کیا۔اس نے پھر تیسری بار مجھ سے مشورہ لیا، میں نے پھر وہی عرض کیا۔تو رب عزوجل نے فرمایا: اے محمد! بے شک میں ہرگز تیری اُمت کے معاملے میں رسوا نہ کروں گا ۔چنانچہ مجھے بشارت دی کہ

میرے ستر ہزار اُمتی سب سے پہلے میرے ساتھ بہشت میں داخل ہوں گے، ان میں ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے (5600000) یعنی چھپن لاکھ سے حساب نہ لیا جائے گا۔ پھر میرے پاس ایک پیامبر آیا اور اس نے کہا کہ آپ دعا کیجیے کہ دعا قبول کی جائے گی اور مانگیے کہ آپ کو دیا جائے گا۔ میں نے قاصد (فرشتے) سے کہا کہ کیا میرا رب میرا سوال (حاجت) پوری کردے گا! اس نے کہا مجھے اسی لیے بھیجا ہے کہ آپ کو بتاؤں کہا آپ جو چاہیں وہ آپ کو عطا فرمائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سب کچھ عطا فرمادیا اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ میری برکت سے اگلوں اور پچھلوں کی لغزشیں معاف ہوئیں (لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ / تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے)۔ میں آخر عمر تک صحت مند اور تندرست رہوں گا، میری اُمت کبھی منتقل قحط میں نہ ہوں گی اور نہ مغلوب، مجھے کوثر عطا ہوا کہ جنت میں ایک نہر ہے جو میرے حوض میں آکر گرتی ہے، مجھے عزت نصرت اور ایسا رعب و دبدبہ ملا کہ دشمن میری اُمت سے ایک ماہ کی دوری پر ہی خوفزدہ رہیگا نیز مجھے یہ شرف بھی ملا کہ میں تمام انبیاء سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ میرے اور میری اُمت کے لیے مال غنیمت حلال ہوا، ہمارے لیے بہت سی وہ چیزیں حلال کردی گئیں جو ہم سے پہلے لوگوں کے لیے دشوار تھیں مگر ہم پر کوئی حرج اور تنگی نہ رکھی گئی"۔

لوأالحمد کے نیچے سب موجود ہوں:

☆(حدیث:۲۹۰۹)

عن عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: انی لسید الناس یوم القیامة، لا فخر و ریاء، وما من الناس من احد الا وہو تحت لوائی یوم القیامة، ینتظر الفرج وانا بیدی لواء الحمد فأمشی ویمشی الناس معی حتی آتی باب الجنة فأستفتح فیقال: من ہذا؟ فاقول: محمد، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، فیقال: مرحبا بمحمد! فاذا رأیت ربی عزوجل خررت لہ ساجداً شکرا لہ، فیقال: ارفع رأسک، وقل تطاع، واشفع تشفع، فیخرج من النار من قد احترق برحمة اللہ وشفاعتی۔

(کنزالعمال للمتقی، ۳۲۰۳۸، ۱۱/۴۳۴)

(ترجمہ) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بے شک بالیقین میں روز قیامت تمام جہاں کا سید و سردار ہوں، اس میں کوئی فخر یا رِیا نہیں، میرے ہاتھ میں لوأالحمد ہوگا کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو لِوأالحمد کے نیچے نہ ہو، کشائش کرتا ہوا میں چلوں گا اور لوگ مرے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ جنت کے دروازے پر پہنچ کر دروازہ کھلواؤں گا، سوال ہوگا کون؟ فرماؤں گا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہا جائے گا مرحبا

یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پھر جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا اس کے لیے سجدہ شکر میں گر جاؤنگا، اس پر کہا جائیگا کہ سر اُٹھاؤ جو کہنا ہو کہو تمہاری سنی جائیگی اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائیگی، پس جو لوگ دوزخ کی آگ میں جل چکے ہوں گے وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکالے جائیں گے"۔

امام احمد رضا تمام بد مذہبوں کو اور جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دو جہاں کی سلطنت سے بغض رکھتے ہیں ان کو للکارتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"مسلمانو! ذرا دیکھنا کوئی وہابی ناپاک اِدھر اُدھر ہو تو اس کو باہر کر دو اور کوئی جھوٹا متصوف نصاریٰ کی طرح غلو و افراط والا دبا چھپا ہو تو اسے بھی دور کر دو اور تم "عبدہٗ و رسولہٗ" کے سچے معیار پر کانٹے کی تول مستقیم ہو کر یہ احادیث سنو۔ نیز یہ ہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ رب العزت روز قیامت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجمع اولین و آخرین میں فرمائے گا کلھم یطلبون رضا وانا اطلب رضاک یا محمد "یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں"۔

آگے چل کر مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے ان کے ایمان کو مزید مضبوط فرماتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں:

"اے مسلمان! اے سنی بھائی! اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ارفع کے فدائی آفتاب و مہتاب پر ان کا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر حکم جاری ہونا کیا بات ہے کہ آفتاب طلوع نہیں ہوتا جب تک ان کے نائب، ان کے

وارث ان کے فرزند دلبند غوث الثقلین، غیث الکونین، حضور پرنور سیدنا مولانا امام ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ پر سلام عرض نہ کرے"۔

سلطنت کے والی نے نابینا کی دُہائی پر اسے بینا کر دیا:

☆ (حدیث: ۲۹۱۰)

عن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: ان رجلا ضریرا اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال: یا نبی اللہ! ادع اللہ ان یعافینی؟ فقال: ان شئت اخرت ذلک فھو افضل لآخرتک، وان شئت دعوت لک؟ قال: لا، بل ادع اللہ لی، فأمرہ ان یتوضأ و ان یصلی رکعتین و ان یدعو بھذا الدعاء، اللّٰھم انی اسألک واتوجہ الیک بنبیک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و نبی الرحمۃ، یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ہذہ فتقضی و تشفعی فیہ و تشفعہ فیّ، قال: فکان یقول ہذا مرارا، ثم قال بعد احسب ان فیھا ان تشفعنی فیہ قال: ففعل الرجل فبرأ۔

(★الجامع للترمذی، کتاب الدعوات، ۲/۱۹۷
★السنن لابن ماجہ، باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ، ۱/۹۹
★المسند لاحمد بن حنبل، ۴/۱۳۸ ★ المستدرک للحاکم ۱/۳۱۳
★تاریخ دمشق لابن عساکر، ۲/۹۸ ★ جمع الجوامع للسیوطی، ۹۸۵۲
★ کنز العمال للمتقی، ۳۶۴۰، ۲/۱۸۱ ★الاذکار للنووی، ۱۶۷
★الترغیب والترہیب للمنذری، ۱/۴۷۳ ★ مجمع الزوائد للہیثمی، ۲/۲۷۹)

(ترجمہ)

"حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ ایک نا بینا صحابی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا' اے اللہ کے رسول! آپ اللہ تعالیٰ سے میری بینائی کی دعا کریں۔ فرمایا' اگر تم چاہو تو یہ دعا نہ کراؤ کہ تمہاری آخرت کے لیے بہتر ہو۔ (یہاں حضور اشارہ دے رہیں کہ دنیا میں بینائی سے زیادہ اگرچہ کوئی اور نعمت بڑی نہیں مگر اس حاجت کی اگر آخرت کے لیے چھوڑ دو تو اللہ اس کے بدلے وہاں اس سے بھی بڑی نعمت عطا کرے گا جو ہمارے تصور میں نہیں آسکتی ،بس دنیا میں صبر کرنا ہوگا اور اس کا بہترین بدلہ روز محشر اللہ عطا کرے گا) اور چاہو تو دعا کر دوں؟ اس نے عرض کیا' حضور میرے حق میں بینائی کی دعا فرمادیں۔ حضور نے اس کو تازہ وضو کرنے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ دو رکعت نماز نفل حاجت پڑھ کر یہ دعا کرنا:

اللّٰھم انی اسألك واتوجه الیك بنبیك محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) و نبی الرحمة، یا محمد انی اتوجه بك الی ربی فی حاجتی ھذہ فتقضی وتشفعی فیه وتشفعه فیّ

(الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی کے وسیلوں سے جو مہربان نبی اور رسول ہیں۔ یا رسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اپنی حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روائی ہو، الٰہی انھیں میرا شفیع کر، ان کی سفارش شفاعت میرے

لیےتو قبول فرما)

صحابی رسول اس دعا کی تکرار کرتے رہے اور آخری عرض کیا مجھے کامل اُمید ہے کہ اللہ میرے حق میں حضور کی سفارش ضرور قبول کرے گا۔اس شخص نے اس بتائی ہوئی دعا کی بدولت شفا پائی اور بینائی کے ساتھ واپس ہوئے“۔

امام احمد رضا اس حدیث کی روشنی میں اپنے دو قول نقل کرتے ہیں۔

اقولِ رضا(۱): سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے زمانہء اقدس میں نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں دعا عرض کرنا، ہمارا نام لے کر ندا کرنا، ہم سے استمداد و التجا کرنا۔

اقولِ رضا(۲): سیدنا عثمان بن حنیف نے وہابیت کی عقل پر قیامت برپا کردی کہ زمانہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں یہ دعا ایک نابینا حاجت مند کو دی اور اس نے بھی بعد وصال اس دعا کو ندا کے ساتھ پڑھا اور شفاء حاصل کی۔اب ملاحظہ کیجیے اگلی حدیث۔

☆(حدیث:۲۹۱۱)

عن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: کان یختلف رجل الٰی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حاجۃ لہ، فکان عثمان لا یلتفت الیہ ولا ینظر حاجتہ، فلقی ابن حنیف فشکی ذلک الیہ، فقال: لہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ، ایت المیضأۃ فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل: اللّٰہم! انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبینا محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نبی الرحمۃ ، یا محمد ، !انی اتوجہ بک الٰی

ربی فتقضی لی حاجتی ، وتذکر حاجتک ورح حتی اروح
معک، فانطلق الرجل فصنع ما قال له، ثم اتی باب عثمان بن
عفان رضی اللہ تعالٰی عنہ،فجاء البواب حتی اخذ
(٭المعجم الکبیر للطبرانی، ۳۰/۹٭المعجم الصغیر للطبرانی، ۱۸۳/۱)

(ترجمہ) حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:
”ایک شخص امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کی بارگاہ میں
اپنی کسی حاجت کے لیے حاضر ہوا کرتے ، امیر المؤمنین ان کی طرف
التفات نہ فرماتے ، نہ ان کی حاجت پر غور کرتے ۔ایک دن عثمان بن
حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ملے ، ان سے شکایت کی عثمان بن حنیف
نے فرمایا ’وضو کی جگہ جا کر وضو کرو پھر مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو،
پھر یوں دعا کرو ، الٰہی ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف
ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نبیِّ رحمت کے ذریعہ سے متوجہ ہوتا ہوں ، اور
یا رسول اللہ ! میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں
کہ میری حاجت روا فرمائیں ، اور اپنی حاجت کا ذکر کرو ، شام کو پھر
میرے پاس آنا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں ، صاحبِ حاجت نے جا
کر ایسا ہی کیا ، پھر امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر حاضر ہوئے ،
دربان آیا ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا ، امیر المؤمنین نے
اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا اور فرمایا ’ کیسے آئے ؟ انہوں نے اپنی حاجت
عرض کی ۔امیر المؤمنین نے فوراً روا فرمائی ، پھر ارشاد کیا ’ اتنے دنوں میں

تم نے اس وقت ہم سے اپنی حاجت کہی ، اور فرمایا' جب تمہیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آنا۔اب یہ صاحب امیر المؤمنین کے پاس سے نکل کر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے ان سے کہا' اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر دے ، امیر المؤمنین نہ میری حاجت میں غور فرماتے تھے نہ میری طرف التفات لاتے یہاں تک کہ آپ نے میری سفارش ان سے کی ۔عثمان بن حنیف نے فرمایا' خدا کی قسم ! میں نے تو تمہارے بارے میں امیر المؤمنین سے کچھ بھی نہ کہا، مگر ہے یہ کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کی شکایت کی ۔حضور نے فرمایا' موضع وضو پر جا کر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ اور پھر یہ دعائیں کر۔عثمان بن حنیف فرماتے ہیں' خدا کی قسم ! ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں کر ہی رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس انکھیارے ہو کر آئے گویا کبھی ان کی آنکھوں میں کچھ نقصان نہ تھا"۔

مالکِ سلطنت کا بارش برسوانا:

☆(حدیث:۲۹۱۵)

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ قال : جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ لقد اتینا ک و مالنا بعیر یئط و لا صبی یصیح، و انشدہ۔

اتیناک و العذراء یدمی لبانہا

و قد شغلت ام الصبی عن الطفل
والقی بکفیه الصبی استکانة
من الجوع ضعفا ما یمر و لا یخلی
و لا شئ مما یاکل الناس عندنا
سوی الحنظل العامی و العلهز الفسل
و لیس لنا الا الیک فرارنا
و این فرار الناس الا الی الرسل

فقام رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یجر رداءہ حتی صعد المنبر ثم رفع یدیہ الی السماء، فقال: اللّٰہم اسقنا غیثا مغیثا مریئاً مریعا غدقا، طبقا عاجلا غیر رائث، نافعا غیر ضار تملأ به الضرع وتنبت به الزرع تحیی به الارض بعد موتها و کذلک تخرجون، فواللہ ما رد یدیہ الی نحرہ حتی القت السماء بابراقها، وجاء اہل البطانة یعنجون یا رسول اللہ! الغرق الغرق فرفع یدیہ الی السماء ثم قال: اللّٰہم حوالینا و لا علینا، فانجاب السحاب عن المدینة حتی احدق بها کا لا کلیل، فضحک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال: للہ در ابی طالب لو کان حیا قرتا عیناہ من ینشدنا قوله؟ فقام علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنه فقال یا رسول اللہ کانک اردت:

و ابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتامی عصمة للأرامل
یلوذبه الہلال من آل ہاشم
فہم عنده فی نعمة و فواضل
کذبتم و بیت اللہ یبزی محمدا
و لما نقاتل دونه و نناضل
و نسلمه حتی نصرع حوله
ونذہل عن ابنائنا و الحلائل

قال: اجل ذلک اردت۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱۴۱/۶)

(ترجمہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"ایک اعرابی (دیہاتی) نے خدمت اقدس میں عرض کی، ہم درِدولت پر شدت قحط سالی کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں ان کی چھاتی سے خون بہ رہا ہے، مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں۔ جوانِ قوی کو اگر کوئی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعف کے باعث زمین پر ایسا گرتا ہے کہ منہ سے کوئی بات بھی نہیں نکلتی۔ ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور خود مخلوق کو جائے پناہ ہی کہاں مگر رسول کی بارگاہ میں۔

یہ فریاد سن کر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فوراً بہ نہایت عجلت منبر اطہر پر جلوہ

فرما ہوئے اور دونوں دست مبارک بلند فرمائے اور رب عزوجل سے پانی مانگا ابھی وہ پاک مبارک جھک کر نیچے نہ آئے تھے کہ آسمان اپنی بجلیوں کے ساتھ اُمڈ آیا اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے آئے کہ یارسول اللہ! ہم ڈوبے جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا' بادل ہمارے گرد برسیں ہم پر نہ برسیں فوراً، اَبر مدینہ پر کھل گیا آس پاس کا علاقہ بادلوں سے گھرا تھا اور مدینہ طیبہ سے کُھلا تھا۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندہ دنداں نما کیا اور فرمایا' اللہ کے لیے خوبی ابو طالب کی، اس وقت وہ زندہ ہوتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں، کون ہے جو ہمیں ان کے اشعار سنائے؟ مولیٰ کریم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ آپ وہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابو طالب نے آپ کی شان اقدس میں پڑھے تھے (پھر انہوں نے وہ اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یوں ہے)

"کہ وہ گورے رنگ والے کہ ان کے منہ کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے، یتیموں کی جائے پناہ، بیواؤں کے نگہبان، بنو ہاشم کے غیور لوگ تباہی پریشانی کے وقت ان کی پناہ میں آتے ہیں۔ ان کے پاس ان کی نعمتیں و فضل میں بسر کرتے ہیں"۔

(اس پر) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' ہاں علی یہ ہی اشعار ہمیں ابھی مقصود تھے"۔

امام احمد رضا اس حدیث کی تصریح فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

یہ حدیث نفیس بحمد اللہ تعالیٰ اول تا آخر شفائے مؤمنین وشقائے منافقین

ہے اور حضور کے پسند فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ خاص کہ ہمیں مقصود ہیں کہ جائے پناہ نہیں سوا بارگاہِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کے۔ وہ گورے رنگ والا پیارا، جس کے چاند سے چہرہ کے صدقے میں مینہ برستا ہے، وہ یتیموں کا محافظ، بیواؤں کا نگہبان، وہ ملجا وماویٰ کہ بڑے تباہی کے وقت اسی کی پناہ میں آکر اس کی نعمت اس کے فضل سے چین پاتے ہیں۔

جنت ودوزخ کی کنجیاں حضور کے دست اقدس میں:

☆(حدیث:۲۹۱۶)

عن عبد اللہ بن عبد ربہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ینصب لی یوم القیامۃ منبر علی الصراط (وذکر الحدیث الی ان قال) ثم یأتی ملک فیقف علی اول مرقاۃ من منبری فینادی معاشر المسلمین! من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا ملک خازن النار، ان اللہ امرنی ان ادفع مفاتیح جہنم الٰی محمد، و ان محمدا امرنی ان ادفع الٰی ابی بکر، ہاہ اشہدوا، ہاہ اشہدوا، ثم یقف ملک آخر ثانی مرقاۃ منبری فینادی معاشر المسلمین! من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنان، ان اللہ امر نی ان ادفع مفاتیح الجنۃ الٰی محمد، و ان محمدا امرنی ان ادفعہا الی ابی بکر، ہاہ اشہدوا، ہاہ اشہدوا۔

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن عبد ربہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ

حضور پرنور صلوات اللہ وتسلیمات علیہ فرماتے ہیں:

”روز قیامت صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائے گا، پھر ایک فرشتہ آکر اس کے پہلے زینے پر کھڑا ہوگا اور ندا کرے گا اے گروہ مسلماناں! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغہ دوزخ ہوں، اللہ تعالٰی نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دوں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر صدیق کے سپرد کردوں، ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ، ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ۔ پھر ایک اور فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑے ہوکر پکارے گا، اے گروہ مسلماناں! جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ جانا تو میں رضوان داروغۂ جنت ہوں، مجھے اللہ تعالٰی نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دوں، اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ ابوبکر کے سپرد کردوں، ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ، ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ“۔

حضور کی دعا سے قحط جاتا رہا:

☆(حدیث:۲۹۲۲)

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: ان رجلا دخل یوم الجمعة من باب کان وجاہ المنبر و رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قائم یخطب فاستقبل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قائما فقال: یا رسول اللہ! ہلکت الاموال وانقطعت السبل، فادع اللہ ان یغیثنا، قال: فرفع رسول اللہ صلی اللہ

تعالٰی علیہ وسلم یدیہ فقال: اللّٰہم! اسقنا، اللّٰہم! اسقنا، اللّٰہم
! اسقنا، قال انس: فلا و اللہ! ما نری فی السماء من سحاب ولا
قزعة ولا شیئا ولا بیننا و بین سلع من بیت ولا دار، قال:
فطلعت من ورائہ سحابة مثل الترس، فلما توسطت السماء
انتشرت ثم امطرت، قال: فو اللہ! ما رأینا الشمس سبتا، ثم
دخل رجل من ذلک الباب فی الجمعة المقبلة و رسول اللہ
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قائم یخطب فاستقبلہ قائما فقال:
یارسول اللہ! ہلکت الاموال وانقطعت السبل، فادع اللہ ان
یمسکہا، قال: فرفع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یدیہ
ثم قال: اللّٰہم! حوالینا ولا علینا، اللّٰہم! علی الآکام والجبال
والظراب والاودیة و منابت الشجر، قال: فانقطعت، وخرجنا
نمشی فی الشمس، قال: شریک، فسألت انساً اہو الرجل الاول؟
قال: لا ادری۔

(الجامع الصحیح للبخاری، باب الاستقاء فی المسجد الجامع، ۱/۱۳۷)

(ترجمہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

"ایک صاحب جمعہ کے دن مسجد نبوی میں اس دروازہ سے داخل ہوئے
جو منبر نبوی کے ٹھیک سامنے تھا، حضور نبی کریم ﷺ اس وقت منبر پر
تشریف فرما ہو کر خطبہ دے رہے تھے، حضور کے بالکل سامنے پہنچ کر
عرض کیا: یا رسول اللہ! مال برباد ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے کہ

جانوروں کے لیے چارہ اور پانی نہیں، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ بارش ہو جائے، حضور نے اپنے مبارک ہاتھ دعا کے لیے اُٹھا دیئے اور دعا کی ، الٰہی ! ہمیں سیراب فرما، الٰہی ! ہمیں سیراب فرما، الٰہی! ہمیں سیراب فرما، حضرت انس کہتے ہیں کہ: خدا کی قسم! اس وقت ہم نے نہ تو کہیں بادل دیکھا تھا اور نہ بادل کا ٹکڑا، نہ ہمارے درمیان اور نہ پہاڑی آبادی میں کسی مقام پر پھر اچانک پہاڑ کے کنارے سے ایک ڈھال کے برابر بادل کا ٹکڑا اُٹھا اور آسمان کے بیچ آ کر پھیل گیا پھر بارش شروع ہوئی اور قسم بخدا ہم نے ایک ہفتہ تک سورج نہیں دیکھا، دوسرے جمعہ کو اسی دروازہ سے پھر ایک شخص آیا، اس وقت بھی حضور خطبہ دے رہے تھے، حضور کی خدمت میں پہنچ کر عرض کی: یا رسول اللہ! مال ہلاک ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے پانی کی کثرت وسیلاب سے، اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ بارش تھم جائے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی : الٰہی ! ہمارے اِرد گرد پہاڑوں اور ٹیلوں چراگاہوں ، ندیوں نالوں اور جنگلوں پر بارش فرما۔ راوی فرماتے ہیں: اس کے بعد فوراً بارش رُک گئی اور ہم مسجد سے نکلے تو خوب دھوپ تھی حضرت شریک نے حضرت انس سے پوچھا دوسرے جمعہ کو آنیوالے ہی پہلے شخص تھے، فرمایا: اسکا مجھے علم نہیں۔

مالکِ سلطنت، مؤمنین کی دنیا و آخرت میں مالک ہیں:

☆(حدیث: ۲۹۲۴)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول للہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ما من مومن الا و انا اولی بہ فی الدنیا والآخرۃ، فاقرأو ان شئتم، النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، ★تفسیر السورۃ، ٢/ ٧٠٥

★ الصحیح لمسلم، کتاب الفرائض، ٢/ ٣٦★المسند لاحمد بن حنبل، ٢/ ٣٣٤)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' میں ہر مؤمن سے دنیا وآخرت میں اسکا زیادہ مالک ہوں۔

چا ہو تو آیت کریمہ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم سے استدلال کرلو کہ نبی مؤمنوں کے ان کی جان سے زیادہ مالک ہیں"۔

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالک کل کہلاتے ہی ہیں
انا اعطینك الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

(الاستمداد)

☆(حدیث:٢٩٢٦)

عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: لما خلق اللہ العرش کتب علیہ بقلم

نور، طول القلم ما بین المشرق والمغرب، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ بہ آخذ واعطی، وامتہ افضل الامم، افضلہا ابوبکر الصدیق۔

(★کنز العمال للمتقی، ۳۲۵۸۱، ۱۱/۵۴۹★اتحاف السنیۃ، ۲۵۴)

(ترجمہ) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا' جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا لکھا، اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں (یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) میں (یعنی اللہ) انھیں (یعنی محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کے واسطے سے لونگا اور انھیں کے واسطے سے دونگا، ان کی اُمت سب اُمتوں سے افضل ہے اور ان کی اُمت میں سب سے افضل صدیق ہیں"۔

امام احمد رضا اس حدیث کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

اللہ عزوجل کی بارگاہ کا تمام لینا دینا، اخذ وعطا سب محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہاتھوں ان کے واسطے، ان کے وسیلے سے ہے۔ اسی کو" خلافتِ عظمیٰ" کہتے ہیں۔ بحمد اللہ! ان احادیث نے تو روشن ومستنیر کردیا کہ جو نعمت ملی، جو بلا ٹلی، سب مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے باعث حاصل وزائل ہوئی، بارگاہ الٰہی کا لینا دینا سارا کارخانہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ہاتھوں پر ہے۔

لا واللہ ثم باللہ! ایک دفع بلا وحصول وعطا کیا تمام جہاں اور اس کا قیام سب انھیں کے دم قدم سے ہے، عالم جس طرح ابتدائے آفرینش میں ان کا محتاج تھا

کہ لولاک ما خلقت الدنیا یوں ہی بقا میں بھی آج ان کا محتاج ہے۔آج اگر ان کا قدم درمیان میں سے نکال دیں تو ابھی ابھی فنائے مطلق ہو جائے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا،وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

امام احمد رضا اپنی ایک نعت میں حضور کی اس شان کا یوں ذکر کرتے ہیں:۔

شافع نافع رافع دافع
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں
شافع امت نافع خلقت
رافع رتبہ بڑھاتے یہ ہیں
قادر کل کے نائب اکبر
کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں

(الاستمداد)

اللہ ورسول کی طرف توبہ کرنا:

☆(حدیث:۲۹۳۱)

عن ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت: اشتریت نمرقۃ فیہا تصاویر،فلما رأہا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قام علی الباب فلم یدخل ،فعر فت فی وجہہ الکراہیۃ وقلت: یا رسول اللہ! اتوب الی اللہ والی رسولہ ماذا اذا نبت؟ قال: مابال ہذہ النمرقۃ ؟ قلت: اشتریتہا لتقعد علیہا و

توسدہا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان اصحاب ہذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ و یقال لہم: احیوا ماخلقتم، وقال: ان البیت الذی فیہ الصور لا تدخلہ الملائکۃ۔

(★ الجامع الصحیح للبخاری، باب لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ صورۃ، ۲/۸۸۱
★ الصحیح لمسلم، کتاب اللباس، ۲/۲۰۱
★ المسند لاحمد بن حنبل، ۶/۲۴۶ ★ السنن الکبری للبیہقی، /۲۶۷
★ الترغیب والترہیب للمنذری ۴/۴۲ ★ مشکوٰۃ المصابیح للتبریزی، ۴۴۹۲
★ شرح معانی الآثار للطحاوی، ۲/۷۱ ★ آداب الزفاف للالبانی، ۷۷
★ المسند لابی عوانۃ، ۲/۷۱ ★ فتح الباری للعسقلانی، ۴۲۵۴
★ المسند للربیع بن حبیب، ★ تجرید التمہید لابن عبدالبر، ۲۱۱)

(ترجمہ)

"ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک تصویر دار قالین خریدا، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر سے تشریف لائے اور دروازہ پر رونق افروز رہے، اندر قدم نہ رکھا، میں نے چہرۂ اقدس میں ناراضی کا اثر پایا (اللہ تعالیٰ انہیں ناراض نہ کرے دونوں جہان میں) عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔ فرمایا: یہ قالین کس لیے خریدا ہے؟ میں نے عرض کیا: تاکہ حضور اس پر تشریف فرما ہوں، فرمایا: ان تصاویر کے بنانے والوں کو روز قیامت عذاب دیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا: جن کی تصویریں تم نے بنائی ہیں ان میں جان ڈالو، نیز

فرمایا: جس گھر میں تصویریں ہوں ان میں ملائکۂ رحمت نہیں جاتے"۔

☆(حدیث: ۲۹۳۲)

عن ثوبان رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ مولی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم قال:اجتمع اربعون رجلا من الصحابة ینظرون فی القدر والجبر فیہم ابو بکر و عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما ، فنزل الروح الامین جبرئیل علیہ الصلوۃ والسلام فقال :یا محمد ! اخرج علی امتک فقد احدثوا ، فخرج علیہم فی ساعة ،لم یکن یخرج علیہم فیہا ،فانکروا ذلک منه وخرج علیہم ملتمعا لونه متوردة وجنتاه کأنما تفقأبحب الرمان الحامض ، فنہضوا لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم حاسرین اذرعہم ترعداکفہم واذرعہم، فقالوا تبنا الی اللّٰہ ورسولہ۔

(الجامع للترمذی، ابواب القدر ۲/۳۵ا المعجم الکبیر للطبرانی، ۲/۹۵)

(ترجمہ) حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام سے روایت ہے کہ:

"چالیس صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین باہم بیٹھے مسئلہ جبر وقدر میں بحث کرنے لگے، ان میں صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ روح امین جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر عرض کی: یا رسول اللہ! حضور اپنی اُمت کے پاس تشریف لے جائیں کہ انہوں نے نئی راہ نکالی ہے، حضور

پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے کہ وہ وقت حضور کی تشریف آوری کا نہ تھا، صحابہ سمجھے کوئی نئی بات ہے، حضور پرنور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ ان پر اس حالت میں برآمد ہوئے کہ رنگ چہرۂ اقدس کا شدت جلال سے دہک رہا تھا، دونوں رخسارۂ مبارک گلاب کی طرح سرخ تھے گویا انار ترش کے دانے پھوٹ نکلے ہیں۔ صحابہ کرام یہ دیکھتے ہی حضور کی طرف عاجزی کے ساتھ کلائیاں کھولے ہاتھ تھرتھراتے کانپتے کھڑے ہوئے اور عرض کی: ہم اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں، جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اقولِ رضا:

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں' ان احادیث سے ثابت کہ صدیقہ وصدیق وفاروق وغیرہم اکتالیس صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے توبہ کرنے میں اللہ قابل التوب جل جلالہ کے نام پاک کے ساتھ اس کے نائب اکبر نبی التوبۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک بھی ملایا، اور حضور پرنور نے قبول فرمایا، حالانکہ توبہ بھی اصل حق جل جلالہ کا ہے۔

مالک سلطنت جس کو جو چاہیں بخش دیں:

☆ (حدیث: ۲۹۴۱)

عن زینب بنت ابی رافع رضی اللہ تعالٰی عنہما قالت: رأیت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا اتت بابنیہا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی مرضہ الذی توفی فیہ فقالت:

یا رسول اللہ! ہذان ابناک فورثہما فقال: اما حسن فان لہ ہیبتی وسؤدی، واما حسین فان لہ جرأتی وجودی۔

(ترجمہ) حضرت زینب بنت ابی رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کہ:

”میں نے دیکھا کہ حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے دونوں شہزادوں (حسن وحسین) کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ! یہ دونوں آپ کے نورِ نظر ہیں اپنی میراث سے کچھ عطا فرمایئے۔ ارشاد فرمایا' حسن کے لیے تو میری ہیبت وسرداری ہے اور حسین کے لیے میری جرأت اور میرا کرم“۔

☆(حدیث:۲۹۴۲)

عن ابی رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: ان فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا اتت بابنیہا فقالت: یا رسول اللہ! انحلہما، قال: نعم، اما الحسن فقد نحلتہ حلمی وہیتبی، واما الحسین فقد نحلتہ نجدتی وجودی۔

(کنزالعمال للمتقی، ۳۴۲۷۳، ۱۲/۱۱۷)

(ترجمہ) حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! ان دونوں کو کچھ عطا فرمایئے، قاسم خزائنِ الٰہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی

شجاعت اور اپنا کرم بخشا‘‘۔

☆(حدیث:۲۹۴۳)

عن ام ایمن رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت: جاءت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالٰی عنہا بالحسن والحسین رضی اللہ تعالٰی عنہما الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقالت: یا نبی اللہ! انحلہما، فقال: نحلت ہذا الکبیر المہابۃ والحلم، ونحلت ہذا الصغیر المحبۃ والرضی۔

(کنزالعمال للمتقی، ۳۷۷۱۰، ۱۳/۶۷۰)

(ترجمہ) حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کہ:

’’حضرت خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا دونوں شہزادوں کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا نبی اللہ! کچھ عطا ہو۔ فرمایا' میں نے اس بڑے حسن کو ہیبت وبردباری عطا کی اور اس چھوٹے حسین کو محبت ورضا کی نعمت دی‘‘۔

اقولِ رضا:

امام احمد رضا اس عطائے مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اقول وباللہ التوفیق! حلم، ہیبت، جود وشجاعت اور رضا ومحبت کچھ اشیا محسوسہ واجسام ظاہری تو نہیں کہ ہاتھ میں اُٹھا کر دے دیے جائیں پھر حضرت بتول زہرا کا سوال بصیغہ عرض ودرخواست تھا کہ حضور انھیں کچھ عطا کریں۔ اس کے متصل ہی حضور

فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ایک شہزادے کو یہ نعمتیں دیں اور دوسرے شہزادے کو یہ دولتیں بخشیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرمانے ہی میں کہ میں نے اسے یہ دیا اور اسے یہ دیا۔ حلم وہیبت، جود وشجاعت اور رضا ومحبت کی دولتیں شاہزادوں کو بخش دیں، یہ نعمتیں خاص خزائن ملک السمٰوٰت والارض جلا جلالہ کی ہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

تو وہ جو زبان سے فرمادیں کہ میں نے دیں اور اس فرمانے سے وہ نعمتیں حاصل ہوجائیں یقیناً وہی کرسکتا ہے جس کا ہاتھ اللہ وہاب رب الاباب جل جلالہ کے خزانوں تک پہنچتا ہو۔ جسے اللہ جلا وعلا نے عطا ومنع کا اختیار دے دیا ہے، ہاں وہ کون؟ ہاں واللہ! وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماذون ومختار حضرت اللہ قاسم ومتصرف خزائن اللہ ہیں۔

لا جرم امام اجل احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ کتاب جوہر منظم میں فرماتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل وعلا نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں کے مطیع اور ان کے ارادے کے زیر فرمان کردیے ہیں، جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں، یہ مباحث فقیر کے رسالے "سلطنت المصطفیٰ فی الملکوت کل الوریٰ" میں بکثرت ہیں۔

مدینہ منورہ کو حضور نے مکہ مکرمہ کی طرح حرم کردیا:

☆(حدیث:۲۹۴۵)

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی

اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اللّٰھم! ان ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام حرم مکۃ، وانی احرم ما بین لابتیہا۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب فضائل المدینۃ، ۱/۲۵۱
★الصحیح لمسلم، باب فضل المدینۃ، ۱/۴۴۱
★الجامع للترمذی، باب ما جاء فی فضل المدینۃ، ۲/۲۳۱
★المسند لاحمد بن حنبل، ۳/۱۳۹ ★السنن الکبری للبیہقی، ۵/۱۹۷
★التفسیر لابن کثیر، ۱/۲۵۱ ★التفسیر للقرطبی، ۶/۳۰۶
★کنز العمال للمتقی، ۳۴۸۱۱، ۱۲/۲۳۲ ★جمع الجوامع للسیوطی، ۹۸۳۱
★التمہید لابن عبد البر، ۶/۳۱۴
★المعجم الکبیر للطبرانی، ۴/۳۰۵ ★الدر المنثور للسیوطی، ۴/۱۲۱)

(ترجمہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' الٰہی! بے شک ابراہیم نے مکہ معظّمہ کو حرم کردیا اور میں دونوں سنگستان مدینہ طیبہ کے درمیان جو کچھ ہے اسے حرم بناتا ہوں"۔

☆(حدیث: ۲۹۴۶)

عن عبد اللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ان ابراہیم حرم مکۃ ودعا لاہلہا وانی حرمت المدینۃ کما حرم ابراہیم مکۃ، وانی دعوت فی صاعہا ومدہا بمثلی ما دعا ابراہیم لاہل مکۃ۔

(★الصحیح لمسلم، باب فضل المدینۃ، ۱/۴۴۰
★کنز العمال للمتقی، ۳۴۸۶۶، ۱۲/۲۴۳ ★المصنف لعبد الرزاق، ۹۱۸۸

★الدرالمنثور للسیوطی، ۱۲۱/۱ ★ السنن لدارقطنی، ۹۸/۳)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظّمہ کو حرم بنا دیا اور اس کے ساکنوں کے لیے دعا فرمائی، اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا جس طرح انہوں نے مکہ کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دونی برکت کی دعا کی جو دعا انہوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی"۔

☆(حدیث:۲۹۵۹)

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حرم ما بین لا بتی المدینۃ ان یعضد شجرہا او یخبط۔

(شرح معانی الآثار للطحاوی، باب صید المدینۃ، ۳۱۱/۲)

(ترجمہ) حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ:

"بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مدینہ کو حرم بنا دیا ہے کہ اس کے پیڑ نہ کاٹے جائیں۔ نہ پتے جھاڑے جائیں"۔

اس نوعیت کی مزید ۱۴/ احادیث اور بیان کی گئی ہیں، امام احمد رضا ان تمام احادیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم کر دینے سے مدینہ حرم ہو گیا حالانکہ یہ صفت خاص اللہ عزوجل کی ہے۔

ان سولہ کے علاوہ دس اور احادیث بیان کیں جن میں مدینہ پاک کو آپ

نے حرم قرار دیا اس کے بعد پھر امام احمد رضا ان احادیث کی روشنی میں اپنی تصریح پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"اگر وہ حدیثیں گنی جائیں جن میں مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کو حرمین فرمایا تو عدد کثیر ہیں بالجملہ حدیثیں اس بات میں حد تواتر پر ہیں اور بالیقین ثابت کی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدنہ طیبہ کے جنگلات کا با تاکید تام واہتمام تماوہی ادب مقرر فرمایا جو مکہ معظّمہ کے جنگلات کا ہے"۔

مکہ مکرمہ ایک ساعت کے لیے حلال ہوا:

☆(حدیث:۲۹۷۲)

عن عبداللّٰہ ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: ان اللّٰہ عزوجل حرم مکۃ، فلم تحل لا حد کان قبلی ولا تحل لا حد بعدی، و انما احلت لی ساعۃ من نہار، لا یختلی خلاہا، ولا یعضد شجرہا، ولا ینفر صیدہا، ولا یلتقط لقیطہا الا لمعرف، فقال العباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ: الا الاذخر لصاغتنا وقبورنا، قال: الا الاذخر۔

(٭الجامع الصحیح للبخاری، باب الاذخر والحشیش فی القبر، ۱/۱۷۹
٭الصحیح لمسلم، باب تحریم مکۃ وتحریم صیدہا، ۱/۴۳۷
٭المسند لاحمد بن حنبل، ۱/۲۵۳ ٭السنن الکبری للبیہقی، ۳/۴۰۹)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بیشک اللہ عزوجل نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا، تو مجھ سے پہلے اور میرے

بعد کسی کے لیے حلال نہیں، فقط میرے لیے ایک ساعت دن میں حلال ہوا، اس کی گھاس نہ کاٹی جائے درخت نہ تراشے جائیں، شکار نہ بھڑکایا جائے، گری پڑی چیز نہ اُٹھائی جائے مگر وہ شخص جو لوگوں میں اعلان کرے، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! مگر اذخر کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے، فرمایا: مگر اذخر۔

☆(حدیث:٢٩٧٣)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: لما فتح اللہ تعالٰی علٰی رسولہ مکۃ قام فی الناس فحمد اللہ واثنی علیہ، ثم قال: ان اللہ حبس عن مکۃ الفیل وسلط علیہا رسولہ والمؤمنین، وانہا لن تحل لاحد کان قبلی، وانہا احلت لی ساعۃ من نہار، وانہا لن تحل لاحد بعدی، فلا ینفر صیدہا ولا یختلی شوکہا، ولا تحل ساقطتہا الا لیمنشد، ومن قتل لہ قتیل فہو بخیر النظرین، اما ان یفدی واما ان یقتل، فقال العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ: الا الاذخر یا رسول اللہ ! فانا نجعلہ فی قبورنا وبیوتنا، فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: الا الاذخر، فقام ابو شاہ رجل من اہل الیمن فقال: اکتبوا لی یا رسول اللہ! فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اکتبوا لابی شاہ۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب الاذخر والحشیش فی القبر، ١/١٨٠
★الصحیح لمسلم، باب تحریم مکۃ وتحریم صیدہا، ١/٤٣٨
★المسند لاحمد بن حنبل ٢/٢٣٨ ★کنز العمال للمتقی، ١٠/٢٩٩٢٩، ٣٨٩)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر خطبہ ارشاد فرمایا:

"پہلے حمد وثنا بیان فرمائی اس کے بعد فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ اور خانۂ کعبہ کی ہاتھیوں سے حفاظت فرمائی اور ابرہہ کو خائب وخاسر کیا، اور آج اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مؤمنین کو فاتح فرمایا، مجھ سے پہلے یہ کسی کے لیے حلال نہ ہوا، اور میرے لیے آج دن کی ایک ساعت میں حلال ہوا تھا لیکن اب میرے بعد کسی کے لیے حلال نہ ہوگا، اسکا شکار نہ بھڑکایا جائے، خاردار درخت نہ کاٹے جائیں، گری پڑی چیز اعلان کرنے والے کے علاوہ کوئی نہ اٹھائے، اور جسکا کوئی شخص قتل کردیا جائے تو اسے دو باتوں کا اختیار ہے خواہ فدیہ لے لے خواہ قصاص، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مگر اذخر کہ وہ گھروں اور قبروں کے لیے ہے، فرمایا: مگر اذخر۔ یمن کے باشندہ ابوشاہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ خطبہ مجھے لکھوادیں، فرمایا: ابوشاہ کے لیے لکھدو۔

☆ (حدیث: ۲۹۷۴)

عن صفیة بنت شیبة رضی اللہ تعالی عنہا قالت: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب عام الفتح فقال: یا ایہا الناس! ان اللہ حرم مکة یوم خلق السموات والارض فہی حرام الی یوم القیامة، لا یعضد شجرہا ولا ینفر صیدہا ولا یأخذ لقطتہا الا منشد، فقال العبا س رضی اللہ عنہ: الا الاذخر فانہ للبیوت

والقبور، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: الا الا ذخر۔

(★السنن لابن ماجة، باب فضل مکة، ★ شرح السنة للبغوی، ۲۹۷/۷

★ فتح الباری، للعسقلانی، ۸۷/۵)

(ترجمہ) حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

”میں نے فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا: اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے دن ہی مکہ مکرمہ کو حرم محترم بنایا تھا لہٰذا یہ قیامت تک حرام ہی رہے گا کہ اس کے درخت نہ کاٹے جائیں، یہاں شکار کو نہ بھڑکایا جائے، اور کوئی گری پڑی چیز نہ اٹھائے مگر وہ جو اعلان کرے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مگر اذخر کہ وہ ہمارے گھروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ فرمایا: مگر اذخر۔

اقولِ رَضا:

امام احمد رضا اس حدیث شریف کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ:

ائمۂ محققین تصریح فرماتے ہیں‘ کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کردیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں۔ آیت کریمہ:

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ۔ ”لڑو ان سے جو ایمان نہیں لائے اللہ اور نہ پچھلے دن پر، اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کردیا ہے اللہ اور اس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے“۔

آیت کریمہ: ما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم، ومن یعص اللہ ورسولہ فقد

ضل ضلالا مبینا۔ ”نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب حکم کردیں اللہ ورسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنے معاملہ کا، اور جو حکم نہ مانے اللہ ورسول کا تو وہ صریح گمراہی میں بھٹکا“۔

یہاں سے ائمۂ مفسرین فرماتے ہیں‘ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبل طلوع آفتاب اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مول لے کر آزاد کردیا تھا اور متبنی بنا دیا تھا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی اُمیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا پیام دیا، اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لیے خواستگاری فرماتے ہیں، جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے طلب ہے، انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یارسول اللہ! میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں، ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی، ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا، اس پر یہ آیت کریمہ اُتری، اسے سنکر دونوں بھائی بہن تائب ہوئے اور نکاح ہوگیا۔

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہو جائے، خصوصاً جبکہ وہ اسکا کفو نہ ہو، خصوصاً جبکہ عورت کی شرافت خاندانی کواکب ثریا سے بھی بلندوبالا ہو، بایں ہمہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیا ہوا پیام نہ ماننے پر رب العزت جل جلالہ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرض اللہ کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام اقدس بھی شامل فرمایا۔ یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہوگئی۔ مسلمانوں کو نہ ماننے کا اصلا اختیار نہ رہا، جو نہ مانے گا

صریح گمراہ ہوجائیگا۔

دیکھو! رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہوجاتا ہے اگر چہ فی نفسہٖ خدا کا فرض نہ تھا، ایک مباح اور جائز امر تھا، ولہٰذا ائمہ دین خدا و رسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقوی ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:

جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کردیں۔امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضو میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں۔

”امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ عزوجل کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد ہے، اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کہا اور وتر کا نام واجب رکھا، یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ قرآن عظیم سے، تو امام اعظم نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرض میں فرق و تمیز کردیں، اس لیے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کردیا، جبکہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دیدیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کردیں جسے نہ چاہیں نہ کریں“۔

اسی میں ہے:

”حضرت عزت جل جلالہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس

طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی : یارسول اللہ ! گیاواذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے ، فرمایا: اچھا نکال دیا، اسکا کاٹنا جائز کردیا۔ اگر اللہ سبحانہ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت میں چاہیں مقرر فرمائیں۔ تو حضور ہرگز جرأت نہ فرماتے، کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنٰی فرمادیں"۔ (الامن والعلی)

مالک سلطنت ہی کے احکام نافذ العمل ہوتے ہیں:

☆ (حدیث: ۲۹۷۹)

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال : صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلوٰۃ المغرب ثم لم یخرج حتی ذہب شطر اللیل فخرج فصلی بہم ثم قال : ان الناس قد صلوا وناموا وانتم لم تزالوا فی صلوۃ ما انتظر تم الصلوۃ ، ولولا الضعیف والسقیم احببت ان اؤخر ہذہ الصلوۃ الی شطر اللیل۔

(★السنن لابی داؤد ، باب وقت العشاء الآخرۃ، ۱/ ۶۱
★السنن للنسائی، باب آخر وقت العشاء، ۱/ ۲۳
★المسند لاحمد بن حنبل ۳/ ۵ ★المعجم الکبیر للطبرانی ۱۱/۴۰۹)

(ترجمہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن مغرب کی نماز پڑھائی پھر باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ رات کا ایک حصہ گزر گیا اس کے بعد

تشریف لاکرعشاء کی نماز پڑھائی پھرارشادفرمایا' دوسرے لوگ (جونماز عشاءخود پڑھ کر چلے گئے) نماز پڑھ کرسو چکے ہیں اورتم نماز ہی میں ہو جب تک نماز کا انتظار کررہے ہو،اگرتم میں بوڑھے اور بیمار نہ ہوتے تو مجھے یہ ہی پسند تھا کہ اس نمازعشاء کورات کے اس آدھی رات حصہ تک مؤخرکرتا"۔

☆(حدیث:۲۹۸۱)

عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: خطب رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال: ان اللہ عزوجل قد فرض علیکم الحج، فقال رجل فی کل عام فسکت عنہ حتی اعادہ ثلثا ، فقال: لو قلت: نعم، لوجبت، ولووجبت ماقمتم بہا ، ذرونی ماترکتکم، فانما ہلک من کان قبلکم بکثرة سؤالہم واختلافہم علٰی انبیائہم ، فاذا امرتکم بالشیٔ فخذوا بہ ماستطعتم ،واذا نہیتکم عن شیٔ فاجتنبوہ۔

(★السنن للنسائی، باب وجوب الحج، ۲/۱

★الصحیح لمسلم باب فرض الحج مرة فی العمر ۱/۴۳۲)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ دیا تو ارشادفرمایا' بے شک اللہ عزوجل نے تم پر حج بیت اللہ فرض کیا۔ایک صحابی بولے یارسول اللہ! کیا ہرسال؟ حضورخاموش رہے۔انھوں نے تین مرتبہ یہ ہی سوال کیا تو فرمایا' اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہرسال حج واجب ہوجاتا اور جب واجب

ہو جاتا تو تم ادا نہیں کر پاتے۔ جب تک میں خود تم پر کوئی حکم صادر نہ کروں اس وقت تک مجھے چھوڑے رہو کہ تم سے پہلی اُمتیں اسی سبب ہلاک ہوئیں کہ اپنے نبیوں سے زیادہ سوالات کر کے اپنے اوپر تنگی مول لے لی اور پھر نا فرمانی کی۔ سنو! جب میں کسی چیز کا حکم دوں تو حسب اطاعت اس پر عمل کرو اور جب منع فرماؤں تو باز رہو"۔

☆(حدیث: ۲۹۸۴)

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: قالوا یا رسول اللّٰہ! الحج فی کل عام؟ قال: ولو قلت: نعم، لوجبت، ولو وجبت لم تقوموا بہا، ولو لم تقوموا بہا عذبتم۔

(ترجمہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ:

"صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا' اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور ہر سال اگر فرض ہو جاتا تو تم اس کو ادا نہیں کر پاتے اور جب تم ادا نہیں کر پاتے تو عذاب میں مبتلا ہو جاتے"۔

امام احمد رضا ان احادیث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جس بات میں' میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اسے کرید کرید کر نہ پوچھو کہ پھر میں واجب یا حرام کا حکم دے دوں تو تم پر تنگی یا سختی ہو جائے"۔

کون سے اعمال مباح ہیں؟:

امام احمد رضا اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے ایک اور جزیہ نکالتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس بات کا کوئی نہ حکم دیں اور نہ ہی منع کریں تو وہ کام مباح و بلا حرج ہے۔

وہابی حضرات اسی اصل اصیل سے نابلد ہوکر ہر جگہ پوچھتے ہیں کہ خدا اور رسول نے اس کا کیا حکم دیا؟ ان بیوقوفوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ بتاؤ کہ خدا اور رسول نے اس کام سے کہاں منع کیا، جب نہ حکم دیا اور نہ ہی منع کیا تو پھر جواز رہا۔ تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو کہ اللہ و رسول پر افترا کرتے ہو بلکہ خود شارع بنتے ہو کہ شارع صلی اللہ علیہ وسلم نے تو منع کیا نہیں اور تم منع کر رہے ہو! مجلس میلاد مبارک، قیام، فاتحہ اور سوم (ختم تیجہ) وغیرہا مسائل بدعت وہابیہ اس اصل سے طے ہو جاتے ہیں۔ حجۃ الخلف خاتم المحققین والد ماجد (مولانا محمد نقی علی خاں) قدس سرہ نے کتاب مستطاب "اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد" میں اس کا بیان اعلیٰ درجہ کا روشن فرمایا۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

من خصائص صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ کان یخص من شأ بما شأ من الاحکام

"سید عالم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے جسے چاہیں مستثنیٰ فرمادیتے"۔

امام احمد رضا کا علمی کارنامہ:

امام احمد رضا آگے مزید رقمطراز ہیں کہ:

امام جلیل جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں ایک باب بعنوان "اختصاصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بانہ یخص من شاء بما شاء من من

الاحکام" وضع کیا ہے۔اس باب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ آپ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرما دیں۔امام قسطلانی نے اس کی نظیر میں پانچ واقعات نقل کیے ہیں جب کہ امام سیوطی نے دس بیان کیے ہیں۔ فقیر (احمد رضا) نے ان زیادات سے تین واقعات ترک کردیے اور پندرہ کا اضافہ کیا ہے اوران کی احادیث بتوفیق الٰہی جمع کیں کہ جملہ ۲۲ واقع ہوئے۔

مالکِ سلطنت کے خصوصی اختیارات:

یہاں چند احادیث کی نشاندہی کی جارہی ہے جس میں مالک دوجہاں اپنے دیے گئے خصوصی اختیارات کے ذریعے چند صحابہ/صحابیات کو اصول وقوانین سے ہٹ کر ان کو وقتی چھوٹ عطا فرمارہے ہیں جو اس بات کے قطعی غماز ہیں کہ اللہ نے شریعت آپ کے اختیار میں دے دی ہے، آپ اس سلطنت کے مالک ہیں اور آپ حکمت کے تحت جس کو چاہیں وقتی سہولت عطا فرمادیں۔

ششماہی بکری کی قربانی:

☆(حدیث:۲۹۸۵)

عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذات یوم فقال: من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا فلا یذبح حتی ینصرف، فقام خالی ابو بردۃ بن نیار رضی اللہ عنہ فقال: یا رسول اللہ! فعلت، فقال: ھو شیء عجلتہ، قال: فان عندی جذعۃ ہی خیر من مسنتین أأذ بحھا؟ قال: نعم اجعلہ مکانہ ولن تجزئ عن احد بعدک۔

(٭الجامع الصحیح للبخاری، باب ذبح قبل الصلوۃ اعادہ، ۲/۸۳۴
٭الصحیح لسلم، کتاب الاضاحی، ۲/۱۵۴)

(ترجمہ) حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ:

"ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الاضحیٰ کا خطبہ دے کر فارغ ہوئے جس میں فرمایا کہ نماز سے پہلے قربانی نہ کرو۔ میرے ماموں ابو بردہ بن نیار نے عرض کی' یارسول اللہ! میں قربانی کر چکا! فرمایا' تم نے وقت سے پہلے کردی! بولے' میرے پاس ایک اور بکری کا ششماہی (٦ ماہ کا بچہ) ہے کیا اب میں اس کو ذبح کرسکتا ہوں؟ فرمایا' ہاں اس کی قربانی کر دو اور سنو ہرگز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد دوسروں کو کافی نہ ہوگی"۔

حضرت اسماء کی عدتِ وفات اور سوگ فقط تین دن:

☆(حدیث: ۲۹۹۳)

عن اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت: لما اصیب جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ امرنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال: تسلّمی ثلاثا ثم اصنعی ما شئت۔

(الطبقات الکبری لابن سعد، ۸/۲۲۰)

(ترجمہ) حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ تم تین دن سنگار سے الگ ہوجاؤ پھر جو چاہو کرو"۔

امام احمد رضا اس حدیث کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت (حضرت اسماء) کے لیے اس کے شوہر کے انتقال پر ۴ ماہ ۱۰ دن کے

سوگ کی بجائے صرف تین دن کا متعین کردیا (یہ ہے شریعت پر اختیار ہے)۔

ایک صحابی کے لیے تعلیم قرآن کو بیوی کا مہر قرار دیا:

☆ (حدیث: ۲۹۹۴)

عن ابی النعمان الازدی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: ان رجلا خطب امرأۃ، فقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: اصدقہا، قال: ماعندی شئ، قال: اما تحسن سورۃ من القرآن فاصدقہا السورۃ، ولا تکون لاحد بعدک مہرا۔

(الاصابہ لابن حجر، ۷/۳۴۰)

(ترجمہ) حضرت ابو النعمان ازدی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

"ایک صحابی نے ایک عورت کو پیام نکاح دیا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اس کو مہر دو۔ اس نے عرض کیا' میرے پاس کچھ بھی دینے کے لیے نہیں۔ فرمایا' کیا تجھے قرآن کریم کی کوئی سورۃ آتی ہے، وہ سورۃ اس عورت کو سکھانا یہی تیری طرف سے اس کے لیے مہر ہے اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں"۔

روزہ کا کفارہ ایک صحابی کے لیے اس کا خود کھالینا حلال کردیا:

☆ (حدیث: ۲۹۹۷)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: بینما نحن جلوس عند النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذ جاءہ رجل فقال: یا رسول اللہ! ہلکت، قال: مالک؟ قال: وقعت علی امرأتی وانا صائم، فقال

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : ھل تجد رقبۃ تعتقہا ، قال : لا ، قال : فھل تستطیع ان تصوم شہرین متتابعین ، قال : لا ، قال : فھل تجد اطعام ستین مسکینا ، قال : لا ، قال : فمکث النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فبینا نحن علی ذلک اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعرق فیما تمر ، والعرق المکتل ، قال : این السائل ؟ فقال : انا ، قال : خذ ھذا فتصدق بہ ، فقال الرجل : أعلی افقر منی ؟ یا رسول اللہ ! فواللہ ! ما بین لابتیھا یرید الحرقین اھل بیت افقر من اھل بیتی ، فضحک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتی بدت انیابہ ثم قال : اطعمہ اھلک۔

(★الجامع الصحیح للبخاری ، باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شی ۱/ ۲۵۹

★الصحیح لمسلم ، باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان ، ۱/ ۳۵۴

★الجامع للترمذی ، باب ماجاء فی کفارۃ الفطر فی رمضان

★السنن لابی داؤد ، باب کفارۃ من اتی اہلہ فی رمضان ۱/ ۳۲۵

★السنن لابن ماجہ ، باب ماجاء فی کفارۃ من الفطر یوما الخ ، ۱/ ۱۲۰

★المعجم الاوسط للطبرانی ۲/ ۳۶۶ ★السنن الکبری للبیہقی ، ۴/ ۲۲۱)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ :

" ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ، ایک صحابی نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی : یا رسول اللہ ! میں ہلاک ہو گیا ؟ فرمایا : کیا ہوا ! عرض کی : میں نے رمضان میں روزے کی حالت میں اپنی

بیوی سے نزدیکی کی۔فرمایا' کیا ایک غلام آزاد کر سکتے ہو! جواب دیا' نہیں۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کیا لگا تار دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو! عرض کیا' نہیں۔پھر فرمایا' کیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو! عرض کیا' نہیں۔اس اثناء میں کسی نے خرمے خدمت اقدس میں پیش لائے گیے۔وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی کو دے کر فرمایا' جاؤ اس کو اپنی طرف سے خیرات کردو۔انہوں نے جواب میں کہا' یا رسول اللہ اپنے سے زیادہ مدینے میں کسی کو محتاج نہیں پاتا۔رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر مسکرائے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے پھر فرمایا' اچھا جاؤ یہ اپنے گھر والوں کے لیے لے جاؤ اوران کو کھلا دو"۔

☆(حدیث:۲۹۹۹)

عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ تعالٰی وجہه الکریم قال : قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم :کله انت وعیالک فقد کفر اللہ عنک۔

(۲۹۹۹۔السنن للدارقطنی، ۲/۲۱۱)

(ترجمہ) امیر المؤمنین حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا:

" تو اور تیرے اھل وعیال یہ خرمے کھالیں کہ اللہ تعالٰی نے تیری طرف سے کفارہ ادا فرمادیا"۔

امام احمد رضا ان احادیث کے متعلق رقمطراز ہیں:

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی نہ سنا ہوگا، کہ سوا دومن خرمے سرکار

سے عطا ہوتے ہیں کہ خود کھالو، گھر والوں کو کھلا دو، تمہارے گناہ عظیم کا کفارہ ادا ہوگیا واللہ! یہ بارگاہ کی رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دیا۔ ہاں ہاں! یہ بارگاہ بیکس پناہ ہے فاولئك يبدل الله سياتهم حسنات کی خلافت کبریٰ ہے (یہ ہی سلطنت مصطفیٰ ہے) ان کی ایک نگاہ کرم کبائر کو حسنات کر دیتی ہے، جبھی تو ارحم الراحمین جل جلالہ نے گنہگاروں، خطا کاروں، تباہ کاروں کو ان کا دروازہ بتادیا کہ

ولو انهم اذظلموا انفسهم جاؤك ۔الآية

گنہگار تیرے دربار میں حاضر ہوکر معافی چاہیں اور تو شفاعت (سفارش) فرمائے تو خدا کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

مزید ہدایہ کی عبارت نقل کرتے ہوئے امام احمد رضا رقمطراز ہیں:

"تو اور تیرے بال بچے کھالیں تجھے کفارے سے کفایت کرے گا مگر تیرے بعد اور کسی کو یہ کافی نہ ہوگا"۔

سنن ابی داؤد میں امام ابن شہاب زہری تابعی لکھتے ہیں' یہ خاص اس شخص کے لیے خاص تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ سے چارہ نہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے بھی اسے خصائص مذکورہ میں لکھا ہے۔

چند صحابہ کے لیے ریشم کا لباس اور سونا جائز فرمادیا:

☆ (حدیث: ۳۰۰۲)

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم رخص لِعبد الرحمٰن بن عوف والزبیر ابن العوام فی لبس الحریر لحكة كانت بهما۔

(السنن لابی داؤد، باب فی لبس الحریر لعذر ۲/ ۵۶۱)

(ترجمہ) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ:

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لیے بدن میں خشک خارش کے باعث ان دونوں حضرات کو ریشمی لباس پہننے کی اجازت دے دی“۔

☆(حدیث:۳۰۰۳)

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لعلی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم: یاعلی! لایحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک۔

(★الجامع للترمذی، باب مناقب علی بن ابی طالب، ۲/ ۲۱۴
★السنن الکبری للبیہقی، ۷/ ۶۶ ★کنزالعمال للمتقی، ۳۲۸۸۵، ۱۱/ ۵۹۹
★التفسیر لابن کثیر، ۲/ ۲۷۴ ★ البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ۷/ ۳۴۳)

(ترجمہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا' اے علی! میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحالِ جنابت داخل ہو“۔

☆(حدیث:۳۰۰۴)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ: لقد اعطی علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم ثلاث خصال لأن تکون لی

خصلة منها احب الی من ان اعطی حمر النعم ،قیل : وما هن یا امیرالمؤ منین ؟ قال : تزوجه فاطمة بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم ،وسکناه المسجد مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم یحل له فیه ما یحل له، والرایة یوم خیبر۔

(المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، ۳/۱۳۵)

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ:

”امیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی للہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا علی کو تین باتیں وہ دیدی گئیں کہ ان میں سے میرے لیے ایک ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی ،سرخ اونٹ عزیز ترین اموال عرب ہیں کسی نے کہا: یا امیرالمؤمنین !وہ کیا ہیں؟ فرمایا: دختر رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے شادی ،اوران کا مسجد میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ رہنا کہ انہیں مسجد میں روا تھا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روا تھا ۔ یعنی بحالت جنابت رہنا،اورروزخیبر کا نشان“۔

☆(حدیث:۳۰۰۶)

عن محمد بن مالک رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال :رأیت علی البراء بن عازب رضی اللّٰہ تعالٰی عنه خاتما من ذهب وکان الناس یقولون له :لم تختتم بالذهب وقد نهی عنه النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم فقال البراء :بینا نحن عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم وبین یدیه غنیمة یقسمها سبی وخرثی،قال:

فقسمها حتی بقی ھذاالخاتم، فرفع طرفه فنظر الی اصحابه ثم خفض، ثم رفع طرفه فنظر الیہم ،ثم خفض ثم رفع طرفه فنظر الیہم ،ثم قال: ای براء! فجئته حتی قعدت بین یدیه، فاخذالخاتم فقبض علی کورعی ،ثم قال: خذالبس ماکساک اللّٰہ ورسوله ،قال: وکان البراء یقول: کیف تأمرونی ان أضع ماقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: البس ماکساک اللّٰہ ورسوله۔

(المسند لاحمدبن حنبل، ۳۷۶/۵)

(ترجمہ) حضرت محمد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”میں نے حضرت براُبن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوسونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا،لوگ ان سے کہتے تھے کہ آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان مردوں کو اس سے ممانعت فرمائی ہے! حضرت براُبن عازب نے فرمایا' ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اموالِ غنیمت ومتاع حاضر تھے اور حضور وہ تقسیم فرمارہے تھے، جب سب بانٹ چکے تو یہ انگوٹھی باقی رہ گئی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نظر مبارک سے صحابہ کی طرف دیکھا پھر نگاہ نیچی کرلی، پھر نظر اُٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کرلی، پھر جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے قریب بلایا کہ اے براُ! میں حضور کے قریب ہوگیا،حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی پھر فرمایا' لوپہن لو جو کچھ تجھے اللہ ورسول

پہناتے ہیں۔حضرت برأ ابن عازب فرماتے ہیں، تم لوگ کیونکر مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اُتار دوں جسے مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا " اے برأ لے پہن لے جو کچھ اللہ ورسول نے پہنایا"۔

☆(حدیث:۳۰۰۷)

عن الحسن البصری رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال : قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لسراقۃ بن مالک رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ : کیف بک اذا البست سواری کسری ، اذا فتح کسری بزمن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ فجیئت بسواری کسری الی عمر الفاروق فالبسھما سراقۃ وقال : قل : برفع یدیک اللّٰہ اکبر ، الحمد للّٰہ الذی سلبھما کسری بن ھرمز والبسھما سراقۃ الاعرابی۔

(★اتحاف السادۃ للزبیدی، ۱۸/۷★الشفا للقاضی، ۱/۲۷۴)

(ترجمہ) حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ! وہ وقت تیرا کیسا ہوگا جب تجھے کسریٰ بادشاہِ ایران کے کنگن پہنائے جائینگے !"۔

امام احمد رضا اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ کا یہ خبر دینا بالکل حق ثابت ہوا کہ جب امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن خدمت فاروق میں لائے گئے، امیر المؤمنین نے وہ کنگن انھیں پہنائے چونکہ سونا پہننا مردوں

پر حرام ہے لہٰذا حرمت کا تعلق پہننے ہی سے مانا جائیگا تو واضح یہ ہی ہے جو ہمارا مقصود ہے کہ یہ خاص حضرت سراقہ کے لیے رخصت تھی۔

حضرت عثمان غنی کو بغیر شرکت جہاد غنیمت عطا کردی:

☆(حدیث:۳۰۰۹)

عن عثمان بن موهب رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال: جاء رجل من اهل مصر وحج البیت فرأی قوما جلوسا، فقال: من هؤلآء القوم؟ فقالوا: هؤلاء قریش، قال: فمن الشیخ فیهم، قالوا: عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنهما، قال: یا ابن عمر! انی سائلک عن شیٔ فحدثنی، هل تعلم ان عثمان بن عفان رضی اللّٰہ تعالٰی عنه فر یوم احد؟ قال: نعم، قال: تعلم قد تغیب عن بدر ولم یشهد؟ قال: نعم، قال: تعلم انه تغیب عن بیعة الرضوان فلم یشهد؟ قال: نعم قال: اللّٰہ اکبر، قال ابن عمر: تعال ابین لک، اما فرار یوم احد فاشهد ان اللّٰہ قد عفا عنه وغفر له، واما تغیبه عن بدر فانه کان تحته بنت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم وکانت مریضة، فقال له رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم: ان لک اجر رجل ممن شهد بدرا وسهمه، واما تغیبه عن بیعة الرضوان فلو کان احد اعز ببطن مکة من عثمان بعثه مکانه، فبعث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم عثمان وکانت بیعة الرضوان بعد ما ذهب

عثمان الی مکۃ ، فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیدہ الیمنی : ھذہ ید عثمان فضرب بہا علی یدہ فقال : ھذہ لعثمان ، فقال لہ ابن عمر : اذھب بہا الآن معک۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ ۱/۵۲۳
★الجامع للترمذی، باب مناقب عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ، ۲/۲۱۲
★المسند لاحمد بن حنبل، ۲/۱۲۰ ★التفسیر لابن کثیر، ۲/۱۱۷
★فتح الباری للعسقلانی، ۷/۵۴ ★کنز العمال للمتقی، ۳۲۸۲۶، ۱۱/۵۹۰)

(ترجمہ) حضرت عثمان بن موھب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”ایک آدمی مصر سے آیا اور اس نے حج کیا، حج بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد اس نے چند حضرات کو ایک جگہ بیٹھے دیکھا تو پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ قریش ہیں، بولا: ان کا سردار کون ہے؟ جواب ملا، حضرت عبداللہ بن عمر، اس نے قریب آکر حضرت ابن عمر سے کہا: اے ابن عمر! میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اسکا جواب عنایت فرمایئے، کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان غزوۂ احد سے فرار ہو گئے تھے؟ جواب دیا: ہاں، پھر پوچھا، کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان غزوۂ بدر میں شریک نہیں تھے، فرمایا: ہاں، پھر دریافت کیا، کیا آپکے علم میں ہے کہ حضرت عثمان بیعت رضوان کے موقع پر موجود نہ تھے؟ فرمایا: ہاں، اس نے یہ تمام جوابات سنکر کہا، اللہ اکبر۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا: ٹھہریئے، میں ان تمام واقعات کی حقیقت تمہیں

سناتا ہوں۔سنو! جنگ احد سے فرار ہوجانے کا معاملہ یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرمادیا اور بخش دیا۔غزوۂ بدر میں شرکت نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپکے نکاح میں تھیں اور اس وقت بیمار تھیں، لہٰذا خود حضور نے ان سے فرمایا تھا تمہارے لیے وہی ثواب وہی حصہ ہے جو شریک ہونے والوں کے لیے ہے۔رہا بیعت رضوان کا قصہ تو سنو! مکہ مکرمہ کی سرزمین پر حضرت عثمان سے بڑھ کر کوئی دوسرا معزز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی جگہ اہل مکہ کے پاس اس کو بھیجتے تو بیعت رضوان کا واقعہ ان کے مکہ مکرمہ تشریف لے جانے کے بعد پیش آیا (بلکہ اس بیعت کا سبب ہی حضرت عثمان کا مکہ مکرمہ میں دیر تک ٹھہرے رہنا تھا جس سے غلط افواہ پھیل گئی اور لوگ بے چین ہو گئے تھے)حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنے داہنے دست اقدس کے بارے میں فرمایا تھا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔پھر دوسرے مبارک ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: یہ عثمان کی بیعت ہے"۔

یہ تفصیل بیان فرما کر حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: اے مصری! یہ معلومات اپنے سامنے رکھنا اور دوسروں کے شکوک وشبہات دور کرنے کے لیے ان کو یہ بتاتے رہنا۔

اس حدیث سے ثابت کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ثواب جہاد بھی عطا فرمایا اور مال غنیمت میں حصہ بھی، یہ حضرت عثمان غنی کی خصوصیت تھی حالانکہ جو

حاضر جہاد نہ ہو غنیمت میں اسکا حصہ نہیں۔

حضرت معاذ کے لیے قاضی ہوتے ہوئے ہدیہ حلال فرمادیا:

☆(حدیث:۳۰۱۱)

عن عبید اللہ بن صخرا الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لمعاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ حین بعثہ الی الیمن : انی قد عرفت بلاء ک فی الدین، والذی قد رکبک من الدین، وقد طیبت لک الھدیۃ، فان اھدی لک شئ فاقبل ، قال : فرجع حین رجع بثلاثین رأسا اھدیت لہ۔

(الاصابہ لابن حجر، ۱۰۸/۶)

(ترجمہ) حضرت عبید اللہ بن صخر الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن پر گورنر بنا کر بھیجا تو فرمایا' مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائش دین متین میں ہو چکی ہیں اور جو کچھ دین (اُدھار) تم پر ہو گئے ہیں لہٰذا میں نے تمہارے لیے رعایا کے ہدایا حلال کر دیے، اگر رعایا کی طرف سے کوئی چیز ہدیہ دی جائے تو تم اس کو قبول کر لو۔ (راوی حضرت عبید کہتے ہیں) جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ واپس آئے تو تیس (۳۰) غلام ساتھ لائے کہ انہیں ھدیہ کیے گئے تھے۔ (جبکہ حدیث میں رعایا سے ہدیہ لینا کسی سرکاری منصب پر بیٹھے ہوئے شخص کے لیے حرام ہے)

دووقت کی نماز پڑھنے کی شرط:

☆(حدیث:۳۰۲۷)

عن نصربن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ عن رجل منھم رضی اللہ تعالٰی عنہ انہ اتی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فأسلم علی انہ لا یصلی الا صلاتین فقبل ذلک منہ۔

(★المسند لاحمد بن حنبل، ★ السنن للبیہقی، ۵/۳۶۴
★ کنزالعمال للمتقی، المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۴/۳۲۴)

(ترجمہ) حضرت نصر بن عاصم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:
"ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس شرط پر اسلام لایا کہ صرف دووقت کی فرض نمازیں پڑھوں گا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول کرلیا"۔

امام احمد رضا اس حدیث کی اہمیت اور راویوں کی ثقاہت پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

یہ حدیث سند ثقاہت رجال صحیح مسلم ہے،امام جلیل سیوطی نے اپنی کتاب مستطاب انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک مجمل فہرست میں ایسے نو واقعات کی اورنشاندہی کی ہے کہ فقیر نے بخوف طوالت ان کو یہاں ترک کردیا۔

مسواک اور اختیار رسول :

☆(حدیث:۳۰۲۹)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال : قال رسول اللہ

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوٰۃ۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب السواک یوم الجمعۃ، ۱۲۲/۱

★الموطا لمالک

★المسند لاحمد بن حنبل، ۲۲۱/۱

★الصحیح لمسلم، باب السواک، ۱۲۸/۱

★السنن للنسائی، باب الرخصۃ بالسواک بالعشی، ۳/۱

★السنن لابن ماجہ، باب السواک ۲۵/۱

★الصحیح لابن حبان، ۱۴۲ ★التمہید لابن عبدالبر، ۱۹۶/۷

★المسند لابی عوانہ، ۱۹۱/۱ ★الدرالمنثور للسیوطی، ۱۱۳/۱

★اتحاف السادۃ للزبیدی، ۳۴۸/۲ ★الترغیب والترہیب للمنذری، ۱۶۴۱

★المعجم الکبیر للطبرانی، ۲۸۰/۵ ★السنن للبیہقی، ۳۵/۱)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اگر مشقت اُمت کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر فرض فرما دیتا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کریں“۔

امام احمد رضا اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

یہ واضح ہوا کہ حکم کے یہی معنی ہیں کہ میں چاہتا ہوں تو اپنی اُمت کے لیے ہر نماز کے لیے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض کر دیتا مگر ان کی مشقت کے لحاظ سے میں نے فرض نہیں کیا۔ اختیار احکام کے اور کیا معنی ہیں؟

اختیاراتِ رسول سے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ معاف:

☆(حدیث:۳۰۳۶)

عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکرم قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: قد عقوت عن الخیل والرقیق، فھا توا صدقۃ الرقۃ من کل اربعین درھما درھم۔

(★الجامع للترمذی، باب ماجاء فی زکوۃ الذہب والفضۃ، ۱/۷۹
★السنن لابی داؤد، باب فی زکوۃ السائمۃ، ۱/۲۲۱
★المسند لاحمد بن حنبل، ۱/۹۲ ★ الدر المنثور للسیوطی، ۱/۳۴۱
★تاریخ بغداد للخطیب، ۱۴/۲۹۱ ★حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ۴/۱۸۶)

(ترجمہ) امیر المؤمنین حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' گھوڑوں اور غلاموں پر زکوٰۃ میں نے معاف کردی۔ روپوں کی زکوٰۃ دو، ہر چالیس درھم سے ایک درھم"۔

امام احمد رضا اس حدیث سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

سواری گھوڑوں، خدمت کے غلاموں پر زکوٰۃ واجب نہ ہوئی، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں" یہ میں نے معاف کردی ہے" ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک رؤف اور رحیم کے ہاتھ میں ہے۔ بحکم رب العالمین۔

رسول کا حرام کردہ اللہ کے حرام کردہ کی مثل ہے:

☆(حدیث:۳۰۴۲)

عن المقداد بن معدی کرب رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ الا یوشک رجل شعبان علی اریکتہ یقول: علیکم بھذا القرآن، فما وجد تم فیه من حلال فاحلوه ، وما وجد تم فیه من حرام فحرموه ، الا لایحل لکم الحمار الاھلی ولا کل ذی ناب من السبع ولا لقطة معاھد الا ان یستغنی عنھا ،وان ماحرم رسول اللہ مثل ماحرم اللہ۔

(★الجامع للترمذی، باب ماجاء فیمن روی حدثنا ۲/۹۱
★السنن لابی داؤد، باب فی لزوم السنة، ۲/۶۳۲
★السنن لابن ماجه، باب اتباع سنة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۱/۳)

(ترجمہ) حضرت مقدار بن معدی کرب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' سن لو! مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی میری حدیث، دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ بس یہ قرآن لے رہو، جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اسے حرام جانو۔ سن لو! تمہارے لیے پالتو گدھا حرام ہے ہر کیلے والا درندہ حرام ہے اور ذمی کافر کا گرا پڑا مال بھی حرام ہے۔ جب تک وہ اس سے مستغنی نہ ہو جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اس کے مثل ہے جسے اللہ عزوجل نے حرام کیا"۔

امام احمد رضا حدیث کے حوالے سے دو صراحتیں نقل فرما رہے ہیں:

یہاں صراحتۃً حرام کی دو قسمیں فرمائیں ایک وہ جسے اللہ عزوجل نے حرام فرمایا، دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اور فرمادیا کہ وہ دونوں برابر ویکساں ہیں۔امام احمد رضا نے اپنا ایک قول بھی نقل کیا ہے۔

اللہ کا فرض اقوی ہے:

اقولِ رَضا: مرادو اللہ اعلم نفس حرمت میں برابری ہے تو اس ارشاد علماء کے منافی نہیں کہ خدا کا فرض رسول اللہ کے فرض سے اشد واقوی ہے۔

مالک سلطنت کے سلطنت میں اختیارات

یہاں چند احادیث کی روشنی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات جو آپ نے ملت کے لیے یارعایا کے لیے حلال اور حرام فرمایا ان کا اختصار سے تذکرہ کررہا ہوں کہ حقیقۃً شارع اسلام آپ ہی ہیں تو یہ اختیارات بھی آپ کو حاصل ہیں کہ حلال وحرام کا تعین فرمادیں اور یہ حکم یقیناً اسی مثل کے ہوگا کہ جس طرح قرآن کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دیتا ہے۔اب ملاحظہ کریں چند احادیث کے متون۔

☆(حدیث:۳۰۴۴)

عن حذیفة بن الیمان رضی اللہ عنه قال : نهانا النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ان نشرب فی آنیة الذهب والفضة وان ناکل فیها ، وان نلبس الحریر والدیباج وان نجلس علیه۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب افتراش الحریر، ۲/۸٦۸

★المسند لاحمد بن حنبل، ۵/۳۹۸ ★ السنن للدارقطنی، ۴/۲۹۳

★المسند لابی حنیفة، ۱۴۸)

(ترجمہ) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے، چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کو منع فرمایا، نیز ریشم و دیبا کا لباس پہننے اور اس پر بیٹھنے سے بھی منع کیا"۔

☆(حدیث:۳۰۵۹)

عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم قال: نهی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن المتعة عام خیبر ولحوم الحمر الانسیة۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب لحوم الحمر الانسیة، ۲/۸۲۹
★المسند لاحمد بن حنبل، ۳/۴۰۴ ★ المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۹/۳۵۳
★التمهید لاحمد بن عبد البر، ۱۰/۱۰۴ ★ السنن للدارقطنی، ۳/۲۵۹
★السلسلة الصحیحة للالبانی، ۱۰۱۰، المسند للحمیدی، ۶۰۵)

(ترجمہ) امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح خیبر کے سال متعہ حرام فرمادیا اور پالتو گدھوں کا گوشت بھی حرام کردیا"۔

☆(حدیث:۳۰۶۸)

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: نهی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن ثمن الکلب، وحلوان الکاهن، ومهر البغی۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب مہر البغی والنکاح الفاسد، ۲/۸۰۵
★المسند لاحمد بن حنبل، ۲/۲۳۲ ★ السنن الکبری للبیہقی، ۶/۸
★المستدرک للحاکم، ۲/۳۳ ★ التمہید لابن عبد البر، ۸/۳۹۸
★مجمع الزوائد للہیثمی، ۴/۸۷ ★ المسند للعقیلی، ۴/۹۴
★المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۷/۲۶۵)

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، کاہن کی اُجرت اور زنا کی خرچی سے ممانعت فرمائی"۔

☆(حدیث:۳۰۶۹)

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: نہی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن خاتم الذہب۔

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (مُردوں کے لیے) سونے کی انگوٹھی سے ممانعت فرمائی"۔

☆(حدیث:۳۰۷۰)

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: نہی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن صوم یوم الفطر والنحر، وعن الصماء۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب صوم یوم الفطر، ۱/۲۸۷
★المسند لاحمد بن حنبل، ۳/۴۶ ★ المصنف لابن ابی شیبۃ، ۳/۱۰۴)

(ترجمہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید الفطر اور ایام نحر کے روزوں سے منع فرمایا"۔

☆(حدیث:۳۰۸۱)

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: امر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بزکاۃ الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب صدقۃ الفطر صاعا من تمر، ۱/۲۰۴
★المستدرک للحاکم ۲/۲۸۳ ★المعجم الکبیر لطبرانی ۱۰/۳۶۴)

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہء فطر میں ایک صاع کھجور اور ایک صاع جَو معین فرمائے"۔

☆(حدیث:۳۰۸۳)

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما قال: فرض النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صدقۃ الفطر او قال: رمضان علی الذکر والانثی والحر والمملوک صاعا من تمر او صاعا من شعیر، فعدل الناس بہ نصف صاع من بر۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب صدقۃ الفطر علی الحر والمملوک، ۱/۲۰۵ ★السنن للنسائی، ★شرح السنۃ للبغوی، ۶/۷۲ ★التمہید لابن عبد البر، ۴/۱۳۶)

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہء فطر واجب کیا کہ رمضان کا صدقہ ہے جو مرد، عورت، آزاد، غلام، سب کی جانب سے ایک صاع کھجور، یا

ایک صاع جَو''۔

☆(حدیث:۳۱۰۸)

عن عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما قال: نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم عن الجلالۃ ان یرکب علیھا او یشرب من البانھا وان یوکل لحمھا۔

(★السنن لابی داؤد باب الشرب من فی السقاء، ۵۲۳/۲
★ المستدرک للحاکم، ۳۹/۲ ★المصنف لابن ابی شیبۃ، ۱۴۷/۸
★السنن الکبری للبیہقی، ۳۳۳/۹ ★المعجم الکبیر للطبرانی، ۳۰۴/۱۲
★ الکامل لابن عدی، ★الجامع الصغیر للسیوطی، ۵۵۸/۲)

(ترجمہ) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پلیدی کھانے والے جانوروں پر سواری کرنے، ان کا دودھ پینے اور گوشت کھانا منع فرمایا''۔

☆(حدیث:۳۱۶۱)

عن جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما قال: امرنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم ان نشترک فی الابل والبقر کل سبعۃ منا فی بدنہ۔

(المسند لاحمد بن حنبل، ۲۱۶/۴)

(ترجمہ) حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اونٹ اور گائے میں قربانی کے لیے سات (۷) لوگ شریک ہوں''۔

شارح اسلام کی احادیث پر امام احمد رضا کی تصریحات:

امام احمد رضا احکام شریعت میں شارع اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اختیارات کے متعلق ان احادیث کی روشنی میں ارشاد فرماتے ہیں:

یہاں امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اتنی حدیثوں میں وارد ہے جب کے جمع کو ایک کبیر مجلد بھی نا کافی ہو، خود قرآن عظیم نے جو ارشاد فرمایا:

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

”جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں باز رہو“

امام احمد رضا نسیم الریاض الشرح قاضی عیاض کا حوالہ دیتے ہوئے رقمطراز ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صاحب امر یعنی ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاکم ہیں اور حضور کے سوا کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم۔ (یہ ہے سلطنت مصطفیٰ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اختیار سے ابو طالب کی سزا میں تخفیف:

☆(حدیث:۳۱۷۷)

عن العباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالٰی عنھما انہ قال: یارسول اللہ ! ھل نفعت اباطالب بشیٔ فانہ کان یحوطک یغضب لک، قال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: نعم، ھو فی ضحضاح من نار، ولو لا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار۔

(★الجامع الصحیح للبخاری، باب قصۃ ابی طالب، ۱/ ۵۴۸

★الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، ۱/ ۱۱۵

★المسند لاحمد بن حنبل، ۱/ ۲۰۶ ★ تاریخ دمشق لابن عساکر، ۷/ ۹۱۷)

(ترجمہ) حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

"میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ حضور نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا نفع دیا، خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتے تھے اور حضور کے لیے لوگوں سے جھگڑتے تھے؟ فرمایا' ہاں! وہ پاؤں تک آگ میں ہے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نیچے طبقے میں ہوتے"۔

☆(حدیث:۳۱۷۸)

عن عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ تعالٰی عنہ قال : سمعت العباس رضی اللہ تعالٰی عنہ یقول : قلت : یارسول اللہ ! ان اباطالب کان یحوطک وینصرک ویغضب لک ، فھل نفعہ ذلک ، قال : نعم ،وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح۔

(⭑الجامع الصحیح للبخاری، باب کنیۃ المشرک، ۹۱۷/۲
⭑الصحیح لمسلم، کتاب الایمان، ۱۱۵/۱)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

"میں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرماتے سنا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی' یارسول اللہ! ابو طالب آپ کی حفاظت فرماتے، ہر موقع پر مدد کرتے اور آپ کی خاطر لوگوں سے جھگڑتے، کیا حضور نے بھی ابو طالب کو کچھ نفع دیا! فرمایا' میں اسے دوزخ کے غرق سے پاؤں تک کی آگ میں سے نکال لایا"۔

☆(حدیث:۳۱۷۹)

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما قال : سئل النبی

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن ابی طالب، ھل تنفعه نبوتک؟

قال: نعم، اخرجته من غمرة جهنم الی ضحضاح منها۔

(المسند لابی لیلی ۲/۳۹۹ ★ الکامل لابن عدی)

(ترجمہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو طالب کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ کی نبوت سے انھیں کچھ فائدہ پہنچا؟ فرمایا' ہاں میں نے ان کو جہنم کے عذاب میں ڈوبا ہوا پایا تو نکال کر ان کو صرف پاؤں تک چھوڑ دیا"۔

اقولِ رَضا: امام احمد رضا ان تین احادیث کے متن کے حوالے سے تجزیہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

صاحبو! مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابو طالب کے باب میں فرما رہے ہیں جنھوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا کہ میں نے اسے غرق آتش سے کھینچ لیا ہے، جہنم کی نچلی آگ سے نکال لیا اور اس کے باوجود تم وہابیوں! حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مسلمانوں کے لیے دافع البلا نہیں مانتے یہ تمہارا ایمان ہے؟ مسلمان اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تصرف، قدرتیں، اختیارات دیکھیں، یہ دنیا کیا بلا ہے آخرت کے کارخانوں کی باگیں اُن کے ہاتھ سپرد ہوئی ہیں ورنہ بغیر عزوجل کے ماذون ومختار کیے کس کی مجال کہ اللہ کے قیدی کی سزا بدل دے، جس عذاب میں اسے رکھا ہو وہاں سے اسے نکال لے، ہاں یہ وہی پیارا ہے جس کی عزت وجاہت اور جس کی محبوبیت نے دو جہاں کے اختیارات دے دیے آخر حدیث میں نہ سنا!

الکرمة والمفاتیح یومئذٍ بیدی

”عزت دینااور تمام معاملات کی کنجیاں اس دن (یوم محشر) میرے ہاتھ میں ہوں گی“۔

امام احمد رضا امام عینی شارح صحیح بخاری کے حوالے سے فرماتے ہیں:

”یہ اعتراض کہ کفار کے اچھے اعمال آخرت میں ہبا منثورہ ہوجائیں گے اوران کا ان کوکوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نفع ابوطالب وغیرہ کوحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے ملے گا اور یہ حضور کے خصائص سے ہے۔ابن حجر فتح الباری میں رقمطراز ہیں:

” اگر چہ ابو طالب وغیرہ کے لیے شفاعت ممتنع تھی لیکن یہ حضور کی خصوصیت ہے کہ آپ کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوئی“۔

امام احمد رضا آخر میں ”مجمع بحارالانوار“ کے حوالے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان سب کا حاصل یہ ہے کہ یہ نفع جوابوطالب کوہوا،ان کے کسی عمل سے نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہے۔

حضورحاشر،ماحی اورخاتم ہیں:

☆(حدیث:۳۱۸۱)

عن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم:انا محمد واحمد والحاشر والماحی والخاتم والعاقب۔

(المسند لاحمد بن حنبل، ۴۱/۵)

(ترجمہ) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کی بلا محو فرماتا ہے، میں خاتم سلسلہ نبوت ہوں اور عاقب کہ سب نبیوں کے بعد آیا“۔

امام احمد رضا اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

معاذ اللہ کفر سے بدتر اور کیا بلا ہے‘ تو جو پیارا ماحی کفر ہے اس سے بڑھ کر کون دافع البلاء ہے مگر اس نام پاک حاشر کی اسناد کو وہابی صاحب بتائیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ کیا فرما رہے ہیں، کہ میں حشر دینے والا ہوں اپنے قدموں پر خلائق کو۔تم نے تو قرآن مجید سے یہ سنا ہوگا کہ نشر کرنا، حشر دینا خدا کی شان ہے، یہاں تمہارا امام الطائفہ یہی کہے گا کہ نبی نے اپنے آپ کو خدا کی شان میں ملا دیا، تم مدعیان علم وایمان ابھی خدا کی شان ہی کے معنی نہ سمجھے، نبی کی سب شانیں خدا کی شان ہیں، تو خدا کی بعض شانیں ضرور نبی کی شان ہیں، کہ موجبہ کلیہ کو اسکا عکس موجبہ جزئیہ لازم ہے۔ہاں وہ شان جس سے خدائی لازم آئے نبی کے لیے نہیں ہوسکتی، دفع بلا، یا سماع ندا، یا فریاد کو پہنچنا، یا مراد کا دینا وغیرہ وغیرہ امور نزاعیہ کہ بعطائے رحمانی ووساطت فیض ربانی سے مانے جاتے ہیں لزوم الوہیت سے کیا تعلق رکھتے ہیں۔ولکن من لم یجعل اللہ لہ نورا۔(الامن والعلی،ص:۱۳۰)

❁ ❁ ❁

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۳)

حضور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اختیاراتِ آخرت

☆(حدیث:۲۸۰۱)

عن عبد اللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: اِنّہ لَمۡ یَکُنۡ نَبِیّ اِلّا لَہ دَعۡوَۃ قَدۡ تخیر ہا فی الدنیا و اِنّی قد اختبأت دعوتی شفاعۃ لأمتی و أنا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر، و أنا اول من تنشق لہ الارض و لا فخر، و بیدی لواء الحمد ولا فخر، و آدم و من دونہ تحت لوائی و لا فخر، فاذا أراد اللّٰہ ان یصدع بین خلقہ نادی مناد أین أحمد و امتہ، فنحن الاخرون الاولون، نحن آخر الامم و اول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقتنا فتمضی غرًا محجلین من أثر الطہور، فیقول الامم، کادت ہذہ الأمۃ أن تکون أنبیاء کلہا۔

(الجامع الصحیح للبخاری، باب فی المیتۃ والارادۃ ۲/۱۱۱۳

الصحیح لمسلم کتاب الایمان ۱/۱۱۳

السنن لابن ماجه باب ذکر الشفاعة ۲/۳۲۹)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکے اور میں نے اپنی دعا روزِ قیامت کے لیے اُٹھا رکھی ہے، وہ شفاعت ہے میری اُمت کے واسطے اور میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں، اول میں مرقد سے اُٹھوں گا اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میرے ہاتھ میں لوأ الحمد ہوگا اور کچھ فخر نہیں، آدم اور اُن کے بعد جتنے (انبیاء) ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں" احمد اور اُن کی اُمت! تو ہم ہی آخر ہیں اور ہمیں اول، ہم سب اُمتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں اول اور پہلے تمام اُمتیں ہمارے لیے راستے دیں گی اور جب ہم چلیں گے تو ہمارے تمام اعضا اثرِ وضو سے درخشندہ اور تابندہ اور چمکتے ہوں گے۔ سب اُمتیں کہیں گی' قریب تھا کہ یہ اُمت تو ساری کی ساری انبیاء کی مانند ہے"۔

☆(حدیث:۲۸۰۶)

عن انس بن مالک رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: انی لا ول الناس تنشق الارض عن جمجمتی یوم القیامة ولا فخر، واعطی لواء الحمد ولا فخر، وانا سید الناس

یوم القیامة ولا فخر، وانا اول من یدخل الجنة یوم القیامة ولا فخر، وانی آتی باب الجنة فاٰخذ بحلقتها فیقولون: من ہذا؟ فاقول: انا محمد، فیفتحون لی فادخل، فاذا الجبار عزوجل مستقبلی فا سجدله فیقول: ارفع رأسک یا محمد! و تکلم یسمع منک، وقل یقبل منک واشفع تشفع، فا رفع رأسی فاقول: امتی امتی یارب! فیقول: اذہب الی امتک، فمن وجدت فی قلبه مثقال حبة من شعیر من الایمان فأدخله الجنة، فا قبل فمن وجدت فی قلبه ذلک فادخله الجنة فاذا الجبار مستقبلی فاسجد له فیقول: ارفع رأسک یا محمد! وتکلم یسمع منک، وقل یقبل منک واشفع تشفع، فأرفع رأسی فاقول: امتی امتی ای رب! فیقول: اذہب الی امتک، فمن وجدت فی قلبه نصف حبة من شعیر من الایمان فأدخله الجنة، فاذا الجبار مستقبلی فاسجد له فیقول: ارفع راسک یا محمد! وتکلم یسمع منک، و قل یقبل منک واشفع تشفع، فارفع رأسی فاقول: امتی امتی ای رب! فیقول: اذہب الی امتک فمن وجدت فی قلبه حبة من خردل من الایمان فأدخله الجنة، فأدخله الجنة، فاذہب فمن وجدت فی قلبه مثقال ذلک ادخلهم الجنة۔ وفرغ اللّٰہ من حساب الناس، وادخل من بقی من امتی النار مع اہل النار، فیقول اہل النار ما اغنی عنکم انکم کنتم

تعبدون اللّٰہ عزوجل لا تشرکون بہ شیئا ، فیقول الجبار عزوجل : فبعزتی لاعتقھم من النار ، فیرسل الیھم فیخرجون وقد امتحشوا فیدخلون فی نھر الحیاۃ فینبتون فیہ کما تنبت الحبۃ فی غثاء السیل ویکتب بین اعینھم ہؤلآء عتقاء اللّٰہ عزوجل فیذھب بھم فید خلون الجنۃ ، فیقول لھم اہل الجنۃ ہؤلآء الجھنمیون، فیقول الجبار : بل ہؤلاء عتقاء الجبار عزوجل۔

(★المسند لاحمد بن حنبل ۳/۱۴۴ ★کنز العمال للمتقی، ۳۲۰۴۸، ۱۱/۴۳۵
★ اتحاف السادۃ للزبیدی، ۱۰/۴۹۱ ★ مجمع الزوائد للہیثمی، ۷/۳۴۹
★ دلائل النبوۃ لابی نعیم، ۱/۱۳)

حضور صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہر اُمتی کو بخشوائیں گے:

(ترجمہ) حضرت انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا‘ میں روز قیامت سب سے پہلے اپنی مرقد سے باہر آؤنگا اور مجھے اس پر فخر نہیں، لوأ الحمد مجھے دیا جائے گا مجھے اسپر فخر نہیں، میں روز قیامت تمام لوگوں کا سردار (سید) ہوں گا مجھے اس پر کچھ تفاخر نہیں، روز قیامت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا مجھے اس چیز پر بھی فخر نہیں، میں جنت کے دروازے پر پہنچ کر اس کی زنجیریں ہلاؤں گا تو مجھ سے دربانِ جنت کہے گا! آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا‘ محمد، تو میرے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا، اللّٰہ تعالیٰ فرمائے گا‘ اے محمد! سر اُٹھاؤ کہو، تمہاری شفاعت مقبول ہوگی۔ میں اپنا سر اُٹھا کر

عرض کروں گا' اے میرے رب! میری اُمت اے میرے رب میری اُمت! اللہ تعالیٰ فرمائے گا' جاؤ ہر اس اپنے اُمتی کو جنت میں داخل کردو جس کے دل میں جَو کے دانہ برابر بھی ایمان ہو۔ میں آؤں گا اور جس کو ایسا پاؤں گا اس کو جنت میں پہنچا دوں گا۔ پھر مجھے دیدارِ خداوندی کرایا جائیے گا تو میں سجدۂ شکر ادا کروں گا، پھر فرمانِ الٰہی ہوگا' اے محمد! سر اُٹھاؤ تمہاری سنی جائے گی، عرض کرو تمہاری درخواست قبول ہوگی، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائیگی۔ پھر میں سر اُٹھا کر عرض کروں گا' اے میرے رب اُمتی اُمتی! اللہ تعالیٰ فرمائے گا' جاؤ ہر اس اُمتی کو جس کے قلب میں جَو کے آدھے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو بھی جنت میں داخل کردو۔ چنانچہ میں ان لوگوں کو بھی جنت میں داخل کردونگا۔ مجھے پھر دیدارِ الٰہی سے مشرف کیا جائے گا۔ میں پھر سجدہ کرونگا حکم ہوگا، سر اُٹھاؤ، بات سنی جائیگی، جاؤ اپنے ہر اس اُمتی کو جنت میں لے جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو۔ پھر میں ان سب کو جنت میں لے جاؤں گا"۔ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

حضور اول و آخر' ظاہر و باطن ہیں:

حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ جبرائیل نے مجھے یوں آ کر سلام کیا:

"السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر

السلام علیک یا ظاہر والسلام علیک یا باطن“

میں نے کہا اے جبرائیل! یہ تو خالق کی صفتیں ہیں، مخلوق کو کیوں کر مل سکتی ہیں! جبرائیل نے عرض کی، میں نے خدا کے حکم سے حضور کو ان صفتوں سے سلام کیا ہے۔ اس نے حضور کو ان اپنی صفتوں سے فضیلت اور تمام انبیاء کرام و مرسلین پر خصوصیت بخشی ہے۔ اپنے نام وصفت سے حضور کے لیے نام وصفت مشتق فرمائے ہیں۔ حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور آخر نام رکھا اس لیے کہ آپ ظہور میں سے سب سے مؤخر یعنی آخر میں ہیں اور آخر اُمت کی طرف خاتم الانبیاء ہیں اور باطن نام اس لیے رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے باپ آدم کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ساق عرش پر سرخ نور سے اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام لکھا اور مجھے اس وقت حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا، میں نے ہزار سال حضور پر درود بھیجے یہاں تک کہ حق جل وعلا نے حضور کو مبعوث فرمادیا، خوشخبری دینے اور ڈر سنانے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے حکم سے بلانے والے اور چراغ تاباں اور ظاہر اس لیے حضور کا نام رکھا کہ ان کے اس زمانے میں حضور کو تمام ادیان پر غلبہ دیا اور حضور کا شرف وفضل سب اہل آسمان و زمین پر آشکار کیا۔ تو ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے حضور پر درود نہ بھیجا ہو، اللہ تعالیٰ حضور پر درود بھیجے، حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد اور حضور کا رب اول و آخر، باطن و ظاہر ہے اور حضور اول و آخر، ظاہر و باطن ہیں، یہ عظیم الشان بشارت سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمد للہ الذی فضلنی علٰی جمیع النبیین حتّٰی فی اسمی وصفتی

(حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام

اورصفت میں)"۔(تجلی الیقین ازامام احمد رضا،ص:۱۵۱)

ذخیرۂ پانی پر اختیار نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

☆(حدیث:۲۸۳۶)

عن جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما قال: عطش الناس یوم الحدیبیۃ و النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم بین یدیہ رکوۃ فتوضا فجہش الناس نحوہ قال: ما لکم؟ قالوا: لیس عندنا ماء نتوضأ و لا نشرب الا ما بین یدیک، فوضع یدہ فی الرکوۃ فجعل الماء یثوربین اصابعہ کامثال العیون، فشربنا و توضأنا قلت: کم کنتم قال: لوکنا مأۃ الف لکفانا، اناکنا خمس عشرۃ مأۃ۔

(الجامع الصحیح للبخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ۱/۵۰۵)

(ترجمہ) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

حدیبیہ کے روز لوگ پیاس کی شدت میں مبتلا ہوئے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک چھاگل رکھی ہوئی تھی جس سے آپ نے وضو فرمایا، پھر لوگ آپ کے گرد آکر جمع ہوگئے، حضور نے یہ دیکھ کر فرمایا کس لیے تم لوگ یہاں جمع ہوئے ہو! ہم نے عرض کی' ہمارے پاس وضو کے لیے پانی نہیں اور نہ پینے کے لیے، بس تھوڑا سا پانی ہے جو حضور کے پاس رکھا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ مبارک چھاگل (چمڑے کا برتن) میں ڈالا تو پانی آپ کی انگشتان مبارک سے ایسا اُبل

پڑا جیسے چشمے سے پانی اُبلتا ہے،تو ہم سب نے پیا اور وضو بھی کیا،راوی کہتا ہے میں نے جابر سے پوچھا کہ آپ کتنے حضرات تھے؟ فرمایا' اگر ایک لاکھ ہوتے جب بھی وہ پانی کافی ہوجاتا لیکن ہم پندرہ سو تھے“۔

☆(حدیث:۲۸۳۷)

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: کنا نعد الآیات برکۃ و انتم تعدونہا تخویفا ، کنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی سفر فقل الماء ، فقال: اطلبوا فضلۃ من ماء فجاء وا باناء فیہ ماء قلیل، فادخل یدہ فی الاناء ثم قال: حی علی الطہور المبارک والبرکۃ من اللہ ، فلقد رأیت الماء ینبع من بین اصابع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم و لقد کنا نسمع تسبیح الطعام وہو یؤکل۔

(الجامع الصحیح للبخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ۱/۵۰۵)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برکت والے معجزات شمار کرتے تھے جب کہ تم خوف دلانے والی آیات کی شمار میں لگے رہتے ہو،سنو! ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے، پانی کی قلت ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' کچھ بچا ہوا پانی ہوتو لے آؤ۔ ہم ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لے کر حاضر ہوئے اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

برتن میں اپنا دست اقدس ڈالا اور فرمایا' پاک پانی کی طرف آ ؤ جو اللہ کی طرف مبارک اور برکت والا ہے۔ میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک انگلیوں سے اُبل رہا تھا۔ اس کے علاوہ ہم نے بارہا یہ معجزہ دیکھا کہ ہم خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کھانے سے تسبیح پڑھنے کی آواز سنا کرتے تھے"۔

امام احمد رضا اس واقعہ اور معجزہ کا اظہار ایک شعر میں اس طرح فرماتے ہیں۔

اُنگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنج آبِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ !

ایک اور شعر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس انگلیوں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اُنگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہے جاری
جوش پر آتی ہے جب غم خواری تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

امام احمد رضا اسی اختیاراتِ رسول کا ذکر کرتے ہوئے ان کی فیاضی کا یوں بھی بیان کرتے ہیں۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیے ہیں دُربے بہا دیے ہیں

مصطفیٰ

جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۴)

نبیٔ مختار کے ملائکہ وانبیاء ومرسلین بھی مقتدی ہیں

☆(حدیث:۲۸۶۷)

عن ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللّٰہ تعالٰی عنہا قالت: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم: نشر لی رہط من الانبیاء فیھم ابراہیم وموسٰی وعیسٰی، علیہ الصلوٰۃ والسلام، فصلیت بہم۔ (المعجم الکبیر الطبرانی، ۱۰/۸۵ ★ تاریخ دمشق لابن عساکر)

(ترجمہ) حضرت اُم ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' ایک جماعت انبیاء جس میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم تھے میرے لیے اکٹھا کی گئی میں نے انھیں نماز پڑھائی"۔

☆(حدیث:۲۸۶۹)

عن کعب الاحبار رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال: فاذن جبرئیل و

نزلت الملائکة من السماء وحشر اللہ لہ المرسلین،فصلی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بالملائکۃ والمرسلین۔

(ترجمہ) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

”شبِ معراج حضرت جبرائیل نے اذان کہی اور آسمان سے فرشتے اُترے، اللہ تعالٰی نے حضور کے لیے مرسلین جمع فرمائے اور حضور نے ملائکہ ومرسلین کی امامت فرمائی“۔

☆(حدیث:۲۸۷۰)

عن ام المؤمنین عائشۃ الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم : لما اسری بی الی السماء اذن جبرئیل علیہ السلام، فظننت الملائکۃ انہ یصلی بہم فقدمنی فصلیت بالملائکۃ۔

(الدرالمنثور للسیوطی، ۵/۲۰۵★الحاوی للفتاوی، ۲/۲۵۹)

(ترجمہ) اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا’ شب معراج جب میں آسمانوں پر گیا تو جبرائیل نے اذان دی، ملائکہ سمجھے ہمیں جبرائیل نماز پڑھائیں گے، جبرائیل نے مجھے آگے کیا اور میں نے ملائکہ کی امامت کی“۔

امام احمد رضا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معراج کے حوالے سے کئی اشعار قلمبند فرمائے ہیں۔

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

اصلالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لیے
نماز اقصیٰ میں تھا یہ ہی سرِّ عیاں ہوں معنی اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

جانوروں پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکمرانی:

☆(حدیث:۳۱۹۲)

عن ام المؤمنین ام سلمة رضی اللہ عنها قالت: کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم فی الصحراء فاذا منادیا ینادیه، یارسول اللہ! فالتفت فلم یر احدا، ثم التفت فاذا ظبیة موثقة، فقالت: ادن منی یارسول اللہ! فدنا منها فقال: حاجتک؟ قالت: ان لی خشفین فی ذلک الجبل، فخلنی حتی اذهب فارضعهما، ثم ارجع الیک، قال: وتفعلین؟ قالت: عذبنی اللہ بعذاب العشار ان لم افعل، فاطلقها فذهبت فارضعت خشفیها ثم رجعت فأوثقها، وانتبه الاعرابی، فقال: لک حاجة یارسول اللہ! قال: نعم، تطلق هذه، فاطلقها، فخرجت۔ تعدو وهی تقول: اشهدان لا اله الا اللہ وانک لرسول اللہ۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ۳۲/۲۳)

(ترجمہ) اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:
”ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہر سے باہر جنگل میں تشریف رکھتے تھے

کہ کسی کے پکارنے کی آواز سنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں طرف دیکھا کسی کو نہ پایا پھر نظر فرمائی تو ایک ہرنی بندھی ہوئی پائی، تو اس نے اپنی زبان میں عرض کی' یارسول اللہ! میرے پاس تشریف لائیں۔ رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اس ہرنی کے قریب تشریف لے گئے۔ فرمایا' اے ہرنی تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے عرض کی' حضور فلاں پہاڑ کے پاس میرے دو بچے ہیں حضور مجھے کھول دیں کہ میں انھیں دودھ پلا کر آجاؤں۔ حضور نے اس سے پوچھا کہ تو اپنا وعدہ پورا کرے گی! ہرنی نے عرض کی میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ پر ان لوگوں جیسا عذاب کرے جو ظلماً لوگوں کا مال چھین لیتے ہیں۔ رحمۃ للعالمین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس ہرنی کو کھول دیا، وہ گئی اور تھوڑی دیر میں دودھ پلا کر آگئی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے دوبارہ اس کو باندھ دیا۔ اس ہرنی کا مالک بیدار ہوا اور اس نے حضور سے پوچھا' حضور آپ کو مجھ سے کوئی کام ہے کہ میں اس کو پورا کروں؟ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا' ہاں تو اس ہرنی کو آزاد کردے۔ اس نے حضور کی اطاعت کرتے ہوئے فوراً اس ہرنی کو کھول دیا۔ وہ دوڑتی ہوئی یہ کلمات پڑھتی ہوئی گئی:

اشھدان لا الہ الا اللہ وانك لرسول اللہ (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم)"۔

مالکِ کائنات کی چپہ چپہ اور ہر مخلوق پر حکومت:

☆ (حدیث: ۳۲۵۶)

عن عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: صلی

بنارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم یوما الفجر وصعدالمنبر حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ، ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبر بما ھو کائن الی یوم القیامۃ، قال : فاعلمنا احفظنا ۔

(الصحیح لمسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، ۲/۳۹۰)

(ترجمہ) حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

"ایک روز ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا، منبر سے اُتر کر نماز پڑھائی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور عصر تک خطبہ ارشاد فرمایا پھر مصلّے پر تشریف لا کر نماز عصر پڑھائی اور پھر غروب آفتاب تک خطبہ دیا، ان خطبات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات اور چیزوں کی خبر دی، اب ہم میں وہی زیادہ جانتا ہے جس نے ان خطبات کو زیادہ یاد رکھا"۔

☆ (حدیث:۳۲۵۷)

عن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہ قال: قام فینا النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم، حفظ ذلک من حفظ ونسیہ من نسیہ۔

(الجامع الصحیح للبخاری، کتاب بدء الخلق، ۱/۴۵۳)

(ترجمہ) امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان تشریف فرما کر ابتدأ آفرنیش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخلہ تک کا حال بیان کر دیا جس نے یاد رکھا، یاد رکھا، جو بھول گیا وہ بھول گیا"۔

☆(حدیث:۳۲۵۹)

عن امیر المؤمنین علی المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: سلونی قبل ان تفقدونی، فانی لا اسئل عن شئ دون العرش الا اخبرت عنہ۔

(ابن النجار، اتحاف السادۃ للزبیدی ۱۱/۴۹۶)

(ترجمہ) امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' مجھ سے میرے وصال سے پہلے پہلے جو کچھ معلوم کرنا ہے کرلو یہاں تک کہ عرش کے نیچے کی جس چیز سے متعلق سوال کروگے اس کی خبر دوں گا"۔

پوری اُمت کی خبر گیری رکھتے ہیں:

☆(حدیث:۳۲۶۱)

عن حذیفۃ بن اسید رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: عرضت علی امتی البارحۃ لدن ھذہ الحجرۃ حتی لا عرف بالرجل منھم من احدکم بصاحبہ۔

(⭑الصحیح لمسلم، کتاب المساجد، ١/٢٠٧
⭑السنن لابی داؤد، کتاب الصلوۃ، ١/٦٦
⭑الادب المفرد للبخاری، ٣٦، ⭑المسند لاحمد بن حنبل، ٦/٢٢٧
⭑الجامع الصغیر للسیوطی، ٢/٣٣٥)

(ترجمہ) حضرت حذیفہ بن اُسید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ:

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' گزشتہ رات مجھ پر میری اُمت میرے حجرے کے پاس میرے سامنے پیش کی گئی، بے شک میں ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو"۔

☆(حدیث:٣٢٦٢)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنهما قال: خرج رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وفی یدیه کتابان، فقال اتدرون ماهذان الکتابان؟ قلنا: لا یا رسول اللہ! الا ان تخبرنا، فقال للذی فی یده الیمنی: هذا کتاب من رب العالمین، فیه اسماء اهل الجنة واسماء آبائهم وقبائلهم ثم اجمل علی آخرهم، فلا یزاد فیهم ولا ینقص منهم ابدا، ثم قال للذی فی شماله: هذا کتاب من رب العالمین، فیه اسماء اهل النار واسماء آبائهم وقبائلهم ثم اجمل علی آخرهم فلا یزاد فیهم ولا ینقص منهم ابدا۔

(⭑الجامع للترمذی، باب ماجاء ان اللہ کتب کتابا لاهل الخ، ٢/٣٦
⭑مشکوۃ المصابیح للتبریزی، ١/٢١ ⭑المسند لاحمد بن حنبل، ٢/١٢٧
⭑المعجم الکبیر للطبرانی، ٣/١٨١)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف فرما ہوئے تو آپ کے دونوں مبارک ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں، فرمایا' جانتے ہو یہ کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کی' نہیں یا رسول اللہ! ہاں آپ بتائیں۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ میں جو کتاب تھی اس کے لیے بتایا' یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتاب ہے اس میں تمام اہل جنت کے نام ان کی ولدیت اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ ان سب کا تعین کرلیا گیا ہے، اب اس میں نہ زیادہ ہوسکتے ہیں نہ کم ہوسکتے ہیں۔ پھر بائیں ہاتھ کی کتاب کی طرف اشارہ کرکے بتایا' یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی کتاب ہے اس میں اہل جہنم کے نام ان کی ولدیت اور قبیلوں کے نام کے ساتھ ہیں۔ پھر اس میں آخر میں سب کو جوڑ کر کل تعداد بتادی گئی ہے۔ اب ان میں بھی نہ کمی ہوسکتی اور نہ زیادتی"۔

مختارِ سلطنتِ کائنات اُمتیوں کے زبردست نگہبان:

☆(حدیث:۳۳۱۲)

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: مثلی ومثلکم کمثل رجل اوقد نارا، فجعل الفراش والجنادب یقعن فیھا وھو یذبھن عنھا وانا آخذ بحجزکم عن النار، وانتم تفلّتون من یدی۔

(المسند لاحمد بن حنبل، ۳/۳۹۲ ★الترغیب والترہیب للمنزری، ۴/۴۵۳

★ دلائل النبوۃ للبیہقی، ۱/۳۶۷)

(ترجمہ) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشاد فرمایا' میری تمہاری کہاوت ایسی ہے جیسے کسی نے آگ روشن کی، پنکھیاں اور جھینگر اس میں گرنا شروع ہوئے، وہ انھیں آگ سے ہٹا رہا ہے اور میں تمہاری کمریں پکڑے تمہیں آگ سے بچا رہا ہوں اور تم میرے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہو"۔

☆ (حدیث: ۳۳۱۳)

عن سمرة بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: لیس منکم الا انا ممسک بحجزته ان یقع فی النار۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ۷/۲۶۹)

(ترجمہ) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' تم سب میں ایسا کوئی نہیں کہ میں اس کا کمر بند پکڑے روک نہ رہا ہوں کہ کہیں آگ میں نہ گر پڑے"۔

☆ (حدیث: ۳۳۱۴)

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ان اللہ لم یحرم حرمة الا وقد علم انه سیطلعها منکم مطلع، الا وانی ممسک بحجزکم ان تهافتوا فی النار کتهافت الفراس والذباب۔

(المسند لاحمد بن حنبل، ۱/۴۲۴)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا' اللہ عزوجل نے جو حرمت حرام کی اس کے ساتھ یہ بھی جانا کہ تم میں کوئی جھانکنے والا اسے ضرور جھانکے گا سن لو! اور میں تمہارا کمر بند پکڑے ہوں کہیں پے در پے آگ میں پھاند نہ پڑو، جیسے پروانے گرتے ہیں"۔

نبی التوبہ کے تمام عالم کے انسانوں کے لیے معافی کی سہولت:

☆(حدیث:۳۳۳۰)

عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم : انا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ۔

(★الصحیح لمسلم، کتاب الفضائل، ۲/۲۶۱

★ المسند لاحمد بن حنبل، ۴/۳۹۵ ★ المستدرک للحاکم، ۲/۶۰۴

★ التاریخ الصغیر للبخاری، ۱/۱۰ ★المعجم الصغیر للطبرانی، ۱/۸۰

★ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، ۵/۱۰۰ ★ منحۃ المعبود للساعاتی، ۲۳۱۳

★ کنز العمال للمتقی، ۳۲۱۶۲، ۱۱/۴۶۳ ★الطبقات الکبری لابن سعد، ۱/۶۵

★المصنف لابن ابی شیبۃ، ۱۱/۴۵۸ ★تاریخ دمشق لابن عساکر، ۱/۲۷۵)

(ترجمہ) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا نبی التوبہ اور رحمۃ کا نبی"۔(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

امام احمد رضا نام مبارک "نبی التوبہ" کے خصائص بیان کرتے ہوئے

رقمطراز ہیں:

یہ نام "نبی التوبہ" جامع وکثیر المنافع نام پاک ہے۔ آپ نے اس نام کے خصائص کی ۱۳ وجوہات اسلاف کی تحریر سے بتائیں اور ۴ کا اضافہ کرکے اس نام "نبی التوبہ" کے ۱۷ خصائص مندرجہ ذیل تحریر فرمائے ہیں:

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے عالم نے توبہ کی اور رجوع الی اللہ کی دولتیں پائیں۔ حضور کی پکار پر متفرق جماعتیں اللہ عزوجل کی طرف پلٹ آئیں۔ ذکرہ فی مطالع المسرات وقاری فی شرح الشفاء والشیخ المحقق فی اشعة اللمعات وعلیه اقتصر فی المواهب اللدنیه شرح الاسماء العلیه وقبله شارحه الزرقانی عندسردہا۔

۲۔ ان کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی۔ ذکرہ الشیخ فی اللمعات والاشعة۔ اقول ولیس بالاول فان الهدایة دعوة وارائة وبالبرکة توفیق الوصول

۳۔ ان کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیاء کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی۔ ذکرہ الشیخ فی اللمعات واشار الیه فی الاشعة حیث قال بعد ذکر الاولین "این صفت در جمیع انبیاء مشترک ست ودر ذات شریف آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازہمہ بیشتر ووافر وکامل ترست۔ صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روز قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں زائد ہوگی نہ فقط ہر ایک اُمت جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے۔ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمداللہ تعالیٰ اسی (۸۰) ہماری اور چالیس (۴۰) میں باقی سب اُمتیں۔

والحمدللہ رب العالمین۔

۴۔ وہ توبہ کا حکم لے کر آئے۔ ذکرہ الامام النووی فی شرح صحیح مسلم والقاری فی جمیع الوسائل والزرقانی فی شرح المواہب۔

۵۔ اللہ عزوجل کے حضور سے قبول توبہ کی بشارت لائے۔ ذکرہ الزرقانی فی شرح المواہب والمناوی فی التیسیر۔

۶۔ اقول بلکہ وہ توبہ عام لائے، ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے توبہ لاتا وہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۷۔ بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء سب ان کے نائب ہیں تو روز اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی، واقع ہوئی یا وقوع پائے گی، سب کے نبی ہمارے نبی توبہ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، ذکرہ الفاسی فی مطالع المسرات فجزاء اللہ تعالیٰ معانی المبراث وعوالی المسرات۔

۸۔ توبہ سے مراد اہل توبہ ہیں، ای علی وزان قولہ تعالیٰ وسل القریۃ، یعنی توابین کے نبی۔ مطالع المسرات مع زیادۃ منی۔

اقول:۔ اب اوفق یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں، کما سوغہ المناوی ثم العزیزی فی شروح الجامع الصغیر۔ حاصل یہ کہ تمام اہل ایمان کے نبی۔

۹۔ ان کی اُمت توابین ہیں، وصف توبہ میں سب اُمتوں سے ممتاز ہیں، قرآن ان کی صفت میں التائبون فرماتا ہے، جمع الوسائل۔ جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں یہ اُمت کا فضل ہے اور امت کا ہر فضل اس کے نبی کی طرف راجع۔ مطالع

اقول وبہ فارق ماقبلہ فلیس فیہ حذف ولا تجوز۔

۱۰۔ ان کی اُمت کی توبہ سب امتوں سے زائد مقبول ہوئی، حفنی علی الجامع الصغیر کہ ان کی توبہ میں مجرد ندامت وترک فی الحال وعزم امتناع پر کفایت کی گئی، نبی الرحمۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بوجھ اُتار لیے اگلی اُمتوں کے سخت وشدید باران اِن پر نہ آنے دیئے، اگلوں کی توبہ سخت سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی، گوسالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی، کما نطق بہ القرآن العزیز، جب ستر ہزار آپس میں کٹ چکے ہیں اس وقت توبہ قبول ہوئی، شرح الشفا للقاری وللمرقاۃ ونسیم الریاض والفاسی و مجمع البحار برمز (ن) للامام النودی والزی رایتہ فی منہاجہ ما قدمت فحسب۔

۱۱۔ وہ خود کثیر التوبہ ہیں، صحیح بخاری میں ہے، میں ہر روز اللہ سبحانہٗ سے سو بار استغفار کرتا ہوں، شرح الشفا والمرقاۃ واللمعات والمجمع برمز (ط) للطیبی والزرقانی، ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے، حسنات الابرار سیات المقربین۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آن ترقی مقامات قرب ومشاہدہ میں ہیں، وللآخرۃ خیرلك من الاولیٰ۔ جب ایک مقام اجل واعلیٰ پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ واستغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں، صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ مطالع مع بعض زیادات منی۔

۱۲۔ انہیں کے امت کے آخر میں باب توبہ بند ہوگا، شرح الشفا للقاری اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا امکان رہتا کہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے یہاں باب نبوت مسدود اور ختم ملت پر توبہ مفقود، تو جوان کے

دست اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لیے کہیں توبہ نہیں، افادہ الفاسی وبہ استقام کونہ
من وجوہ التسمی بھذا الاسم العلی السمی۔

۱۳۔ وہ فاتح باب توبہ ہیں، سب میں پہلے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توبہ کی وہ انہیں کے توسل سے تھی تو وہی اصل توبہ ہیں اور وہی وسیلۂ توبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، مطالع۔

۱۴۔ وہ توبہ قبول کرنے والے ہیں، ان کا دروازۂ کرم توبہ و معذرت کرنے والوں کے لیے ہمیشہ مفتوح ہے، جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون ان کے زمانۂ نصرانیت میں مباح فرمادیا ہے۔ ان کے بھائی بجیر بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں لکھا، طر الیہ فانہ لا یرد من جاء تائبا، ان کے حضور اُڑ کر آ، جو ان کے سامنے توبہ کرتا حاضر ہو یا اسے کبھی رد نہیں فرماتے، مطالع المسرات، اسی بنا پر کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں قصیدہ نعتیہ بانت سعاد نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں۔

انبئت ان رسول اللہ او عدنی
والعفو عند رسول اللہ مامول
انی اتیت رسول اللہ معتذرا
والعذر عند رسول اللہ مقبول

”مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے لیے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عذر دولتِ قبول پاتا ہے“۔

توراۃ مقدس میں ہے،لا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر،احمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے،رواہ البخاری عن عبد اللہ بن عمرو والدارمی وابنا سعد وعساکر عن ابن عباس والاخیر عن عبد اللہ بن سلام وابن ابی حاتم عن وہب بن منبہ وابو نعیم عن کعب الاحبار رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ولہٰذا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ ہیں،عفو غفور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

(۱۵) وہ نبی توبہ ہیں۔بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار کریں کہ اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے اس کا علم اس کا سمع،اس کا شہود سب جگہ ایک جیسا ہے،مگر حکم یہی ہے کہ میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (النساء:۶۴)

(اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں اور تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں)۔

امام احمد رضا نے اس توبہ سے متعلق "نبی التوبہ" کے حوالے سے کئی اشعار قلم بند کیے ہیں:ـ

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤك ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے
اپنے خطا واروں کو اپنے ہی دامن میں لو
کون کرے یہ بھلا تم پہ کروڑوں درود

کر کے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ

تم کہو دامن میں آ تم پہ کروڑوں درود

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی

کوئی کمی سرورا تم پہ کروڑوں درود

(حدائق بخشش)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا اب حضورِ مزار پر انوار ہے اور جہاں یہ بھی میسر نہ ہو تو دل سے حضور پر نور کی طرف توجہ حضور سے توسل فریاد و استغاثہ طلب شفاعت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔

مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:

روح النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اہل الاسلام۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح اہل اسلام کے گھروں میں موجود ہے"۔

(۱۶) "مفیض توبہ" ہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توبہ لیتے بھی اور توبہ دیتے بھی ہیں، یہ توبہ کی توفیق نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کر سکے، توبہ ایک نعمت عظمٰی بلکہ اجل نعم (نعمت) ہے۔

امام احمد رضا اس نعمت اجل سے متعلق فرماتے ہیں:

یہ نصوص متواترہ اولیائے کرام وآئمہ عظام وعلمائے اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت بشمول توبہ الی الرسول، قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیاوی، ظاہری یا باطنی، روز اول سے اب تک اور اب سے قیامت تک قیامت سے آخرت آخرت سے ابد تک، مؤمن یا کافر،

مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوی اللہ عزوجل میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انھیں کے صبائے کرم سے کھلتی ہے اور کھلے گی ،انھیں کے ہاتھوں پر بٹتی ہے اور بٹے گی، یہ سرالوجود واصل والوجود خلیفۃ اللہ الاعظم وولی نعمت عالم ہیں کہ خود فرماتے ہیں:

انا ابو القاسم اللہ یعطی وانا اقسم

"میں ابوالقاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں"

ان کا رب فرماتا ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ

(ہم نے بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے)

امام احمد رضا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تقسیم پر کہ کس طرح وہ اپنے امتیوں کی مدد کرتے ہیں اور اللہ کی نعمتیں ان میں تقسیم کرنے کا اختیار رکھتے تھے ان کو اشعار میں اس طرح پیش کرتے ہیں: ؎

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے
مالک کل کہلاتے یہ ہیں
انا اعطینك الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہی کھلاتے یہ ہیں

فرماتے ہیں:

فقیر احمد رضا نے اس جانفزا و ایمان افروز دشمن گزا و شیطان سوز بحث کی تفصیل جلیل اور اس پر نصوص قاہرہ کثیرہ وآخرہ کی تکثیر جمیل اپنے رسالہ مبارکہ "سلطنت المصطفیٰ فی الملکوت کل الوریٰ" میں ذکر کی"۔

(جامع الاحادیث، جلد: ۴، ص: ۴۶۱)

امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہی آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے
بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

تم سے کھلا بابِ جود تم سے ہے سب کا وجود
تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں درود

(حدائق بخشش)

(۱۷) وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے۔توبہ میں ان کا نام پاک نام جلالت حضرت عزت عزوجلالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ ورسول کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

امام احمد رضا فرماتے ہیں:

"توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا،جس کی معصیت کی ہے اس سے عہد اطاعت کی تجدید کرکے اسے راضی کرنا اور نص قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عزوجل کا ہر گنہگار حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گنہگار ہے"۔

امام احمد رضا آخر میں ان ۱۷ توجیہات کے بعد رقمطراز ہیں کہ یہ نفیس فوائد "نبی التوبہ" کے متعلق جو زبان پر آ گئے قابل حفظ ہیں کہ اس رسالہ "جزاء عدوہ" کے غیر میں نہ ملیں گے۔

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست

مگر میں (احمد رضا) اُمید کرتا ہوں کہ فقیر کی تین توجیہیں اخیر بحمد اللہ تعالیٰ چیزے دیگر ہیں،وباللہ التوفیق۔ (امام احمد رضا،رسالہ "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ (۱۳۱۶ھ)")

❁❁❁

ھذا من فضل ربی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اختتامیہ

”تم ہی تم ہو تم ہی تم ہو یہاں تم ہو وہاں تم ہو“

(پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری)

قارئین کرام! آپ نے پچھلے اوراق میں نبیِٔ مختار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اختیارات اور تصرفات ملاحظہ کیے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے آپ کو اپنی کائنات (سلطنتِ الٰہیہ) کا نائب اعظم بنایا ہوا ہے اور اسی لیے کائنات میں تمام مخلوق کے لیے آپ کو رحمت بنا رکھا ہے۔ ہم انسانوں کو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات انسانوں کے مابین سمجھ نہیں آتے اور اپنی عقل لگا کر یا تو اختیاراتِ رسول کو معاذ اللہ شرک سے تعبیر کر دیتے ہیں یا اپنا جیسا انسان قرار دے کر ان تمام اختیارات کو جھوٹا گردانتے ہیں مگر حقیقت میں اگر انسان اللہ ورسول کی باتوں کو دل سے یقین کر لے، عقل قبول کرے نہ کرے تو حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سمجھ آنے لگتی ہے کہ جو اختیارات حضور کے نظر آ رہے ہیں یہ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیے ہیں، رسول کے ذاتی نہیں ہیں

تو پھر ایمان اس بات کو بھی قبول کر لیتا ہے کہ میرا رب جس کو جتنا چاہے عطا کرے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے آخری نبی جو حقیقت میں اول نبی ہی نہیں اول مخلوق ہیں جس کو اللہ عزوجل نے سب سے پہلے اپنے نور سے نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تخلیق کیا اور اس نور سے ہی ساری مخلوق بنی اور جب اسی نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ساری مخلوق بنی تو آپ تمام مخلوق کے حاکم اور مالک ہوئے اسی لیے اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی اعلان کرنے کا حکم دیا کہ آپ سب سے کہہ دیں:

وَمَآ اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا (حشر:۷)

"اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو"

امام احمد رضا نے اپنے رسالے "سلطنتِ مصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" کا بہت ذکر فرمایا ہے جس میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات اور تصرفات کا تفصیل سے ذکر کیا مگر وہ رسالہ اور مخطوطہ اب تک حاصل نہ ہو سکا۔ اس رسالے کے حوالے انہوں نے اپنی دیگر تصنیفات میں کثرت سے دیے ہیں اور ان احادیث کا ذکر کیا ہے اس لیے راقم نے ان دیگر رسائل میں سے اکثر احادیث کو جمع کر کے اس "سلطنت مصطفیٰ فی الملکوت الوریٰ" کا ایک عکس پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو آپ پچھلے اوراق میں پڑھ چکے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ محبت سے پڑھنے والوں کے دلوں میں یہ تمام احادیث نقش بن کر دل و دماغ میں ثبت ہو چکی ہوں گی۔

آپ کے ذوق مطالعہ کے پیشِ نظر اس عاشق صادق امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ایک نعتیہ کلام پر اس کتاب کا اختتام کر رہا ہوں جس میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے نعت کی چھوٹی بحر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر اوصاف اور اختیارات قلمبند

کر دیے ہیں ساتھ ہی اس نعت پر چند مقامات پر حواشی بھی ملاحظہ کریں جو آپ ہی کے صاحبزادے حضرت مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہ (م۔ ۱۴۰۲ھ) نے ۱۳۳۷ھ میں لکھے تھے۔ ملاحظہ کیجیے نعت بعنوان:

"مالکِ کُل کہلاتے یہ ہیں"

(یعنی نعت انور سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) جو امام احمد رضا نے غالباً ۱۳۳۷ھ یا اس سے قبل لکھی تھی اور اس کی اشاعت کے وقت حضرت مفتی اعظم ہند نے حواشی کا اضافہ فرمایا اور یہ نعت رسالہ "الاستمداد علیٰ اجیال الارتداد" کے ابتدائیہ میں بھی شامل ہے:ـ

سچی بات سکھاتے یہ ہیں
سیدھی راہ دکھاتے یہ ہیں
ڈوبی ناویں(۱) تراتے یہ ہیں
ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں

(۱): اللہ عزوجل نے حضرت شعیا علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے وہب بن منبہ کی حدیث سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری نے گمراہی کو ہدایت، جہل کو علم، گمنامی کو رفعت، ناشناسائی کو ناموری، قلت کو کثرت، محتاجی کو دولت، نااتفاقی کو محبت سے بدل دیا۔ ناویں کتنی ڈوبی تھیں اور کتنی تریں، نیویں اُکھڑ چکی تھیں، کیسی جمیں۔

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

ٹوٹی آسیں بندھاتے یہ ہیں

(۲)

چھوٹی نبضیں چلاتے یہ ہیں

(۲): علامہ شامی تلمیذ امام جلال الدین سیوطی رحمہا اللہ تعالیٰ نے "سبل الہدیٰ والرشاد" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ میں لکھا "شافی" علامہ زرقانی نے شرح مواہب لدنیہ میں اس کے معنی بتائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرض وتکلیف سے شفا دینے والے ہیں اور ہر اُمتی پر سے ہر مصیبت کو دور فرمانے والے ہیں یہ مبارک نام "دلائل الخیرات شریف" میں بھی ہے۔ "مطالع المسرات" میں فرمایا حضور ہی بیماریوں میں شفا دیتے ہیں۔ قرآن عظیم میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے کہ "میں اللہ کی اجازت سے مردے جِلا تا ہوں"۔ یہ چھوٹی نبضیں چلانے سے بدرجہا زائد ہے۔ متعدد حدیثوں میں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد بلکہ حضور کے غلاموں نے بارہا مردے جِلائے ہیں دیکھو "بہجۃ الاسرار" وغیرہ کتب آئمہ۔

جلتی جانیں بجھاتے یہ ہیں
روتی آنکھیں ہنساتے یہ ہیں

قصر دنیٰ تک کس کی رسائی
جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

اس کے نائب ان کے صاحب
حق سے خلق ملاتے یہ ہیں

شافع نافع رافع دافع
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

شافع اُمت نافع خلقت

رافع رُتبہ بڑھاتے یہ ہیں

دافع یعنی حافظ وحامی

دفع بلا (۳) فرماتے یہ ہیں

(۳): الامن والعلیٰ کی حدیثیں دیکھو کہ ایک صحابی رسول نے حضور میں عرض کی کہ یارسول اللہ میں اس لیے سرکار میں حاضر ہوا ہوں کہ حضور میری سختیاں دور فرمادیں۔ کتب سابقہ میں امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت ہے "دفاع معضلات" مشکلوں کے نہایت دفع کرنے والے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سید الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش پر فرمایا "یا حمزۃ کاشف الکربات" اے حمزہ اے دافع البلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرا نام "احید" ہوا کہ میں اپنی اُمت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔ اس سے زیادہ دفع اور کیا ہے۔

فیض جلیل خلیل سے پوچھو

آگ میں باغ کھلاتے یہ ہیں

ان کے نام کے صدقے جس سے

جیتے ہم ہیں جلاتے (۴) یہ ہیں

(۴): حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مُردے جِلانا ابھی گزرا اور دارمی کی صحیح حدیث میں ہے، تمہارے پاس یہ رسول تشریف لائے کہ غلاف چڑھے دلوں کو زندہ فرمائیں اور اندھی آنکھیں انکھیاری کردیں اور بہرے کان کھول دیں اور ٹیڑھی زبان سیدھی کردیں۔ قرآن عظیم میں ہے جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے سب آدمیوں کو زندہ

کیا۔آئمہ دین فرماتے ہیں عالَم جس طرح ابتدأ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محتاج تھا کہ حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا یوں ہی اپنی بقا میں بھی حضور کا محتاج ہے کہ حضور نہ ہوں تو کچھ نہ ہو اس کے نصوص کتاب سلطنت مصطفیٰ میں ہیں (اس کے معنی یہ کہ کتاب سلطنت مصطفیٰ کا مسودہ شاید ۱۳۴۳ھ تک محفوظ تھا اسی لیے مفتی اعظم ہند اس کے نصوص کا حوالہ دے رہے ہیں)۔"مطالع المسرات" میں ہے،نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہاں کی زندگی اور جان ہیں۔اسی میں ہے کہ تمام اولیاء کا اجماع ہے کہ نبی ﷺ اللہ کے وہ راز ہیں جو سب روحوں میں پھیلا ہوا ہے انھیں کی خوشبو سونگھ کر سب روحیں جیتی ہیں۔

اُس کی بخشش اِن کا صدقہ
دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہے
ان کا حکم(۵) جہاں میں نافذ
قبضہ کُل پہ رکھاتے یہ ہیں

(۵):مواہب شریف میں ہے،نبی صلی اللہ علیہ وسلم "خزانہء راز الٰہی" وجائے نفاذ امر ہیں،کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔مدارج شریف میں ہے:

"معلوم شدکہ تصرف وے بتصریف الٰہی زمین وآسمان راشامل ست"

(یعنی،معلوم ہوا کہ رضائے الٰہی سے ان کے تصرفات میں زمین وآسمان کا تصرف بھی شامل ہے)۔

اسی میں ہے:

”روز روز او ست و حکم حکم او بحکم رب العٰلمین“

(یعنی دن انہی کا دن ہے اور ان کا حکم، رب العالمین کا حکم ہے)۔

نسیم الریاض میں ہے:

اللہ تعالٰی ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا مخلوق میں کسی کا حکم نہیں،

حضور حاکم کُل ہیں اور جہاں بھر میں کسی کے محکوم نہیں۔

مواہب لدینہ و منح محمدیہ میں ہے:

اذرام امر لایکون خلافه

ولیس لذالک الامرفی لکون صارف

”حضور جو کوئی بات کہنا چاہتے ہیں تو وہی ہوتی ہے اس کے خلاف نہیں

ہوتا اور حضور کے چاہے کا جہاں میں کوئی پھیرنے والا نہیں“۔

یہ ہی خاص رنگ کن ہے۔ صحیح بخاری میں ہے سیدہ اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا حضور سے عرض کرتی ہیں اری ربك یسارع فی هواك ”میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ وہ حضور کی خواہش میں جلدی کرتا ہے“۔ آئمہ کرام فرماتے ہیں کہ اولیا میں ایک مرتبہ ”اصحاب تکوین“ کا کہ جو چیز جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہو جاتی ہے تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تو صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

(۷)

ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے

(۸)

مالک کُل کہلاتے یہ ہیں

(۷): بیہقی وابونعیم وحاکم وغیرہم کی احادیث میں ہے کہ توراۃ وانجیل دونوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعطی المفاتیح "سب کنجیاں انھیں عطا ہوئیں" الامن والعلیٰ تصنیفِ رضا میں ۱۱۲ احادیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ خزانوں کی کنجیاں، زمین کی کنجیاں، دنیا کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں، گویا ہر شی کی کنجیاں حضور کو عطا ہوئیں۔علامہ فاسی "مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات" میں نقل کرتے ہیں:

"جو نعمت تمام عالم میں کہیں ظاہر ہوتی ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی عطا کرتے ہیں کیوں نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جہاں میں رحمت بنا کر بھیجا ہے کہ انھیں کے ہاتھ کنجیاں ہیں تو اللہ کے خزانوں سے کوئی چیز نہیں نکلتی مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر"۔ ؎

بخدا خدا کا یہی ہے در ، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہوں یہیں آ کے ہوں جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں
(حدائق بخشش)

(۸): شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ابن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب "اثنا عشریہ" میں رقم طراز ہیں:

"اللہ عزوجل زبور میں فرماتا ہے زمین بھر گئی احمد کی حمد اور احمد کی پاکی بولنے سے، احمد ساری زمین اور تمام اُمتوں کی گردنوں کے مالک ہیں"۔

امام احمد وامام طحاوی کی احادیث میں ہے کہ اعشیٰ مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یامالك الناس وديان العرب "اے تمام آدمیوں کے مالک اور عرب

کے جزاوسزا دینے والے‘‘۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فریادرسی فرمائی۔

شفا شریف میں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مالک نہ جانے ایمان کی حلاوت نہ چکھے گا۔(قرآن کا ارشاد ہے النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم ’’یہ نبی تمہاری جانوں سے زیادہ مالک ہیں‘‘،مرتب)۔اسی لیے امام فرماتے ہیں ۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

وہی نورحق وہی ظل رب ،ہے انہیں سے سب انھیں کا سب
نہیں ان کے ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

انا اعطینك الکوثر
ساری کثرت پاتے یہ ہیں (۹)

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

(۹):صحیح بخاری کی حدیث ہے:

انما انا قاسم واللہ المعطی

’’دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں ہوں‘‘

علمائے فرماتے ہیں یہاں کیسی چیز کی تخصیص نہ فرمائی یعنی کوئی نعمت ہو اللہ ہی دیتا ہے اور حضور کے ہاتھوں ملتی ہے ۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے دینے والا سچا ہے ہمارا نبی

ماتم گھر میں ایک نظر میں

شادی شادی رچاتے یہ ہیں

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں

(۱۰)

کون بنائے بناتے یہ ہیں

لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن

کون بچائے بچاتے یہ ہیں

(۱۰):قصیدہ بردہ شریف میں امام شرف الدین بوصیری فرماتے ہیں ؂

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ

سواک عند حلول الحادث العمم

"اے تمام مخلوق الٰہی سے زیادہ کریم میرا کوئی نہیں جس کی میں پناہ لوں"

نزع روح میں آسانی دیں

کلمہ یاد دلاتے یہ ہیں

مرقد میں بندوں کوتھپک کر

میٹھی نیند سلاتے یہ ہیں

باپ جہاں بیٹے سے بھاگے

لطف وہاں فرماتے یہ ہیں

ماں جب اکلوتے کو چھوڑے

'آ' 'آ' کہہ کے بلاتے یہ ہیں

سنکھوں بیکس رونے والے
کون چُپَائے چُپَاتے یہ ہیں
خود سجدے میں گر کر اپنی
گرتی اُمت اُٹھاتے یہ ہیں
ننگوں بے ننگوں کا پردہ
دامن ڈھک کے چُھپاتے یہ ہیں
اپنے بھرم سے ہم ہلکوں کا
پلہ بھاری بناتے یہ ہیں
ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں
سلّم سلّم کی ڈھارس سے
پُل پر ہم کو چلاتے یہ ہیں
جس کو کوئی نہ کھلوا سکتا
وہ زنجیر ہلاتے یہ ہیں
جن کے چھپر تک نہیں ان کے
موتی محل سجواتے یہ ہیں
ٹوپی جن کے نہ جوتی اُن کو
تاج وبراق دلاتے یہ ہیں
کہدو رَضاؔ سے خوش ہو خوش رہ
مژدہ رَضاؔ کا سناتے یہ ہیں

(الاستمداد، ازامام احمد رضا، ص: ۳۰۔۱۲، مطبوعہ کراچی)

آخر میں چند درود ملاحظہ کیجیے جو امام احمد رضا نے مختلف رسائل میں خطبہ کے اندر لکھے ہیں جن میں شانِ رسالت اور اختیاراتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص کر نشاندہی کی گئی ہے مثلاً:

(۱)۔

والصلاۃ وسلام علی نور العیون سرور القلوب المخزون محمد (منیر العین)

"صلوٰۃ وسلام ہو اس پر جو آنکھوں کا نور اور پریشان دلوں کا سرور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

(۲)۔

والصلاۃ والسلام الحنانۃ والسلام لاحسن علی الامام الامین الامان الامن محمد مربی الروح البدن (النہی الاکید)

"صلوٰۃ وسلام ہو اس امام پر جو امین، جائے پناہ اور سب سے بڑے محسن محمد ہیں جو روح و بدن کے مربی ہیں"۔

(۳)۔

والصلاۃ وسلام علی من تبرك باثارہ الکریمۃ الاحیاء والاموات وحی ویحی بامطار فیوضہ العظمۃ کل موات (الحرف الحسن)

"اور درود وسلام ہو ان پر جن کے آثار گرامی سے زندے، مردے سبھی نے برکت حاصل کی اور جن کے فیوض کی بارشوں سے ہر بے جان کو زندگی ملی اور ملتی ہے"۔

(۴)۔

وافضل الصلوٰۃ واکمل التحیات علی ملاذ الاحیاء معاد

الاموات ، خالص الخیرومحض البرکات فی الحیاۃ العلیابعد الممات (بدلا لجوالزلدعا)

”اور بہترین درود،کامل ترین تحیتیں ہوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جوزندہ کی پناگاہ،مردوں کا مرجع خالص اور محض خیروبرکت ہمیں دنیا کی زندگی میں اور بعد موت کی بالاتر زندگی میں“۔

(۵)۔

والصلاۃ وسلام الاتمان الاکملان علی ا لسمیع البصیر العلیم الخبیر الملك المتعان المولی الکریم الروف الرحیم العظیم الشان سیدنا ومولانا محمد لنافذ حکمة فی عوالم الامکان (حیاۃ الموات)

”اور زیادہ تام وکامل تر درود وسلام ہوان پر جوسننے دیکھنے،جاننے،خبر دینے والے سلطان ہیں ۔جن سے مدد مانگی جاتی ہے۔جوکریم آقا، بڑے مہربان،رحم کرنے والے،بڑی شان والے ہیں،ہمارے سردار ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کا حکم امکان کے جہانوں میں نافذ العمل ہے“۔

(٦)۔

صل وسلم وبارك علی من یداہ بحر النّوال ومتّبعا الزلال وجنّتما البلاء (صفاح اللجین)

”اور درودوسلام اور برکت نازل فرما اس ذات پر جن کے ہاتھ علم کا سمندر ہیں اور لغزشوں کوچھپانے والے اور بلاؤں کے لیے ڈھال ہیں“۔

(۷)۔

والصلاة والسلام علیٰ صاحب الشفاعة مجیب الدعوة ومحب الجماعة دافع البلا والوباء والقحط والجماعة (رادالقحط)

"اور صلوٰۃ وسلام ہو مالک شفاعت پر جو دعائیں قبول کرنے والے، جماعت سے محبت کرنے والے، مصیبت وبلا اور بھوک اور قحط کو دفع کرنے والے ہیں"۔

(۸)۔

وصلی ربنا وبارك وسلم علیٰ دافع البلاء والوباء والقحط المرض والالم سیدنا مولانا ومالکنا وماؤنا محمد مالك الارض ورقاب الامم (الامن والعلیٰ)

"ہمارا پروردگار درودوسلام وبرکت نازل فرمائے بلاووبا، قحط، بیماری اور دکھوں کو دور کرنے والے ہمارے آقا ومولیٰ ومالک ماویٰ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو زمین اور اُمتوں کی گردنوں کے ملک ہیں"۔

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد صاحب تاج والمعراج والبراق والعلم دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم ابی القاسم محمد بن عبداللّٰه نور من نور اللّٰه یاایھا المشتاقون بنور جمالہٖ صلوا علیہ والہٖ واصحابہٖ وبارك وسلم تسلیما

راقم نے اس مقالے کے ابتدائیہ واختتامیہ کا عنوان سیدی مرشدی مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری علیہ الرحمہ کی نعت کے درج ذیل شعر سے منتخب کیا ہے' مولیٰ تعالیٰ اس نسبت کے صدقے ہماری کاوش کو قبول فرمائے

اوراس کتاب کو عالم کے مسلمانوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزید پروان چڑھانے کا ذریعہ بنائے۔ آمین

خدا کی سلطنت کا دو جہاں میں کون دولہا ہے !
تم ہی تم ہو، تم ہی تم ہو، یہاں تم ہو، وہاں تم ہو

یکم محرم الحرام ١٤٤٦ھ
٨ جولائی ٢٠٢٤ء بروز پیر

خادم رضویات
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
(صدر ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، رجسٹرڈ کراچی)

❁❁❁

Printed by AL-MUKHTAR Publications Karachi, Pak. +92 303 920 5511

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

خدا کی سلطنت کا دو جہاں میں دولہا

کلام: مفتئ اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ

(فرزند اصغر، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

بہارِ جاں فزا تم ہو نسیمِ داستاں تم ہو
بہارِ باغِ رضواں تم سے ہے زیبِ جناں تم ہو

حبیبِ رب رحمٰں تم مکینِ لامکاں تم ہو
سرِ ہر دو جہاں تم ہو شہِ شاہنشاہاں تم ہو

حقیقت آپ کی مستور ہے یوں تو نہاں تم ہو
نمایاں ذرے ذرے سے ہیں جلوے یوں عیاں تم ہو

حقیقت سے تمہاری جُز خدا اور کون واقف ہے
کہے تو کیا کہے کوئی چنیں تم ہو چناں تم ہو

خدا کی سلطنت کا دو جہاں میں کون دولہا ہے
تم ہی تم ہو تم ہی تم ہو یہاں تم ہو وہاں تم ہو

تمہارا نور ہی ساری ہے ان ساری بہاروں میں
بہاروں میں نہاں تم ہو بہاروں میں نہاں تم ہو

زمین و آسماں کی سب بہاریں آپ کا صدقہ
بہارِ بے خزاں تم ہو بہارِ جاوداں تم ہو

تمہارے حسن و رنگ و بو کی گل بوٹے حکایت ہیں
بہارِ گلستاں تم ہو بہارِ بوستاں تم ہو

تمہاری تابش رخ ہی سے روشن ذرہ ذرہ ہے
مہ و خورشید و انجم برق میں جلوہ کناں تم ہو

نظر عارف کو ہر عالم میں آیا آپ کا عالم
نہ ہوتے تم تو کیا ہوتا بہارِ ہر جہاں تم ہو

تمہارے جلوۂ رنگیں ہی کی ساری بہاریں ہیں
بہاروں سے عیاں تم ہو بہاروں میں نہاں تم ہو

مجسم رحمتِ حق ہو کہ اپنا غم نہ اندیشہ
مگر ہم سے سیہ کاروں کی خاطر یوں رواں تم ہو

کجا ہم خاک افتادہ کجا تم اے شہِ بالا
اگر مثل زمیں ہم ہیں تو مثل آسماں تم ہو

یہ کیا میں نے کہا مثل سما تم ہو معاذاللہ
منزہ مثل سے برتر ز ہر وہم و گماں تم ہو

میں بھولا آپ کی رفعت سے نسبت ہی ہمیں کیا ہے
وہ کہنے بھر کی نسبت تھی کہاں ہم ہیں کہاں تم ہو

چہ نسبت خاک را با عالم پاکت کہ اے مولیٰ
گدائے بے نوا ہم ہیں شہِ عرش آستاں تم ہو

میں بیکس ہوں میں بے بس ہوں مگر کس کا تمہارا ہوں
تہ دامن مجھے لے لو پناہِ بے کساں تم ہو

حقیقت میں نہ بیکس ہوں نہ بے بس ہوں نہ نا طاقت
میں صدقے جاؤں مجھ کمزور کے تاب و تواں تم ہو

ہمیں اُمید ہے، روزِ قیامت اُن کی رحمت سے
کہ فرمائیں اِدھر آؤ نہ مایوس از جناں تم ہو

ستم کارو چلے آؤ چلے آؤ چلے آؤ
ہمارے ہو ہمارے ہو اگر ہو از بداں تم ہو

تمہارے ہوتے ساتے درد دکھ کس سے کہوں پیارے
شفیعِ عاصیاں تم ہو وکیلِ مجرماں تم ہو

مسیحِ پاک کے قرباں مگر جانِ دل و ایماں
ہمارے درد کے درماں طبیب انس و جاں تم ہو

دکھائے لاکھ آنکھیں مہر محشر کچھ نہیں پروا
خدا رکھے تمہیں تم ہو مرے امن و اماں تم ہو

ریاضت کے یہی دن ہیں بڑھاپے میں کہاں ہمت
جو کچھ کرنا ہو اب کرلو ابھی نوؔری جواں تم ہو

فقط نسبت کا جیسے ہوں حقیقی نوؔری ہو جاؤں
مجھے جو دیکھے کہہ اُٹھے میاں نوؔری میاں تم ہو

ثنا منظور ہے ان کی نہیں یہ مدعا نوؔری
سخن سنج و سخنور ہو سخن کے نکتہ داں تم ہو

(سامان بخشش،مطبوعہ سکھر ۱۹۷۹ء،ص:۱۰۲)

❋❋❋

ماشاءاللہ

علامہ عبدالہادی قادری نوری (سربراہ امام احمد رضا اکیڈمی، ساؤتھ افریقہ)

اللہ جل جلالہ محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو سلامت رکھے کہ موصوف نے دن رات ایک کر کے سیدی اعلیٰ حضرت کی جمیع کتب ورسائل سے اختیارات رسول سے متعلق احادیث کو منتخب کر کے یہ کتاب مدون کردی اور اس کا نام ''آئینۂ سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ'' رکھا۔ جسے پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ جیسے موصوف کو سیدی اعلیٰ حضرت نے خود سے بتایا ہو کہ فلاں فلاں کتاب سے یہ یہ احادیث اور مضامین جمع کرلو تو ہماری کتاب کا آئینہ بن جائے گی۔

مفتی محمد حنیف خان رضوی بریلوی (امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف، بھارت)

محب گرامی قدر محقق رضویات حضرت پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ صاحب قادری مدظلہ العالی نے خیال کیا کہ اس موضوع کے بکھرے ہوئے مضامین کو ایک لڑی میں پرو دیا جائے اور یہ مجموعہ اس اصل کتاب کا عکس اور آئینہ قرار دیا جائے تاکہ شائقین کو وہ مضامین ایک جگہ مل جائیں، لہٰذا رضویات کے نہایت تفصیلی اور وسیع مطالعہ کے بعد آپ نے اس کتاب کو مرتب فرمایا ہے جو آپ کی عظیم کاوش ہے۔ راقم نے متعدد مقامات سے پڑھا اور ان تمام مقامات کو موضوع کے مطابق پایا۔ ''سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ'' کی بازیابی تو نہیں ہوسکی ہے لیکن اس کتاب کو پڑھ کر قارئین کی اس موضوع سے متعلق تشنگی کافی حدتک دور ہوجائے گی۔

علامہ محمد طارق آزاد (رکن مجلس ادارت اردو ڈکشنری بورڈ)

کتاب کا نام، موضوع کا تعین، مصنف کا اسلوب بیان یہ وہ نشان منزل تھے جن کی مدد سے ڈاکٹر صاحب نے زود نویس مصنف کے بلامبالغہ ہزاروں صفحات پر محیط تحریری سرمائے کو دریائے تحقیق جان کر گوہر آب دار کے لیے غواصی کی اور انھیں ''تدوین مجید'' کی لڑی میں پروکر ہدیہء قارئین و شائقین کردیا۔ اس تدوین کے لیے مجد و بزرگی کی صفت اس لیے بھی شایاں ہے کہ اس کا موضوع وہ ذات گرامی ہے جو ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کی مصداق ہے۔ اس کتاب کے ذریعے ڈاکٹر صاحب نے اپنی عقیدت کو محکم اساس تحقیق عطا کی ہے جو نسلِ نو کے لیے قابلِ تقلید ہے۔